Scanned with CamScanner

طالب دعا

سید نقی بادشاہ

ماتمی سنگت

سرکار جون ع

Scanned with CamScanner

ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا

پھر ہم نے تمہیں شریعت کے ایک طریقہ پر چلا دیا ہے پس اس کی پیروی کیجئے

[سورہ جاثیہ : ۱۸]

قواعد الشریعہ

فی

عقائد الشیعہ

جلد : ۱

بجواب : "اصول الشریعہ فی عقائد الشیعہ"

: رشحات قلم :

محمد حسنین السابقی النجفی

صدر مجلس عمل علماء شیعہ پاکستان

مہتمم اعلیٰ

مدرسہ جامعۃ الثقلین

خانیوال روڈ ○ ملتان

Scanned with CamScanner

الامام المصلح الحائری الاحقاقی دام ظلہٗ

Scanned with CamScanner

الامام المصلح الحائری الاحقاقی دام ظلہ

Scanned with CamScanner

مؤلف

Scanned with CamScanner

فہرست

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

عنوان	صفحہ نمبر

قیمت ۵۰ روپے

انتساب

والدِ گرامی

سرکار حجۃ الاسلام تقدس مآب

علّامہ عبدالعلی صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہٗ

کے نام

جن کی صحبت کے بیش بہا لمحات ،

جن سے شرفِ تلمذ کی برکات ،

جن کی پاکیزہ تربیت ، تبحرِ علمی

اور محمدؐ و آلِ محمدؐ کے بارے میں ان کے محققانہ و بلند پایہ اعتقادات نے

اِس حقیر کو اس صلاحیت سے نوازا ——— کہ

مَیں آج

مقصرین کے خلاف

سیسہ پلائی ، آہنی دیوار بن کر نبرد آزما ہوں —!

شاہا ! من از بعرش رسانم سرِ بفضل

مملوک آنجنابم و محتاجِ ایں درم

Scanned with CamScanner

بسمِ اللہِ تعالیٰ

و

مُبسملاً و مُحمدلاً

و

مسلّماً و مصلّیاً

علی النبی العظیم سیدِ الانبیاءِ و المُرسلین

و آلہِ الطّاہرین الطّیبین المعصومین

Scanned with CamScanner

مقدّمہ

کتاب اصول الشریعہ طبع اخیر میں مقدّمہ
کو جن عناوین پر تقسیم کیا گیا ہے
یہاں جواب آں غزل کے طور پر
ان ھی عناوین کے ساتھ اس
مقدمہ کا جواب تحریر کیا گیا ہے
تاکہ قارئین کرام کو موازنہ
کرنے میں کوئی دقّت پیش
نہ آئے۔ واللہ الموفق والمعین

Scanned with CamScanner

حق و باطل کی باہمی کشمکش :

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا اِمروز
چراغِ مصطفوی سے شرارِ بُولہبی

اقبال کے اس حقیقت افروز شعر میں حق و باطل کی کشمکش کی پوری تاریخ سمٹی ہوئی ہے۔ اِبتدائے آفرینش سے آج تک حق و باطل، خیر و شر، صداقت و کذب، برسرِ پیکار ہیں۔

حضرت خلیل کے مقابلہ میں نمرود، جناب کلیم کے مقابلہ میں فرعون، سرکار حبیبِ کردگار کے مقابلہ میں ابوجہل، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تا اَبد یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ خالقِ کائنات کو یہ اِمتحان مقصود ہے کہ کفر و شرک اور فسق و فجور کی تاریکیوں میں چراغِ رُشد و ھدایت کو روشن کرنے کی کوشش کون کرتا ہے؟ اور اسے گُل کرنے کی سعی نافرجام کون کرتا ہے؟ (اصول الشریعہ۔طبع آخر، ص: ۳)

الجواب :

علماءِ فریقین اس حقیقت پر مُتّفق ہیں کہ مخلوقات میں گمراہی کے متعلّق شک و شبہ سب سے پہلے ابلیس نے پیدا کیا۔ چنانچہ جب اس کو حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سربسجود ہونے کا اللہ نے حکم دیا تو اُس نے ازراہِ تحقیر و توہین حضرت آدمؑ کو مٹی سے خلق شدہ بشرِ عام کہہ کر سجدہ سے سرتابی کی اور اللہ تعالیٰ پر جسارت کرتے ہوئے سات اِعتراضات وارد کر دیئے۔

علامہ محمد بن عبد الکریم شہرستانی کا کہنا ہے کہ تمام مذہبی و اعتقادی اختلافات کی بنیاد کا اصل سرچشمہ یہی ابلیسی نظریہ ہے جس کو انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنے

Scanned with CamScanner

والے ہر کافر نے دُہرایا اور کہا :

أَ بَشَرٌ يَهْدُوْنَنَا ؟

"کیا یہ بشر ہماری ہدایت کریں گے ؟"[1]

عالمِ اسلام کے عظیم رہنما سرکار امام خمینی نے بھی کتاب مستطاب "شرح دعاء السحر"
ص : ۹۵ ، میں اسی مطلب کی تائید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ :

"محض انبیاء و اوصیاء کی ظاہری صورت کو دیکھ کر ان کو
اپنا ہم نوع قرار دینا اور ان کے باطنی کمالات کی طرف نگاہ نہ کرنا
یہی اصل ہلاکت و بنیادی جہالت ہے جس کی بنیاد ابلیس نے رکھی ہے
اگر شیطان حضرت آدم علیہ السلام کی طینتِ ظاہری کی بجائے اس کے
جنبۂ نوری کا قیاس اپنی ناریت سے کرتا تو وہ حضرت آدمؑ کی
افضلیت و برتری کا انکار نہ کرسکتا ۔"

اِسی باطل عقیدہ کے حامی خود سرکارِ ختمی مرتبتؐ کے دَور میں بھی موجود تھے جو ظاہراً تو حضور کی نبوّت کے معتقد تھے مگر اُن کو بشرِ عام قرار دے کر ان کی احادیث و ملفوظات کی حجیّت کے منکر تھے۔

عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جو کچھ سنتا تھا اپنی یادداشت میں لکھ لیا کرتا تھا۔ کچھ لوگ مجھ پر معترض ہوئے اور کہا : رَسُوْلُ اللّٰہِ بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا " رسول اللہ تو بشر ہیں وہ رضا و غضب کی حالت میں باتیں کرجاتے ہیں" ۔ لہٰذا تم یہ تحریری کام بند کرو۔ جب میں نے آنحضرتؐ سے اس کا تذکرہ کیا تو حضورؐ نے فرمایا :

---

[1] الملل والنحل ج : ۱ ، ص : ۹ ، ط : مصر ۱۹۴۸ء

"مجھ کو اللہ کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میری زبان سے حق ہی حق نکلتا ہے، تم لکھ لیا کرو۔"[1]

آنحضرتؐ کو بشرِ عام سمجھنے والے لوگوں نے ہی آنحضرتؐ کے آخری لمحاتِ حیاتِ ظاہری میں قلم دوات لانے سے انکار کیا اور پھر اپنی خلافت کے دور میں راویانِ حدیث کو روایتِ حدیث سے سختی سے روکا بلکہ کوڑوں کی سزا دینے سے بھی دریغ نہ کیا۔ (تاریخ التشریع ص ۱۲۳!)۔ جبکہ سرکارِ دو عالمؐ نے بارہا اپنی خلقتِ نوری اور بشریتِ سماوی کے امتیازیات و خصائص کا ذکر کیا۔ چنانچہ ایسے بدعقیدہ لوگوں کے جواب میں ارشاد فرمایا:

اِنّی لَسْتُ مِثْلَکُمْ اِنّی اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَ یَسْقِیْنِیْ۔

"میں تمہاری مثل نہیں۔ میں اس حالت میں شب باشی کرتا ہوں کہ میرا رب میرے خورد و نوش کا انتظام کرتا ہے۔"

آپ سات، سات روز تک مسلسل روزہ رکھے رہتے تھے۔ لوگوں نے بھی ایسا کرنا چاہا تو ارشاد فرمایا:

لَا تُوَاصِلُوْا اِنَّکُمْ لَسْتُمْ فِیْ ذٰلِکَ مِثْلِیْ۔

"تم وصال کا روزہ نہ رکھو، تم ایسے امور میں میری مثل نہیں ہو۔" (کنز العمال ج: ۳، ص: ۲۰، ۲۱، ۲۲)۔

لہٰذا یہ حقیقت بالکل درست ہے کہ جہاں شرارِ بولہبی نجدی و خارجی کی صورت میں آنحضرتؐ کی خلقتِ نوری کو ہوا دے اور ان کو بشرِ عام ثابت کرنے کی سعیٔ نافرجام کرے وہاں اللہ تعالےٰ

---

[1] کتاب التاج الجامع للاصول، ج: ۱، ص: ۷، طبع مصر۔

ایسے مجاہد اہلِ علم و قلم بھیج دیتا ہے جو آنحضرتؐ کے متعلق ابلیسی و ابولہبی عقائد کے ٹمٹماتے دیئے گُل کر کے عقیدۂ نور کے انوار سے قلوبِ مؤمنین کو بقعۂ نور بنا دیتے ہیں۔ اور یہ کش مکش تاابد جاری رہے گی۔

اہلِ باطل کی افتراء پردازی اور اہلِ حق کی دائمی فتح مبین :

"قرآن گواہ ہے کہ ہمیشہ اہلِ باطل نے اہلِ حق کو خاموش کرنے، اُن کی آوازِ حق کو غیر مؤثر بنانے کے لئے کذب و افتراء اور الزام کے طوفان اٹھائے۔ حضرتِ نوحؑ، حضرتِ لوطؑ، حضرتِ شعیبؑ کی ناہنجار قوم نے آنحضرتؐ کو ساحر و کذّاب، شاعر و مجنون، کیا کیا قبیح القاب دیئے۔ اہلِ باطل کے ان شیطانی حربوں اور اوچھے ہتھیاروں سے چاہیے تو یہ تھا کہ اہلِ حق کی آواز ہمیشہ کے لئے دب جاتی مگر اللہ کا وعدہ ہے کہ اپنے رسولوں اور مؤمنوں کی مدد کرے گا۔ انبیاء کے بعد آنحضرت کی فتح و نصرت کے قصیدے فرشتوں نے پڑھے۔

علماءِ حق کے بالمقابل علماءِ سُوء کا وجود بھی دین کے نام پر قائم کردہ اپنی دکان داریوں کے تحفظ کی خاطر باطل کی تقویت کا باعث رہا ہے۔ ایک گروہ نے شہیدِ ثانی پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ وُہ دربارِ شاہی میں جلّاد کے کوڑوں کی شدید ضربات سے لہو لہان ہو رہے تھے مگر اپنے خون سے چراغِ مصطفوی کو روشن کر رہے تھے"!

خلاصۂ کلام اصول الشریعہ از ص: ۴ تا ۸۔

الجواب :

اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ انبیاء و مرسلین کے مقابلہ میں آنے والوں کو ہمیشہ

شکست و رسوائی کا عبرتناک سامنا کرنا پڑا ہے اور ان کے مشن کے صحیح محافظ علماءِ حق بھی اعلاءِ کلمۂ حق کے سلسلہ میں ایسی ہی مشکلات کا شکار رہے ہیں مگر الحمد للہ! وہ علماء فضائلِ محمدؐ و آلِ محمدؑ کے تحفظ کی خاطر ایسے مراتبِ عظمت و جلالت پر فائز رہے۔ جبکہ معصومینؑ کی شان گھٹانے والے اور انبیاء کو ازراہِ تحقیر بشر کہنے والے اور ان کی ولایتِ تکوینیہ کے منکرین ہمیشہ بدنام و رسوا رہے ہیں۔

اس کی واضح مثال دورِ حاضر میں سرکار امام خمینی کی ذات ستودہ صفات ہے جن کے اعتقاد کی منزل یہ ہے کہ وہ **محمدؐ و آل محمدؑ** کی ولایتِ تکوینی اور خلقتِ نوری کے عقیدہ کو مذہب کی ضروریات قرار دیتے ہیں اور اسی طاقت کی بناء پر انہوں نے علماءِ سوء تو درکنار، امریکہ جیسی سُپر پاور کو بھی ناک سے چنے چبوا دیئے ہیں۔

جب کہ خالصی جیسے بدنہاد علماءِ سوء کبھی سعودیوں کی چاپلوسی کرتے رہے، کبھی امریکیوں کی دعوتیں اڑاتے رہے اور عیسائیوں کو مسلمانوں کا بھائی کہتے رہے، کبھی قادیانیوں کے مسلمان ہونے کے فتوے دے کر دولت کماتے رہے مگر آج ان سب مُقصّر علماءِ سوء پر ہر طرف سے تبرّا و بیزاری کی صدائیں ہیں۔

شہیدِ اوّل اور شہیدِ ثانی اعلی اللہ مقامہما پر واجب القتل ہونے کا فتویٰ لگانے والے سب کے سب مقصّر علماءِ سوء تھے۔ حتّٰی کہ شہیدِ اوّل پر "غالی نصیری" ہونے کا فتویٰ لگا کر اُن کو شہید کرایا گیا۔ چنانچہ عبدالحئی بن عماد حنبلی نے شذرات الذھب فی اخبار من ذہب (ج : ۶، ص : ۲۹۴، ط : بیروت) میں لکھا ہے :

قُتِلَ مُحَمَّدُ بْنُ مَكِّيِّ الْعِرَاقِيُّ الرَّافِضِيُّ
فَشُهِدَ عَلَيْهِ بِدِمَشْقَ بِانْحِلَالِ الْعَقِيدَةِ
وَ اعْتِقَادِ مَذْهَبِ النُّصَيْرِيَّةِ وَ اسْتِحْلَالِ
الْخَمْرِ وَ غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْقَبَائِحِ

Scanned with CamScanner

فَضَرِبَتْ عُنُقُہ۔

" محمد بن مکی عراقی رافضی کو قتل کیا گیا اور دمشق میں ان کے خلاف یہ شہادتیں دی گئیں کہ وہ " مذہبِ نصیری " پر اعتقاد رکھتے تھے اور ان کا عقیدہ مختل تھا، وُہ شراب کو حلال سمجھتے تھے اور اس قسم کی دوسری بُرائیاں ان میں پائی جاتی تھیں۔ لہٰذا دمشق میں ان کی گردن زنی کی گئی "!

خالصی روپ کے کٹھ مُلّاؤں نے شہید مؤلّف لمعہ کو بدنام کرنے کے لئے " نصیری " ہونے کا الزام لگایا تو کیا ہوا ؟، فتوے بازوں نے بھی اپنا حشر دیکھ لیا اور مظلوموں کا انجام بھی تاریخ میں محفوظ ہے۔ آج خالصی گروپ بھی ان شریر کذّاب فتوا بازوں کی پیروی میں علمارِ حق کو 'شیخی'، 'غالی'، 'نصیری' کہنے کی رَٹ لگا کر ان کی قتل گاہ دیکھنے کا شائق ہے مگر آج وُہ دَور نہیں رہا۔

چراغِ مصطفوی کا تحفّظ وہی علمار کر رہے ہیں جو آنحضرتؐ اور اُن کی آلِ اطہارؑ کی خلقتِ نوری کے قائل ہیں اور شرارِ بُولہبی کے وارث وُہی علمارِ سُوء ہیں جو ابُولہب کی طرح آنحضرتؐ کو بشر محض کہہ رہے ہیں، ان کے معجزہ نما ہونے کا اِنکار کر رہے ہیں اور قوم میں ان کا مقام وہی ہے جو ہر دَور کے شر انگیز فتنہ خیز مُلّاؤں کا ہُوا کرتا ہے۔

اگر چند خوارج ذہنیت کے چیلے چانٹے حامی بن بھی جائیں تب بھی امیرالمؤمنینؑ اور ان کے مشن کے صحیح العقیدہ محافظ علمار کی عظمت میں فرق نہیں پڑ سکتا۔

تاریخ اپنے آپ کو دُہراتی ہے :

" قرنِ چہاردہم میں محاربہ نے جو شدّتِ وحدت اِختیار کر رکھی ہے شاید اسلام کے

Scanned with CamScanner

قرنِ وسطیٰ میں اس کی کوئی مثال نہ ملے۔ یہ وبار جنگل کی آگ کی طرح پھیل رہی ہے۔ اگر ان حضرات کے ترکش میں افتراء و اتہام اور بدکلامی کا کوئی تیر باقی ہے تو اسے بھی چلالیں۔ دُنیا دیکھ لے گی اور حق کا بول بالا اور پرچم سربلند ہوگا"۔

بحوالہ: اصول الشریعہ، ص: ۸، ۹۔

الجواب:

چونکہ قرنِ چہاردہم میں ابن تیمیہ نجدی اور خالصی کی اولاد نے توہینِ انبیاء و ائمہ کی حد کردی ہے۔ خالصی نے مزاراتِ جنت البقیع کے منہدم کرنے پر سعودیوں کو مبارکبادی کے پیغام بھیجے۔ علمارِ نجف و کربلا، قم و مشہد کو نصیری، کافر و مشرک، بُت پرست تک کہہ دیا اور ان کے ایجنٹوں نے خالصی کے زہریلے نظریات کو پاکستان میں فروغ دینے کی کوشش کی مگر علمارِ حق نے قلم و زبان سے ان کی ناپاک سازشوں کو بے اثر کردیا۔

خالصی کی حمایت میں خالصی پرستوں کے ترکش میں کوئی اور تیر ہے تو وہ بھی چلاکر آزمائیں۔ پاکستان کے تین کروڑ شیعہ سرکار امام خمینی کی پیروی میں معصومینؑ کی ولایتِ تکوینی کے قائل ہیں اور ان کی خلقتِ نوری کے معتقد ہیں جب کہ شہید مرحوم علامہ عارف حسینی اعلی اللہ مقامہٗ واشگاف الفاظ میں یہ ارشاد فرما چکے ہیں کہ:

"محمد حسین ڈھکو ولایتِ تکوینی کے منکر ہیں جب کہ ہم قائل ہیں، امام کو متصرف فی الامور مانتے ہیں۔ اور یہ معجزہ خود فعلِ امام ہے اور مولانا محمد حسین اس کے منکر ہیں"۔[۱]

---

[۱] رسالہ القائم ج: ۲، ص: ۳۱۔ (نقل بالمعنیٰ)

Scanned with CamScanner

قوم کے زندہ دل انصاف کریں کہ جب مؤلف اصول الشریعہ کو شہیدِ حق و حقانیت علّامہ سید عارف الحسینی بھی صحیح العقیدہ نہیں مانتے تو دوسرے علماء ان کو صحیح العقیدہ شیعہ کس طرح تسلیم کرلیں گے۔

اختلاف فی الدین کی مذمت اور اس کے اسباب :

"جناب امیرالمؤمنینؑ نے مذمّتِ اختلاف پر خطبہ ارشاد فرمایا :

"جب خدا بھی ایک، رسُول بھی ایک، کتاب بھی ایک، ائمۂ طاہرین اگرچہ تعداد میں بارہ ہیں مگر ان کے قول و فعل میں یگانگت و اتحاد ہے پھر یہ اختلاف و افتراق کہاں سے پیدا ہوگیا ہے۔ عقائد و نظریات کے اس بحران نے کہاں سے جنم لیا ؟ اور طوفانِ بدتمیزی کا سرچشمہ کہاں سے نکلا" ؟

امام عالی مقام کے کلام سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اختلافات کے ذمہ دار گندم نما جَو فروش ہیں جو جہلِ مرکب کا شکار ہیں۔ عوام عالم و جاہل، عادل و فاسق میں فرق نہیں کرتے۔ پنجابی بھائی اس صفت میں سب سے پیش پیش ہیں۔ اقبال نے ان کے بارے میں کہا ہے : ؎

مذہب میں بہت تازہ پسند اس کی طبیعت
کرلے کہیں منزل تو گزرتا ہے بہت جلد
تحقیق کی بازی ہو تو شرکت نہیں کرتا
ہو کھیل مریدی کا تو ہرتا ہے بہت جلد

تاویل کا پھندا کوئی صیاد لگا دے ——— یہ شاخِ نشیمن سے اترتا ہے بہت جلد

خلاصہ از الحوزۃ الشریعہ ص: ۱۰ تا ۱۴۱، ط: اخیر

الجواب :

سرکار امیر المؤمنین علیہ السلام کے خطبہ میں جس اختلاف کی مذمت کی گئی ہے اس کا ہمارے موضوع سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ جب حجۃ اللہ تک براہِ راست رسائی ممکن ہو تو اختلاف کرنا یقیناً معصوم کے خلاف باغیانہ اقدام ہے۔

لیکن اگر معصوم تک براہِ راست رسائی کے ابواب مسدود ہو چکے ہوں تو طلبِ حقیقت کے لئے اختلاف قابلِ مذمت نہیں ہے خصوصاً جب کوئی نام نہاد عالمِ قرآن و حدیث صریحہ کے خلاف اپنی تراشیدہ و خراشیدہ آراء باطلہ کو خالص جیسے قادیانیت نواز کٹھ ملّا کے حوالہ سے قوم پر مسلّط کرنا چاہتا ہو تو اس کے خلاف علماء کا میدان میں نکل آنا اور قلم و منبر سے اس کی تردید کرنا عین جہاد ہے۔

اختلاف تو مراجع عظام کے فتاویٰ میں بھی پایا جاتا ہے۔ خصوصاً مؤلف نے خود بھی اپنے عملیہ میں تمام مجتہدین عظام کے خلاف علمِ بغاوت بلند کر کے اخباریوں کے متروک العمل فتووں کی اشاعت کر کے قوم کو مرکز نجف و قم سے جدا کرنے کی گھناؤنی سازش کا ارتکاب کیا ہے۔

جہاں ملک میں امام خمینی اور امام خوئی جیسے اکابر مراجع کے فتویٰ پر عمل ہو رہا تھا وہاں لوگوں کو اُن سے منحرف کر کے اپنی طرف متوجہ کرنے اور اپنے خود ساختہ اجتہاد کو مسلّط کرنے کی کیا ضرورت تھی ؟۔

جناب ڈھکو سے اختلاف کرنے والوں میں صرف اہلِ منبر خطباء ہی نہیں بلکہ مرحوم شہیدِ حقانیت علّامہ سیّد عارف حسینی جیسی شخصیات بھی ہیں اور اکابر مراجع عظام

Scanned with CamScanner

آقائے نائینیؒ، آقائے محمد حسین اصفہانیؒ، آقائے خوئیؒ و آقائے خمینیؒ جیسے چودہ سے زیادہ اکابر مجتہدین ہیں جو ولایتِ تکوینی کے قائل ہیں اور معصومینؑ کی خلقتِ نوری جسمانی و روحانی کے معتقد ہیں، جیسا کہ حجۃ الاسلام محمد مقیمی قمی نے کتاب " ولایت از دیدگاہ مرجعیت " میں ان مراجع کے بیانات کے عکس شائع کر دیئے ہیں اور منکرینِ ولایتِ تکوینی کو نجدیوں کا گماشتہ قرار دیا ہے۔

لہٰذا اہلِ بصیرت خود انصاف کریں کہ اختلاف کی آواز کو بلند کرنے والے خالصی گروپ والے ہیں یا علمائے حق؟ جنہوں نے شب و روز مذہبِ حق کی تبلیغ کر کے شیعہ مذہب میں ہزاروں لوگوں کا اضافہ کر کے حق کا بول بالا کیا ہے۔ جب کہ خالصیوں نے آج تک ایک فرد کو بھی مذہبِ حقّہ کی طرف راغب کرنے کی زحمت گوارا نہ کی بلکہ شیعوں ہی کو وہ کافر، جاہل، غالی، گمراہ اور نہ معلوم کیا کیا کہتے رہتے ہیں۔

باقی رہا علامہ اقبال کا شعر، تو یہ پنجابیوں پر ہی کیا فٹ ہوگا۔ وہ بیچارے تو اپنے آباؤ اجداد سے حاصل کردہ قدیمی عقیدہ **یا علیؑ مدد** سے ٹلنے کے لئے تیار ہی نہیں ہیں۔ ان کی طبیعت مذہب میں کیوں تازہ پسند ہوگی بلکہ صاف ظاہر ہے کہ یہ شعر ان کے بارے میں ہے جنہوں نے اپنی ذہنیت پر خالصی جیسے تازہ پسند مُلاّؤں کو سوار کر لیا ہے۔ کبھی وہ اخباریوں کے فتاویٰ متروکہ کی ترویج میں مصروفِ عمل ہیں اور کبھی عزاداری کے خلاف زہر اگلنا عبادت تصور کرتے ہیں، کبھی **یا علیؑ مدد** کے خلاف بڑھکیں مار رہے ہیں اور یہی حضرات خالصی کے لگائے ہوئے پھندوں پر اپنی شاخِ نشیمن سے اڑنے میں مسابقت کرتے دکھائی دیتے ہیں۔
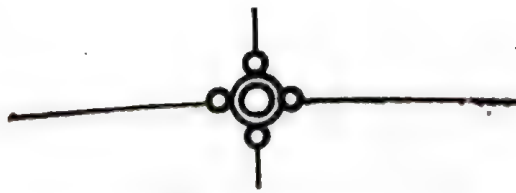
ائمہ کی شدید گرفت اور موجودہ دور کے شیعوں کی روش پر تبصرہ

"اخبار و آثار سے آشکارا ہوتا ہے کہ ائمہ اطہار کی گرفت اتنی سخت تھی کہ وہ اپنے نام لیواؤں کو دین میں ایک حرف کی کمی بیشی کی اجازت نہیں دیتے تھے مگر آج لوگ دین کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ جو کچھ جاہل و بے دین ملّا سے سُن لیا جو بوڑھوں سے سُنا اُس پر جزم کر لیا، علمارِ کرام کی خدمت میں حاضر ہونا کسرِ شان سمجھتے ہیں۔ اس دور کے بارے میں رسُول اللہ کی پیش گوئی ہے :

"ایک دور ایسا بھی آئیگا جس میں لوگ (حقیقی) علمار سے اس طرح دُور بھاگیں گے جس طرح بھیڑیں بھیڑیئے سے دُور بھاگتی ہیں"۔

آج شیخ صدوق مفید، سید رضی، سید مرتضیٰ، علامہ علی مجلسی کی کتب متروک ہوتی جارہی ہیں اور ذاتی خرافات و قیاسات رواج پکڑ رہے ہیں۔ (ص : ۱۷، ۱۸)۔

آج حقیقی علمار وہ سمجھے جاتے ہیں جو رقصِ منبری میں مہارتِ تامّہ رکھتے ہوں اور خود اپنے منہ سے عالم و علاّمہ ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔ پیغمبر کا ارشاد ہے :

"ایک دور ایسا آئے گا کہ لوگ علمار کو صرف عمدہ لباس سے پہچانیں گے"۔ (ص : ۱۹)۔ ع :

قوموں کے لئے موت ہے مرکز سے جُدائی "۔!

الجواب :

بیشک معصومینؑ تو اپنے اصحاب کو دین کے معاملہ میں ایک حرف کی کمی بیشی کرنے کی اجازت

نہیں دیتے مگر جناب ڈھکو اپنے مطلب سیدھے کرنے کے لئے احادیث کے الفاظ میں کمی بیشی کرنا جائز بلکہ واجب سمجھتے ہیں۔ جیساکہ اس کتاب میں اس کی مثالیں دی جائیں گی۔

شیعہ عوام بات کو پرکھنے کے عادی ہیں، بات کرنے والے کی پرکھ کے قائل نہیں۔ اگر کوئی بوڑھا بزرگ یا جاہل صحیح بات کرے تو اس کی تائید فرض سمجھتے ہیں۔ اگر کوئی نام نہاد حجۃ الاسلام معصومینؑ کی ہتکِ حرمت کرے تو اس کی شخصیت کو درخور اعتناء نہیں سمجھتے کیونکہ آنحضرتؐ نے جو یہ فرمایا کہ "ایسا وقت آئے گا کہ لوگ علماء سے اس طرح دور بھاگیں گے جس طرح کہ بھیڑیں بھیڑیئے سے بھاگتی ہیں"۔ تو حضورؐ نے واضح اشارہ دیا ہے کہ ایک دور آئے گا کہ اس وقت کے علماء جو اندر سے بھیڑیئے ہوں گے اور باہر سے عالمانہ عمدہ لباس رکھتے ہوں گے تو عوام مسکین بھیڑوں کی طرح اُن سے دور بھاگیں گے کہ کہیں یہ بھیڑیئے ان کے ایمان وعقیدہ پر حملہ آور نہ ہوں۔ کیونکہ بھیڑ کو یقین ہوتا ہے کہ بھیڑیا اس کا جانی دشمن ہے اسی لئے وہ فطرتاً اس سے دور بھاگنے پر مجبور ہے۔

یہی حال عوام کا بھی ہے جنہوں نے آج کے بھیڑیا نما مُلاؤں کو باوجود عالمانہ ماسک اور زرق برق عباؤں قباؤں کے خوب پہچان لیا ہے اس لئے وہ اپنی روح، جان و ایمان کو بچانے کے لئے ایسے درندے مُلاؤں سے دور بھاگنے میں حق بجانب ہیں۔

باقی رہا یہ کہ آج گذشتہ علماء صدوق مفید مجلسی وغیرہ کی کتب متروک ہو رہی ہیں، تو یہ سراسر جھوٹ اور بہتان ہے۔ ہماری کتب ان اکابر کے اقوال سے بھری پڑی ہیں۔ ہماری کتب میں کسی خالصی برقعی جیسے فنکار بھیڑیوں کے اقوال کو حجت نہیں بلکہ لعنت سمجھا جاتا ہے۔

باقی رہا یہ طعنہ کہ "لوگ رقصِ منبری کے ماہرین کو عالمِ دین سمجھتے ہیں جو اپنے منہ سے اپنے تئیں علامہ بولتا یا لکھتا ہو"، تو یہ بات بھی صحیح ہے کیونکہ رقص منبری میں مہارت رکھنے والوں میں کئی خالصی پرست بھی شامل ہیں اور لوگ سادہ لوح ہیں بیچارے، جناب ڈھکو کے علم کے

بھی اس لئے قائل ہوگئے ہیں کہ انہوں نے اپنی ہر کتاب کے ٹائٹل پر بقلم خود "سرکار صدر المحققین سلطان المتکلمین حجۃ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ" کے القاب لکھ رکھے ہیں، جبکہ وہ خود ہی ان کتب کے ناشر بھی ہیں۔ حالانکہ بقول اصول الشریعہ (ص : ۱۹، س : ۱۸) خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان ہے :

"جو کہے کہ میں عالم ہوں، سمجھ لو وہ جاہل ہے"۔!

اب اربابِ بصیرت کے لئے صلائے عام ہے کہ وہ یہ نکتہ سوچیں کہ سرکار خمینی مرتبت کی زبانی جو اپنے آپ کو صرف عالم کہے تو وہ تو جاہل ہوا اور جو اپنے آپ کو اپنے قلم سے "سرکار صدر المحققین، سلطان المتکلمین" اور نہ معلوم کیا کیا لکھے وہ کیا کچھ ہوگا۔ کیونکہ علم محض صرف ونحو معانی، بیان و بدیع کے قواعد رٹنے کا نام نہیں، معرفتِ محمدؐ وآلِ محمدؑ کا نام ہے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن

آج مؤرخہ ۴ جون ۱۹۸۹ء کی صبح کو جب یہ سطور لکھی جا رہی ہیں، ایران سے یہ اندوہناک خبر آئی ہے کہ مرجع مستبصرین رہبرِ عالمِ اسلام سرکار آقائے خمینی رحلت فرما گئے۔

یہ خبر پورے جہانِ مسلمین کے لئے حوصلہ شکن خبر ہے۔ ہر جگہ ان کے سوگ میں صف ماتم بچھ گئی ہے۔ خداوند متعال تمام محبانِ اہلِ بیت رسالتؐ کو اس المناک سانحہ پر صبرِ جمیل عطا فرمائے اور عالمِ اسلام کو کوئی ایسا متبحر عالمِ عارف عطا فرمائے جو سرکار مرحوم کی صحیح جانشینی کے فرائض انجام دے سکے اور عقیدۂ ولایتِ تکوینی وخلقت نوری معصومینؑ کے سلسلہ میں آغا امام مرحوم کے مشن کو پورا پورا تحفظ دے۔

عقائد اور تقلید :

"کچھ اہلِ غرض لوگ یہ کہہ کر کہ اصولِ دین میں تقلید جائز نہیں ہے۔ لہٰذا عقائد میں ہر شخص آزاد ہے۔ اپنی تحقیق کے مطابق عقیدہ رکھنا چاہیئے، سادہ لوح عوام کے دین و ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں اور عقائد کے متعلق شترِ بے مہار بننے کی تلقین کر کے علماء اعلام سے دُور رکھنے کی مذموم کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ اصولِ دین میں تقلید کے جواز و عدمِ جواز میں اختلاف ہے۔ بہت سے علماء اصولِ دین میں تقلید جائز سمجھتے ہیں"۔

بحوالہ اصول الشریعہ، ص: ۱۹، ۲۰۔

الجواب :

فروعِ دین میں چونکہ ہر شخص احکام کے موارد استنباط سے آشنا نہیں ہوتا اس لئے عامی شخص کو مجتہد کی تقلید کا پابند کر دیا گیا ہے جبکہ اصولِ عقائد میں خود قرآن مجید نے واضح طور پہ تقلید کی مذمت کی ہے اور ارشاد فرمایا ہے :

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَ وَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝

"اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے

ہیں ان کی طرف اور رسول کی طرف آؤ، تو وہ کہتے ہیں ہمیں وہی مذہب کافی ہے جس پر ہم نے اپنے آباء و اجداد کو دیکھا ہے۔ کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ علم رکھتے ہوں اور نہ ہدایت؟"۔ [1]

دوسری جگہ فرمایا:

قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا۔

"انہوں نے کہا کہ ہم اسی کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے آباء کو پایا"۔ [2]

ایک اور مقام پر ارشادِ ربّانی ہے:

اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ○

"کیا ہم نے ان کو قرآن سے پہلے کوئی کتاب دی ہے جس سے وہ استدلال کرتے ہیں؟ بلکہ وہ تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا ہے اور ہم ان کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں"۔ [3]

---

[1] سورۂ مائدہ: ۱۰۴

[2] سورۂ لقمان: ۲۱

[3] سورۂ زخرف: ۲۲

Scanned with CamScanner

اِن آیاتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کفّار و مشرکین کی مذمّت کی ہے جو اُصولِ دین پر صِرف اپنے باپ دادا کی تقلید کرنے پر مُصر تھے اور کوئی دلیل سُننے پر رَاضی نہ تھے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ بعض علماء اصولِ عقائد میں تقلید کو جائز سمجھتے ہیں، یہ سَراسَر علماء پر قرآن کی مخالفت کرنے کا بہتان ہے۔

چُونکہ عقیدہ و ایمان کا تعلق اطمینان قلب سے ہے لہٰذا ہر شخص کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ کون کون سا عقیدہ کس کس دلیلِ عقلی و شرعی کی بنیاد پر رکھ رہا ہے؟

اصولِ عقائد میں تقلید کی نفی کو شترِ بے مہار سے مثال دینا سراسر قرآن کی مخالفت ہے۔ چونکہ مؤلف خود اخباری مسلک سے تعلّق رکھتے ہیں، وہ تقلید و اجتہاد کو حرام سمجھتے ہیں۔ لہٰذا محض زبانی اجتہاد کے دعویٰ کی طاقت پر عوام کو اپنے عقائد اصُولِ دین میں اپنا ذہنی غلام بنانے کی کوشش یقیناً قابلِ مذمّت کوشش ہے۔

کیونکہ علامہ حلی، فاضلِ مقداد سیوری، شہیدِ اوّل نے فرمایا ہے کہ "تمام علماءِ اسلام کا اِس بات پر اجماع قائم ہے کہ مکلّف اپنے اصولِ دین کو نظر و فکر و استدلال سے معلوم کرے نہ کہ از روئے تقلید"[۱]

لہٰذا عوام کو علماءِ اسلام کے اجماعی و اتفاقی مسلک سے دُور رکھنے کی کوشش ہرگز قابلِ مدح نہیں ہے۔ عوام کا ہر فرد اپنے عقیدہ پر دلیل معلوم کرنے کا قرآنی حق رکھتا ہے، اس کی مخالفت بے اثر ہے۔

اصُولِ عقائد اور اخبارِ آحاد :

مؤلف نے یہ وضاحت کی ہے کہ اصولِ عقائد میں آیاتِ محکمات اور اخبارِ متواترہ پر ہی

---

[۱] علم الامام : آغا قاضی طباطبائی ، ص : ۵۵

اعتماد کیا جا سکتا ہے۔

باوجودیکہ ہم نے جواہرالاسرار میں سید مرتضیٰ و شیخ طوسی جیسے اکابر علماء کے حوالے سے [لکھا]
تھا کہ اصولِ عقائد میں اخبار آحاد پر اعتماد جائز ہے۔ کیونکہ ہماری کتبِ احادیث میں متواتر ا[حادیث]
اس قدر کم ہیں کہ ان کو انگلیوں پر شمار کیا جا سکتا ہے۔

بنی امیہ و بنی عباسیہ کے تاریک دور میں ہمارے محدثین نے سرکاری سخت پابندیوں [کے]
باوجود احادیث کا ذخیرہ ہم تک پہنچایا ہے وہ بھی صد غنیمت ہے۔ ورنہ ہم دعویٰ سے کہہ سکتے
ہیں کہ اصول الشریعہ میں جس قدر احادیث متشابہات سے تمسک کیا گیا ہے ان میں ایک بھی متو[اتر]
نہیں بلکہ سب کی سب آحاد بلکہ اکثر ضعیف بھی ہیں اور یہ عجیب منطق ہے کہ جب ہم کسی حدیث
کا حوالہ دیں تو جھٹ پٹ اس پر "خبرِ واحد" ہونے کا لیبل لگا دیا جاتا ہے جبکہ خود آحاد [و]
ضعاف سے بھی کام چلایا گیا ہے بلکہ احادیث میں لفظی تحریفات کا جرم بھی کر لیا گیا ہے، جیسا [کہ]
آگے آنے والے مباحث میں ثابت کیا جائے گا۔ [۱]

غالی بدتر ہے یا مقصّر؟

" کلامِ فقہاء سے یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ غالی کا مقام مقصّر سے پست تر
ہے اور بدتر۔ غالیوں کی جس قدر مذمّت وارد ہوئی ہے اتنی تقصیر و مقصّرین کی وارد نہیں
ہوئی۔ غالی کے کفر و نجس ہونے کا فتویٰ ہے جبکہ مقصّر پر کسی نے کفر کا فتویٰ نہیں لگایا۔

---

[۱] ص : ۲۲ تا ۴۶، مؤلّف نے غلو و تقصیر پر جو بے محل بحث کی ہے اس کا
تفصیلی جواب اس کتاب کے دوسرے جلد میں دیا جائے گا تاکہ تکرارِ مطالب سے
کتاب کا حجم نہ بڑھ جائے۔

لوگ تقصیر سے ڈرتے ہیں مگر غلو سے نہیں ڈرتے، جبکہ غلو تقصیر سے بھی بدتر ہے۔ اگر ائمہ کے مراتب پہچاننے میں کمی واقع ہو جائے تو بھی بخشش ممکن ہے۔" (ص : ۴۷، ۴۸)

الجواب :

جناب ڈھکو اور ابنِ تیمیہ کا متفقہ عقیدہ :

ماشاء اللہ ! مقصّرین، جن میں خوارج بھی آجاتے ہیں جو مولائے کائنات کے مراتب کی معرفت میں کمی رکھتے ہیں، ان کی وکالت کا جو حق شیخ المقصّرین نے ادا کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔

کیونکہ ابنِ تیمیہ وہابی نے بھی بالکل یہی منطق انہی الفاظ میں بیان کی ہے، ذرا موازنہ کرکے انصاف کیجئے :

اَیْنَ الْخَوَارِجُ مِنَ الرَّافِضَةِ الْغَالِیَةِ فَالْخَوَارِجُ مِنْ اَعْظَمِ النَّاسِ صَلٰوۃً وَ صِیَامًا وَقِرَاءَةً لِلْقُرْاٰنِ وَ لَهُمْ جُیُوْشٌ وَ عَسَاکِرُ وَ هُمْ مُتَدَیِّنُوْنَ بِدِیْنِ الْاِسْلَامِ ظَاهِرًا وَ بَاطِنًا وَ الْغَالِیَةُ الْمُدَّعُوْنَ لِلْاُلٰهِیَّةِ اِمَّا اَنْ یَکُوْنُوا مِنْ اَجْهَلِ النَّاسِ وَ اِمَّا اَنْ یَکُوْنُوا مِنْ اَکْفَرِ النَّاسِ وَ الْغَالِیَۃُ کُفَّارٌ بِاِجْمَاعِ الْعُلَمَاءِ وَ اَمَّا الْخَوَارِجُ فَلَا

يُكَفِّرُ الإمامية
يكفرهم إلّا من يُكَفِّرُ الإمامية و علي
فإنهم خيرٌ من الإمامية
لم يكن يُكَفِّرُ هُمْ و لا أمر بقتل
الواحد المقدود عليه منهم كما
أمر بتحريق الغالية فثبت الاجماع
من عليٍّ و سائر الصحابة و العلماء
أنّ الخوارج خيرٌ من الغالية [1]

"خوارج غالی رافضیوں کے برابر کس طرح ہو سکتے ہیں ؟ کیونکہ خوارج تمام لوگوں سے زیادہ نمازی ، روزہ دار ، قاریانِ قرآن ہیں. ان کے بڑے بڑے لشکر اور فوجیں ہیں ۔ یہ اندر ، باہر سے دینِ اسلام سے متمسک ہیں جب کہ غالی شیعہ جو علیؑ کو خدا مانتے ہیں یا تو وہ تمام لوگوں سے زیادہ جاہل ہیں یا تمام لوگوں سے بڑھ کر کافر ہیں ۔ کیونکہ تمام علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ غالی کافر ہیں جبکہ خوارج کو وہی کافر قرار دیتے ہیں جو امامیہ والوں کو کافر قرار دیتے ہیں ۔ حالانکہ خوارج شیعوں سے بہتر ہیں ۔

علیؑ نے خوارج کو کافر نہیں کہا اور اُن میں سے کسی کسی کو قتل کیا ۔ جب کہ غالیوں کو آگ میں جلانے کا حکم دیا ۔ پس علیؑ اور دیگر صحابہ اور علماء کا اِس بات پر اجماع ثابت ہو گیا کہ خوارج غالی شیعوں سے بہتر ہیں "۔

---

[1] منہاج السّنّۃ ج : ۲ ، ص : ۱۲۰ ۔ مطبوعہ : عکسی از مصری ، مکتبہ سلفیہ ، شیش محل روڈ ۔ لاہور

اِرشاداتِ معصومینؑ میں مقصرین کی مذمت :

ہم یہاں معصومینؑ کے وُہ تمام ارشادات نقل کراتے ہیں جن سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ مقصرین معصومینؑ کے سب سے بڑے دُشمن ہیں اور ان کا انجام غالیوں سے بھی بدتر ہے۔

(۱) فرمانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در خُطبۂ غدیر :

مَعَاشِرَ النَّاسِ اَلنُّوْرُ مِنَ اللّٰهِ فِیَّ مَسْلُوْكٌ ثُمَّ فِیْ عَلِیٍّ ثُمَّ فِی النَّسْلِ مِنْهُ اِلَی الْقَائِمِ الْمَهْدِیِّ الَّذِیْ یَأْخُذُ بِحَقِّ اللّٰهِ وَ بِكُلِّ حَقٍّ هُوَ لَنَا لِاَنَّ اللّٰهَ قَدْ جَعَلَنَا حُجَّةً عَلَی الْمُقَصِّرِیْنَ وَ الْمُعَانِدِیْنَ وَ الْمُخَالِفِیْنَ وَ الْخَائِنِیْنَ وَ الْاٰثِمِیْنَ وَ الظَّالِمِیْنَ مِنْ جَمِیْعِ الْعَالَمِیْنَ[1]۔

"اے لوگو! اللہ کا نور مجھ میں ہے جو میرے بعد علی اور

---

[1] احتجاج الطبرسی، ج: ۱، ص: ۷۷- طبع النجف الاشرف

اوران کی نسل میں اس قائم مہدی تک جاری رہے گا جو اللہ کا حق اور ہمارا حق وصول کریں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مقصّرین، سرکشوں، مخالفوں، خیانت کاروں، گناہگاروں اور پوری دنیا کے ظالموں پر حُجّت قرار دیا ہے۔"

آنحضرتؐ نے یہاں اپنے دشمنوں میں سب سے پہلے مقصرین کا نام لیا ہے۔ جبکہ پورے خطبہ میں کہیں غالیوں کا ذکر تک نہیں دیا۔ جبکہ یہ خطبہ آنحضرتؐ کا سب سے آخری خطبہ ہے جو ستّر ہزار سے زیادہ سامعین کے سامنے دیا گیا۔

۲ حضرت حذیفہ بن اسید خضری کو سرکار ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یَاحُذیفۃ: اِنَّ حُجَّۃَ اللّٰہِ عَلَیکُم بَعْدی علیّ بنَ ابی طالبٍ اَلکُفرُ بہ کُفرٌ بِاللّٰہِ وَ الشِّرکُ بِہِ شِرْکٌ بِاللّٰہِ وَ سَیَھلَکُ فِیہِ اُثنَانِ وَ لا ذَنبَ لَہٗ مُحبٌ غالٍ وَّ مُقَصِّرٌ[1]

---

[1] امالی شیخ صدوق مجلس ۳۶، ص: ۱۷۵، ط: نجف اشرف۔

"اے حُذیفہ! میرے بعد تم پر حُجّتِ الہٰی علی بن ابی طالبؑ
ہوں گے، جن کے ساتھ کفر کرنا یا شرک کرنا اللہ کے ساتھ کفر و
شرک کے برابر ہے۔ عنقریب ان کے متعلق دو قسم کے لوگ ہلاک ہوں گے
ایک غالی مُحب اور دوسرا مقصّر"!

یہاں سرکارِ دو عالمؐ نے مقصّر سے ہر وہ شخص مُراد لیا ہے جو امیرالمؤمنین کی شان گھٹائے
چاہے کم گھٹائے یا زیادہ۔ اس لحاظ سے خوارج پر بھی مقصّر کا اِطلاق ہوگا۔

۳ جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام کا ارشادِ گرامی:

جناب امیرؑ نے سلمان و جندب کو اپنے فضائل سُنانے کے بعد ارشاد فرمایا:

مَنْ اٰمَنَ بِمَا قُلْتُ وَ صَدَّقَ
بِمَا بَیَّنْتُ وَ شَرَحْتُ وَ اَوْضَحْتُ وَ
نَوَّرْتُ فَهُوَ مُؤْمِنٌ عَارِفٌ
مُسْتَبْصِرٌ وَ مَنْ شَكَّ وَ عَنَدَ
وَ وَقَفَ وَ تَحَيَّرَ وَ ارْتَابَ فَهُوَ
مُقَصِّرٌ نَاصِبٌ[1]

"جو میرے بیان کردہ تشریح و توضیح شدہ فضائل و کمالات
پر ایمان لائے وہ مؤمن، عارف، مستبصر ہے۔ اور جو میرے
ان فضائل میں شک کرے، عناد کرے، توقّف کرے، حیران

---

[1] بحار ہفتم، ص: ۲۷۵ طبع کمپانی قدیم

Scanned with CamScanner

ہو جائے اور شک کرنے لگے، تو ایسا شخص مقصّر ناصبی ہے"۔
جناب امیرالمؤمنین نے مقصّر اور ناصبی کو ایک ہی صنف تسلیم کیا ہے۔ لہٰذا ہر خارجی مقصّر اور ہر مقصّر خارجی ہے۔

(۴) اِمام زین العابدین علیہ السلام کا فرمان:

امام علی بن حسین زین العابدین علیہ السلام نے اپنے مخالفین کا تذکرہ کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

أُولٰئِكَ الْمُقَصِّرُوْنَ وَ لَيْسُوْا لَكَ بِأَصْحَابٍ قُلْتُ يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ مَنِ الْمُقَصِّرُ قَالَ الَّذِيْنَ قَصَّرُوْا فِيْ مَعْرِفَةِ الْأَئِمَّةِ وَ عَنْ مَعْرِفَةِ مَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنْ أَمْرِهِ وَ رُوْحِهِ[1]

"یہ لوگ مقصّرین ہیں اور تمہارے دوست نہیں ہیں۔ جابر نے کہا: اے فرزندِ رسول؟ مقصِّر کون ہوتا ہے؟ امام نے فرمایا جو لوگ ائمہ کی معرفت میں اور معرفتِ امر رُوح جو ان کے متعلق فرض ہیں، اس کی معرفت میں کوتاہی کریں، وہ مقصِّر ہیں"۔!

---

[1] بحار ہفتم، ص: ۲۷۸ طبع کمپانی

Scanned with CamScanner

دوسرے مقام پر امام سید الساجدینؑ سے منقول ہے :

اَلْمُقَصِّرُ مَنْ قَصَّرَ عَنْ مَعْرِفَةِ اَحْوَالِ الْاَئِمَّةِ وَ اِنْ قَالَ بِاِمَامَتِهِمْ [۱]

"مقصر وہ ہے جو ائمہ کی معرفتِ احوال میں کوتاہی کرے اگرچہ وہ ان کی امامت کا قائل ہی کیوں نہ ہو۔"

⑤ اِمام محمدؐ باقر علیہ السلام فرماتے ہیں :

اِلَیْنَا یَرْجِعُ الْغَالِی وَ بِنَا یُلْحَقُ الْمُقَصِّرُ [۲]

"غالی ہماری طرف لوٹ آئے گا اور مُقصِّر ہمارے ہی ذریعے اہلِ حق سے ملحق ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔"

⑥ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد :

مفضل بن عمرو نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ مولیٰ ! مقصرین کون ہیں ؟ امامؑ نے ارشاد فرمایا :

---

[۱] مرأة الانوار، ص : ۱۸۱ ، ط : اوّل۔

[۲] تفسیر نور الثقلین ، ج : ۱ ، ص : ۱۳۵۔ طبع قم

الْمُقَصِّرَةُ هُمُ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللّٰهُ اِلٰى فَضْلِ عِلْمِنَا فَشَكُّوا فِينَا وَ اَنْكَرُوا فَضْلَنَا يَا مُفَضَّلُ الْغَالِىُ فِى مَحَبَّتِنَا نَرُدُّهُ اِلَيْنَا فَيَثْبُتُ وَ يَسْتَجِيبُ وَ يَرْجِعُ وَ الْمُقَصِّرُ نَدْعُوهُ اِلٰى اللِّحَاقِ وَ الْاِقْرَارِ بِمَا فَضَّلَنَا اللّٰهُ بِهِ فَلَا يَثْبُتُ وَ لَا يَسْتَجِيبُ وَ لَا يَرْجِعُ وَ لَا يَلْحَقُ بِنَا۔

"مقصّرین وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے فضلِ علم کی طرف ہدایت کی مگر انہوں نے ہم میں شک کیا۔ جو ہماری محبت میں غالی ہوگا اُس کو ہم اپنی طرف لوٹائیں گے تو وہ "ثابت قدم" ہو جائے گا اور ہماری بات مان لے گا۔ جبکہ مقصّر کو ہم اپنے ملحق ہونے کے لئے بُلائیں گے اور اپنے فضائل کے اِقرار کی دعوت دیں گے تو وُہ نہ ثابت قدم رہے گا' نہ ہماری بات مانے گا، نہ ملحق ہوگا۔"

پھر امام نے آخر میں مفضل سے فرمایا :

النَّاصِبَةُ اَعْدَائُكُمْ وَ الْمُقَصِّرَةُ اَعْدَائُنَا لِاَنَّ النَّاصِبَةَ تُطَالِبُكُمْ اَنْ تُقَدِّمُوا عَلَيْنَا .... وَ لَا يَعْرِفُونَ مِنْ فَضْلِنَا شَيْئًا وَ

الْمُقَصِّرَةُ قَدْ وَافَقُوكُمْ عَلَى الْبَرَءَةِ مِمَّنْ ذَكَرْنَا وَ عَرَفُوا حَقَّنَا وَ فَضْلَنَا فَانْكَرُوا وَجَحَدُوهُ وَ قَالُوا هٰذَا لَيْسَ لَهُمْ لِانَّهُمْ بَشَرٌ مِثْلُنَا [1]

"ناصبی تم شیعوں کے دشمن ہیں اور مقصرین ہمارے دشمن کیونکہ ناصبی تم سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ تم فلاں فلاں کو ہم سے مقدم کرو اور ہمارے فضائل سے بذاتِ خود ناواقف ہیں جب کہ مقصّرین تبرّا میں تمہارے موافق ہیں اور ہمارا حق و فضیلت پہچانتے ہیں مگر اس کے منکر ہیں اور کہتے ہیں یہ ائمہ ہم جیسے بشر ہیں۔ یہ ان فضائل کے مالک کس طرح ہو سکتے ہیں؟"

اصلِ ضلالت تقصیر ہے نہ کہ غلو!:

قرآن کریم اس بات کا شاہدِ عدل ہے کہ رُوئے زمین پر انبیاء کے خلاف پہلا جارحانہ اقدام جو ابلیس سے سرزد ہوا وُہ فتنۂ تقصیر تھا نہ کہ غلو۔ شیطان کو خداوندِ عالم نے اِس جُرم سے راندۂ درگاہ قرار دیا کہ وُہ مقصّر تھا، حضرت آدم علیہ السلام کی عظمت کو گھٹاتا تھا، حد سے بڑھاتا نہ تھا۔ اسی وجہ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

---

[1] صحیفۃ الابرار ج: ۲، ص ۳۶۵ — س: ۲۴۲

اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَنَا حُجَجَہٗ عَلٰی خَلْقِہٖ وَ اُمَنَاءَ عِلْمِہٖ فَمَنْ جَحَدَنَا کَانَ بِمَنْزِلَۃِ اِبْلِیْسَ فِیْ تَعَنُّتِہٖ عَلَی اللّٰہِ حِیْنَ اَمَرَہٗ بِالسُّجُوْدِ لِاٰدَمَ وَ مَنْ عَرَفَنَا وَ اتَّبَعَنَا کَانَ بِمَنْزِلَۃِ الْمَلٰئِکَۃِ الَّذِیْنَ اَمَرَھُمْ بِالسُّجُوْدِ لِاٰدَمَ فَاَطَاعُوْہُ[1]

"خداوندِ عالم نے ہمیں اپنی مخلوقات پر حجّت قرار دیا اور اپنے علم کے امین بنایا۔ جو ہمارا انکار کرے گا وہ ابلیس کی منزلت پر ہوگا۔ کیونکہ جب اللہ نے اُس کو آدم کے سامنے سر بسجود ہونے کا حکم دیا تو اُس نے سرکشی کی اور جو میری معرفت حاصل کرے گا وہ ملائکہ کی مثل ہوگا، جن کو اللہ نے آدمؑ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے اطاعت کی۔"

گویا شیطان کی نظر میں ملائکہ آدمؑ کو سجدہ کرکے غلو کر رہے تھے اور شیطان اللہ کے نزدیک آدمؑ کی شان میں تقصیر کرکے مقصّر بن رہا تھا۔

قرآن کریم نے یہ حقیقت پوری طرح واضح کر دی ہے کہ صرف یہود و نصاریٰ ہی حضرت عُزیرؑ اور حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا مان کر غلو کرتے تھے جبکہ اکثریت ان لوگوں کی تھی جو انبیاء کو بشر کہہ کر ان کی توہین کرکے نبوّت کا اِنکار کر دیتے تھے۔

بنا بریں پھر بھی فقہا کی ایک جماعت اہلِ کتاب کے ذبیحہ کو حلال قرار دیتی ہے گ

---

[1] الاختصاص، الشیخ مفید۔ ص: ۳۳۰۔ ط: نجف اشرف۔

خوارج، مشرکین اور ستارہ پرست کفّار کے ذبیحہ کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

کیا امیرالمؤمنینؑ نے غالیوں کو آگ میں جلایا؟:

جیسا کہ ابن تیمیہ نے گذشتہ عبارت میں لکھا ہے کہ علیؑ نے غالیوں کو آگ میں جلایا اور جناب ڈھکو نے بھی صفدر ڈوگر کے، لئے ہوئے انٹرویو (ص: ۶۴) میں کہا:

"اگر مجھے پاکستان میں وہی اقتدار مل جائے جو ایران میں امام خمینی کو ملا ہے تو میں مفوّضہ غالیوں کے ساتھ وہی سلوک کروں گا جو امیرالمومنینؑ نے اپنے زمانہ میں ان سے کیا تھا۔"

بطور اختصار یہاں وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ بنی اُمیّہ نے تو جنابِ امیرؑ کی ہتک میں جو الزام تراشیاں کی ہیں ان کے انتقامی جذبہ کا ردِّ عمل تھا۔ نہ معلوم ابن تیمیہ کے بعد ڈھکو صاحب ان خرافات کو کیوں ہوا دے رہے ہیں؟۔

واضح رہے کہ امیرالمؤمنینؑ کو خدا ماننے والے "غالی" اگر تھے تو شرعاً ان کو مُرتد ہی قرار دیا جا سکتا ہے اور ان کی وہی سزا ہو سکتی ہے جو ایک مُرتد کو دی جانی چاہیئے۔ کیونکہ باتّفاقِ مذاہبِ اسلامیہ فقہیہ مُرتد کی سزا "قتل" ہے آگ میں جلانا نہیں ہے۔ بلکہ اسلام میں کسی ایسے جرم کا وجود نہیں ہے جس کی سزا آگ میں جلانا مقرر کی گئی۔ حدود و تعزیرات کی کتابیں دیکھی جا سکتی ہیں اور جناب امیرالمؤمنینؑ پر یہ ایک شدید الزام ہے کہ وہ مُرتد کو آگ میں جلا کر شریعت کے احکام کی خلاف ورزی کریں اور سُنّتِ نبویؐ سے انحراف کریں۔

فجاءۃ سلمی کو ایک حکمران نے زندہ آگ میں جلا دیا تو اس کے دامن پر ملامت کا داغ روکنے کی کوشش میں دشمنوں نے جناب امیرؑ پر بھی یہ بہتان تراش دیا۔ جیسا کہ دورِ حاضر کے عظیم محقّق آقا سیّد مُرتضیٰ عسکری نے "عبداللہ بن سبا" (جلد دوم، ص: ۱۷۲) میں فرمایا

ہے:

لَمْ یَکُنْ یَوْمَ ذَاكَ غُلَاةٌ وَ لَا
عُبَّادُ صَنَمٍ فِی الْجَزِیْرَةِ الْعَرَبِیَّةِ
وَ لَمْ یُحَرِّقِ الْاِمَامُ اَحَدًا۔

"جنابِ امیرؑ کے زمانِ خلافت میں پُورے جزیرۂ عرب میں نہ کسی غالی کا وجود تھا نہ بُت پرست کا اور نہ امامؑ نے کسی کو آگ میں جلانے کی سزا دی"۔

نوٹ: ہمارا اِدارہ عنقریب اس کتاب کے جدید ایڈیشن کے دونوں جلدوں کا اردو ترجمہ شائع کر رہا ہے۔ اِنشاءاللہ! یہ کتاب تحقیق و تدقیق کے دنیا میں اپنی مثال آپ ثابت ہو گی۔

مقصّر ہی نہیں بلکہ مقصّر نواز بھی:

"ہم بلاخوفِ تردید کہہ سکتے ہیں کہ ہم غالی ہیں نہ مقصِّر۔ مقصّر وہ ہے جو آلِ محمدؐ کی ولایت کا اِنکار کرے۔ ان کو عام لوگوں کے برابر سمجھے۔ ان کے مسلّمہ فضائل کا اِنکار کرے۔

ہم تو ان ذواتِ مقدّسہ کو ہر قسم کے گناہِ صغیرہ و کبیرہ سے عمداً، سہواً، علماً، جہلاً، خطاً، نسیاناً معصوم و مُطہّر مانتے ہیں پھر بھی ہمیں کوئی مقصِّر کہے تو ہم اپنا معاملہ خدا کے سپرد کرتے ہیں"۔

بحوالہ اصول الشریعہ ص: ۵۰/۴۹ طبع دوم و سوم

Scanned with CamScanner

الجواب :

ہم بھی بلا خوفِ تردید اس حقیقت کو دُہراتے ہیں کہ "اصول الشریعہ" خود اس کی شاہد ہیں کہ مُؤلّف بالکل مقصِّر ہیں ۔ کیونکہ خود ہی مندرجہ بالاسطور میں اقرار موجود ہے کہ "مقصِّر وُہ ہے جو ان کی ولایت کا اِنکار کرے"۔ تو حضرت مؤلّف خود بھی معصومینؑ کی ولایتِ تکوینی کے سختی سے اِنکاری ہیں ۔

اللہ غریقِ رحمت فرمائے شہیدِ اسلام علاّمہ سیّد عارف الحسینی کو جنہوں نے برملا اور واشگاف الفاظ میں یہ بات دُہرائی کہ :

> مولانا محمد حسین صاحب ولایتِ تکوینی کے قائل نہیں ہیں اور ہم قائل ہیں کہ خدا نے نبی و امام کو یہ قدرت دی ہے کہ وہ تکوین میں تصرّف کرسکتا ہے ۔ اور یہ معجزہ خود فعلِ نبی و امام ہے اور محمد حسین ولایتِ تکوینی کے قائل نہیں ہیں"۔ [1]

جبکہ مؤلّف اصول الشریعہ نے اسی کتاب کے تیسرے ایڈیشن (ص : ۴۳۱) پر لکھا ہے کہ :

> " فرقۂ شیخیہ معجزہ کو فعلِ اِمام سمجھتا ہے اور صحیح شیعی عقیدہ یہ ہے کہ معجزہ کا حقیقی فاعل خدا ہے "۔

گویا کہ مؤلّف ، مرحوم عارف الحسینی کو فرقۂ شیخیہ میں شامل کرکے بھی خود ملّت سے ہمدرد اور صحیح شیعہ رہ گئے اور باقی سب شیعوں کو ضالّ و مضلّ لوگوں کی صف میں دھکیل دیا ۔

---

[1] انٹرویو از : القائم ج : ۲ ، ص : ۳۰ ، ۳۱ ۔ از : صفدر ڈوگر لاہور

جناب ڈھکو خالصی اور برقعی سے کھل کر حامی ہیں جو ائمہ کو عام افراد بشر سمجھتے ہیں، قادیانیوں کو مسلمان کہتے ہیں جب کہ علماءِ نجف و قم کو کافر، گمراہ، مشرک کہتے ہیں۔ ان شاء اللہ یہ تمام حقائق مدلل طور پر خالصی کے متعلق مستقل چوتھے جلد میں درج کر دیئے جائیں گے۔ یہاں بخوفِ طوالت صرف اجمالی اشارہ پر اکتفاء کرتے ہیں۔

الزامِ وہابیت سے بیزاری کیوں ؟

"شیعہ علماءِ محققین کو مقصّر اور وہابی کہنے والے پیشہ ور مقررین شیخیہ کے باطل عقائد کے مروّج ہیں۔" (ص : ۴۲۴)

"آج منبر و محراب کے اجارہ دار دعویداروں نے بیچارے سادہ لوح عوام کو اپنے علماء سے دُور رکھنے کے لئے لفظ وہابی مقرر کر رکھا ہے۔ جس عالم کی تذلیل کرنا ہو اُس کو انظارِ عامہ سے گرانا ہو اُس پر فوراً وہابی ہونے کا فتویٰ عائد کر دیا جاتا ہے۔"

الجواب :

جس طرح جناب ڈھکو کو لفظ وہابی سے چڑ ہے اسی طرح خود نجدی وہابی علماء بھی اپنے آپ کو وہابی کہلوانے پر راضی نظر نہیں آتے۔

عراقی وہابی محمود شکری آلوسی کہتے ہیں :

"دشمنوں نے ہمیں وہابی کہا ہے، یہ نسبت صحیح نہیں ہے بلکہ محمد بن عبدالوہاب کی نسبت سے ہمیں محمدی کہا جائے۔" (تاریخ نجد، ص : ۱۱۱)

احمد امین مصری کہتے ہیں :

"محمد بن عبدالوہاب اور اُن کے پیروکار اپنے آپ موحدین کہتے ہیں۔ اور دشمنوں نے ان پر وہابی ہونے کا نام دھرا ہے"

(زعماء الاصلاح فی العصر الحدیث، ص : ۱۰)۔

اور ڈھکو گروپ کے علماء بھی اپنے آپ کو موحد اور اپنے مخالفین کو غالی مشرک کہتے ہیں۔ ہاں مقصرین خالصی کی لکیر پیٹنا ترک کردیں اور اس کے سعودی عقائد و نظریات کا پرچار ترک دیں اور کھل کر معصومین کی ولایتِ تکوینی کے عقیدہ کی حمایت کرنے لگیں تو ہم ضمانت دیتے ہیں کہ ان سے وہابیت کا الزام حرفِ غلط کی طرح ختم ہو جائے گا۔

درایت کی اہمیت اور قبولِ روایت کا معیار :

"ہمیشہ ہر زمانہ میں افراط و تفریط میں مبتلا لوگ روایت میں درایت کی پابندی نہ کرنے اور ہر رطب و یابس کو سلسلۂ سند دیکھے بغیر صحیح تدبّر نہ کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں۔ بنابریں ہر ہر روایت کے متعلق جانچ پڑتال کرنا ضروری ہے کہ اس کا راوی کون کون اور کیسا ہے؟ کتاب کے مصنف کا علمی معیار کیا ہے؟۔ ان تمام امور پر غور و تدبّر لازم ہے"۔

بحوالہ اصول الشرعیہ، ص : ۵۰، ۵۲۔

الجواب :

یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ ہماری کتاب جواہر الاسرار کا مطالعہ کرنے والے اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ ہم نے ایک ایک حدیث کو بارہ بارہ معتبر کتب کے حوالہ سے نقل کر کے

Scanned with CamScanner

اہم احادیث کے ہر ہر راوی کی جانچ پڑتال پر کئی کئی صفحات پُر کئے ہیں اور مفادِ روایت کے متعلق اکابر و مشاہیر کے ارشادات و تحقیقات کو مِن وعَن درج کیا ہے۔ جبکہ اصول ال
میں یہ سب دعوے تو ہیں مگر عمل کہیں نظر نہیں آیا اور اکثر ایسی ضعیف احادیث کو اہمیت دی گئی ہے جو مذہبِ عامہ کی موافق ہیں اور اکابر علماء کی تحقیقات کو یکسر نظر انداز کر کے اپنی تراش خراش کے مطابق نکالے گئے نتائج کو عقیدہ کا نام دے کر الگ راستہ اختیار کرنے کی مذموم کوشش کی گئی ہے۔ اور ہر فرد یہ محسوس کرتا ہے کہ روایاتِ اصول الشریعہ درایت و عقل کے سراسر خلاف اور ناقابلِ تسلیم ہیں۔

غالیوں کی دسیسہ کاریاں :

" ائمہ اطہار کے دور میں ایسے غالی لوگ بکثرت موجود تھے جو اپنے عقائدِ فاسدہ کی تائید میں خانہ زاد حدیثیں گھڑ کر کتبِ اصحابِ ائمہ میں درج کر دیتے۔ ان حقائق کی موجودگی میں ہر روایت جو ان ذواتِ مقدسہ کی طرف منسوب ہو، کیونکر آنکھیں بند کر کے قبول کی جا سکتی ہے۔" (ص : ۵۱ ، ۵۲)

الجواب :

اوّل تو مؤلف کو محدثین کی اصطلاح میں استعمال ہونے والے لفظ غالی سے واقفیت نہیں ہے۔ کیونکہ اصحابِ ائمہ میں غالی اُس کو کہا جاتا تھا جو ولایت کو کافی اور ذریعۂ نجات سمجھتا تھا اور نماز روزہ ور فروع کا یکسر منکر تھا۔ چنانچہ کتبِ رجال میں اکثر غالی سے یہی معنی مُراد ہوتا ہے۔ جیسا کہ حاشیہ "الخصال" (ص : ۱۵۴ طہ : قم جدید) میں

اصول الشریعہ میں اس کی وضاحت موجود ہے۔

یہ الزام ہرگز درست نہیں کہ ائمہ طاہرین کے اصحاب ایسے غافل ہوں کہ غالیوں نے اپنی خانہ زاد احادیث گھڑ کر ان کی کتب میں درج کر دی ہوں اور ان کو خبر تک نہ ہوئی ہو۔ ایسی دھاندلی تو آج بھی کسی کی کتاب میں ممکن نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو کتب اربعہ یا دیگر ہماری کتب احادیث پر قطعاً اعتماد ہی نہ رہتا اور یہ بات ہر کسی کے بس میں نہیں کہ ہر ہر حدیث کے راویوں کی چھان پھٹک کرتا پھرے۔ لازماً ہمیں اپنے علماءِ سابقین پر اعتماد کرنے کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ جبکہ مؤلف کا یہ پورا مضمون خالصی کی اِحیاء الشریعہ ص۹۲ سے ماخوذ ہے۔ تاہم بفرضِ تسلیم اگر ایسا غالیوں کے لئے ممکن ہے تو شیطان کے اصل پیروکار مقصّرین سے کیا بعید ہے کہ انہوں نے معصوم کی عظمت و جلالت کو کم کرنے کے لئے بھی احادیث تراشی ہوں اور ہماری کتب میں داخل کر دی ہوں جن کو چُن چُن کر اصول الشریعہ میں جمع کر دیا گیا ہے۔ پھر ہمیں بھی اگر کسی حدیث سے تقصیر کی بُو محسوس ہو گی تو ہم بھی اس حدیث کے راویوں کی تحقیق میں حق بجانب ہوں گے۔

یہ کہاں کا انصاف ہے کہ اثباتِ تقصیر میں جو احادیث ڈھکو صاحب کی منتخب کردہ ہوں ہم انہیں آنکھ بند کر کے مان لیں اور ہماری پیش کردہ احادیث پر وہ غالیوں کی دسیسہ کاریوں کا ماتم کر کے گریہ زاری شروع کر دیں جبکہ انہوں نے پوری کتاب میں ایک بھی حدیث کے راویوں سے بحث نہیں کی اور ہم کئی احادیث کے راویوں پر پوری تحقیق پیش کرتے ہیں۔

عصرِ جدید کے جدید مؤلفین کی تلوّن مزاجیاں :

"ایسے بعض جدّت پسند مؤلفین کی حالت بھی عجیب ہے کہ جب ماننے پر آئیں تو "خطبۃ البیان" جیسے بے سروپا خطبات کو بھی تسلیم کرتے ہیں اور جب انکار پہ آئیں تو

"منہج التحقیق" کے مؤلف کو مجہول کہہ کر ٹھکرا دیتے ہیں۔ جب کہ اصول کافی کی پوز
والی روایت کو اپنے مدعا کے خلاف پاکر راویوں پر بزعم خود جرح کرکے مسترد کر دیتے ہیں
لیکن ہم اگر کسی بے سروپا روایت کو ناقابلِ استدلال قرار دیتے ہیں تو زمین سر پر اٹھا
داد فریاد کی جاتی ہے۔" (ص: ۵۲، ۵۳)۔

الجواب:

ہمیں مؤلف کی عاجزانہ حالت پر رحم آنے لگا ہے کہ "خطبۃ البیان" کے معتبر
ہونے پر ہم نے جو دلائلِ قاہرہ "جواہر الاسرار" میں پیش کئے تھے ان میں سے ایک
وہ رد نہ کرسکے۔ اور "بے سروپا" ہونے کی رٹ لگائے ہوئے ہیں۔
اگر ان کو ہمارا حیاء نہ تھا تو اپنے ہی استاد سرکار آیت اللہ شیخ بزرگ تہرانی
ہی کا حیاء کرتے جنہوں نے اپنی مشہورِ عالم کتاب "الذریعة فی تصانیف الشیعة"
(ج: ۷، ص: ۲۰۰، ط بیروت) میں فرمایا ہے:

"خُطْبَةُ البَیان" مِنَ الخُطَبِ المَشْهُورَةِ
نِسْبَتُهَا اِلیٰ اَمِیرِ المُؤمِنِینَ اَنْشَأَهَا
بِالکُوفَةِ کَمَا فِی بَعْضِ رِوَایَاتِهَا
وَ بِالبَصْرَةِ کَمَا فِی اُخْریٰ"

"خطبۃ البیان جناب امیر المؤمنینؑ کے ان خطبوں میں سے
ہے جن کی نسبت مولاؑ کی طرف بے حد مشہور ہے۔ اور یہ آپؑ نے
کوفہ میں پڑھا۔ اور بعض روایات میں مطابق بصرہ میں پڑھا۔"

پھر انہوں نے ان اکابر و مشاہیر علماء کی فہرست دی ہے جو اس خطبہ کے راوی یا شارح

حـ ان کو اثبات الامامۃ طبع اول ص ۲۲۷ میں افتخار المحدثین والمجتہدین خریت
صناعۃ الحدیث والرجال کے گرانمایہ القاب سے یاد کیا گیا ہے۔ (منہ)

ہیں۔

نیز جلد: ۲۴، صفحہ: ۲۱۰ میں انہوں نے لکھا ہے کہ امیر عادل شمس الدین محمد (م ۸۴۶ھ) کے ایک درباری شاعر "شاپور کاشانی" نے اس خطبہ کو نظم کیا ہے، جس کے بعض اشعار یوں لکھے ہیں: ~

منم از حکم خالق بے عیب — مطلع بر کلید مخزن غیب
کہ پس از مصطفای صاحب فن — کس نمی داند این بغیر از من
ہر کس این نظم را پسند کند — یاد شاپور دردمند کند

اس منظوم خطبے کے کئی نسخے جامعہ تہران اور کلیۃ الآداب کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔

جہاں تک ہم پر یہ ناراضگی ہے کہ ہم نے "منہج التحقیق" سے پیش کی گئی روایت پر جرح کی ہے، تو وہ بناء بر قاعدۂ منطق حجت بمسلمات خصم کی ہے۔ جیسا کہ ہم مخالفین پر ان کی معتبر کتب سے حجت قائم کرتے ہیں اور ہماری جرح اس قدر مضبوط ہے کہ قیامت تک مؤلف اور ان کا پورا گروپ "منہج التحقیق" کتاب کے مصنف کا نام نہیں بتا سکتے۔ جبکہ وہ ہمیں کہتے ہیں کہ روایت کی جانچ پڑتال ضروری ہے۔

اور یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ کتاب کے مصنف کا علمی معیار کیا ہے؟ اور خود ایسی بے سر و پا کتاب مجہول کی بے سر و پا روایت پر ایمان لاتے ہیں جس کو شیخ المجتہدین آقا بزرگ تہرانی بھی "الذریعہ" (ج: ۲۳، ص: ۱۸۴) میں مجہول المؤلف کتاب تسلیم کرتے ہیں۔

اسی طرح اگر ہم نے حدیث عمود کے راوی یونس بن عبدالرحمٰن پر جرح کی ہے تو اسی قاعدہ کے مطابق کی ہے اور راویوں کو نجاشی کے حوالہ سے اور شیخ صدوق کے اساتذہ و مشائخ کے حوالہ سے ضعیف ثابت کیا ہے۔

یہ جرح بزعم خود نہیں بلکہ شیعہ علم رجال کی معتبر ترین کتاب کے حوالہ سے ہے۔ بھلا ایسی تحقیق کو تلون مزاجی سے تعبیر کرنا یہ کس منطق کا قانون ہے؟ جب کہ خود مؤلف نے مضامینِ

"البلاغ" ۱۹۶۳ء سے اصول الشریعہ کے تیسرے ایڈیشن تک جو اعتقادی و نظریاتی تبدیلیاں کی ہیں اور کتابوں میں جو ردّو بدل کی ہے اس کے شواہد اس کتاب میں پیش کئے جائیں گے یہ تلوّن مزاجی بلکہ تلوّن اعتقادی ان کی ذہنی بے اعتمادی کی واضح دلیل ہے۔

البتہ اگر خطبۃ البیان کو سرکار مرحوم امام خمینی معتبر سمجھ کر اس کے حوالے کتاب شرح دعاءُ السحر میں دیتے نظر آئیں اور "ڈھکو صاحب اس کو بے سَرو پا کہنے لگیں اور بزعمِ خویش اُلٹی سیدھی جرح قدح کریں تو ہم آوازِ احتجاج بلند کرنے اور فریاد داد کرنے میں بالکل حق بجانب ہیں۔ ہم کسی مُفقصر کو یہ اجازت نہیں دے سکتے کہ امیرالمؤمنینؑ کے کلامِ صداقت نظام کا مذاق اُڑا کر توہین کرے اور ہم اس پر خاموشی اختیار کریں۔ ایسا ظلم تو امیرِ شام نے بھی نہ کیا ہوگا۔

کیا اصُولُ الشریعہ عظیم کتاب ہے ؟

"احسن الفوائد سے بعض غلو نواز حضرات کے طبع زاد عقائد پر کاری ضرب لگی تو انہوں نے غوغہ آرائی شروع کردی۔ پھر اصول الشریعہ لکھی گئی تو مخالفت کا آتش فشاں پھٹ پڑا۔

ایک انگریز نے اور غلام رسُول مہر نے عظمتِ کتب کا یہ معیار مقرر کیا ہے کہ :

> "اگر کسی کتاب کے خلاف شدید جذبات اُبھریں اور اسی اہتمام سے حامیوں نے کتاب کی تائید میں سرگرمی دکھائی ہو تو اغلب یہی خیال ہوتا ہے کہ اس کتاب نے لوگوں کے افکار پر گہرا اثر ڈالا ہے۔"

ہماری کتاب اس معیار پر پوری اترتی ہے۔ مخالفت و موافقت کا طوفان امڈا ہے۔ ایک گروہ اس کو ایمان و نفاق کا میزان قرار دیتا ہے تو دوسرا قابلِ سوختنی و ضبطی قرار دیتا ہے۔ یہ فتنہ د

شر انگیزی علمی شکست خوردگی کی دلیل ہے۔" (از ص : ۵۴ — ۵۶ — ۵۸) ۔

الجواب :

چونکہ بتصریح مؤلف ان کتابوں کی تالیف کا مقصد کوئی دینی نہ تھا بلکہ اپنے فریقِ مخالف کے مقابلہ میں اپنی پگڑی اُونچی دکھانا مقصود تھا. چاہے اس علمی پگڑی کو بلند کرنے میں عظمتِ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر ہی حرف کیوں نہ آئے ۔ اور جب لوگوں نے یہ محسُوس کیا کہ مؤلف نے ان ذواتِ مقدسہ کی ہتک و توہین پر قلم اٹھایا ہے تو مخالفت کا آتش فشاں پھٹنا منطقی ردِّ عمل بھی تھا اور لوگوں کی ایمانی کیفیت کا مظہر بھی۔

اگر ایسی ہی مخالفت کسی کتاب کی عظمت کی دلیل قرار دی جائے تو ملعونِ زمانہ سلمان رشدی کی کتاب پر یہ معیار پُورا اُترے گا کہ سرکارِ ختمی مرتبتؐ کے مخالفین نے تو کتاب ہٰذا کی خوب حمایت کی جب کہ آنحضرتؐ کے فدائیوں کے جذبات کو ٹھیس لگی اور تمام اسلامی ممالک میں مظاہرے ہوئے۔ اِمام خمینی کے فتویٰ نے اس پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا اور وُہ ایک گھر میں محصُور ہو کر رہ گیا۔

اگر اسی انداز سے علمی فتح حاصل کرنا ہے تو آج رُشدی بھی کہہ دیگا کہ میرے خلاف ہڑبونگ ہاؤ ہو ذاتی رقابت اور حسد و بُغض اور میرے مقابلے میں علمی شکست خوردنی کی دلیل ہے۔ اگر مؤلف کا خیال ہے کہ شہرت کا یہ راستہ سستا ہے تو اُن کو چاہیئے کہ وُہ جس طرح خالصی کے خیر خواہ اور ہمدرد ہیں اسی مناسبت سے اس کی کتابوں کا ترجمہ و تشریح اُردو میں شائع کر دیں۔ اس طرح خالصی و رُشدی کی طرح ان کی شہرت میں اضافہ ہو گا۔ خصوصًا شیعہ قوم میں ان کا خوب پرچار ہو جائے گا۔

Scanned with CamScanner

جوابی کتب میں تضاد :

"جو سچّا نہ ہو اُس کے کلام میں تناقض و تضاد ضرور ہوتا ہے۔ خدائے رحمٰن نے قرآن میں اختلاف و تناقض نہ ہونے کو اس کی حقّانیت کا بُرہان بنا کر پیش کیا ہے۔ ہماری ان جوابی کتب کے بیانات تضاد و تناقض کا بدترین نمونہ ہیں۔ ایک مؤلّف دوسرے مؤلّف سے تضاد رکھتا ہے۔ ایک ہی مؤلّف کا اپنی دو کتابوں میں تضاد موجود ہے۔ مؤلّف کا ناشر سے باہمی تضاد ہے" (ص : ۶۲، ۶۳ تا ۶۶)۔

الجواب :

ماشاء اللہ ! کیا خوب تجزیہ فرمایا ہے کہ اختلاف و تناقض باطل پرست ہونے کا زندہ ثبوت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خود مؤلّف کی تحریرات میں جابجا تناقض پایا جاتا ہے۔

مثلاً : احسن الفوائد (طبع اوّل) صفحہ ۳۸۵ تک یہ ثابت کیا ہے کہ "انبیاء کی خلقت بھی نور سے ہوئی ہے اور ان میں نورانیت و جسمانیت دونوں جمع ہیں"۔

جبکہ اصول الشریعہ (طبع سوم) کے صفحہ ۱۴۴ پر یہ دعویٰ کیا ہے کہ "نور سے مراد ان کے بدن و جسم نہیں بلکہ ان کی ارواح مراد ہیں جو کہ نورانی ہیں۔ ان کو من باب المجاز نور کہا گیا ہے"۔

احسن الفوائد (طبع اوّل) صفحہ ۳۹۶ میں یہ لکھا ہے کہ "مرتبۂ نبوّت اِنسانیت کے مرتبہ سے بالاتر ہے۔ جس طرح انسانیت حیوانیت سے بالاتر ہے"۔

Scanned with CamScanner

جبکہ اصول الشریعہ (طبع سوم) صفحہ ۸۷ پر ثابت کیا ہے کہ "نوعِ انسانی ہی سب سے اعلیٰ و اَرفع نوع ہے اور ان ذواتِ مقدّسہ کا تعلق اسی نَوع سے ہے۔"

اِسی طرح جناب مولوی گلاب شاہ صاحب نوری اِنسان میں روح القدس کو ایک قُوّتِ قدسیہ سے تعبیر کرتے ہیں جب کہ مؤلّف ہٰذا روح القدس سے مُراد فرشتہ لیتے ہیں۔ جیسا کہ ان اختلافات کا تذکرہ تفصیل سے آگے آ رہا ہے۔

جہاں تک جوابی کتب میں مؤلّف کو اختلاف نظر آیا ہے وُہ بنیادی و اعتقادی اختلاف نہیں ہے بلکہ تشریحات میں اختلافِ رائے ہے، جیسا کہ بڑے بڑے مَراجع عظام کے فتاویٰ میں بھی موجود ہے۔ تاہم "جواہر الاسرار" کے مؤلّفِ حقیر اور ناشر کے حواشی کے اختلاف کی حقیقت یہ ہے کہ ناشر چونکہ عقیدہ کے لحاظ سے مقصّر تھے لہٰذا انہوں نے اپنے پیرو مُرشد کو راضی رکھنے کے لئے حواشی پر اختلافی نوٹ لگا دیئے جن کا علم مؤلّف کو کتاب طبع ہونے کے بعد ہوا، اور ایسا ہوتا رہتا ہے۔ مصر سے مخالفین ناشرین نے معروف شیعہ کتب "کشکول بہاؤ الدین عاملی"، "مکارم الاخلاق طبرسی"، "احقاق الحق شوستری"، "مجمع البیان طبرسی" وغیرہ کو طبع کیا تو اپنے عقیدہ کے مطابق کافی جگہوں تک غیر مناسب تحریفات کیں۔ ہر جگہ علیہ السلام کو رضی اللہ عنہ سے بدل دیا۔

اِس صُورت میں الزام ناشرین کو دیا جا سکتا ہے جبکہ مؤلّفین کو ہرگز نہیں دیا جا سکتا۔ اور نہ ہی یہ تحریف و تضاد کتاب و مؤلّف کی کسرِ شان کا مُوجب ہوگا۔

یہ کتاب کیوں لکھی گئی؟

جواہر الاسرار جو تہذیب و متانت اور سنجیدگی و شرافت کا شاندار نمونہ ہونے کے علاوہ اصول الشریعہ کا سب سے پہلا اور مضبوط و مستحکم جواب بن کر قوم کے سامنے آئی

Scanned with CamScanner

جس کے متعلق مرحوم سرکار ثقۃ الاسلام علامہ محمد بشیر انصاری اعلی اللہ مقامہٗ نے "حقائق الوسائط" جلد دوم صفحہ ۲۱ پر تحریر فرمایا :

" اگر ناظرین کرام سیر حاصل اطلاع کے متمنی ہیں تو میں خصوصیت کے ساتھ التماس کروں گا کہ وہ جناب مولانا محمد حسنین سابقی کی کتاب "جواہر الاسرار" کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔ یہ کتاب قائلینِ وحدتِ نوع کی کتاب "اصول الشریعہ" کا بہترین اور مسکت جواب ہے اور "اصول الشریعہ" کے ہر باب کا مکمل و مبرہن جواب دیا گیا ہے۔ یہ کتاب جوابی نوعیت میں مثالی اور معیاری کتاب ہے۔"!

چونکہ طویل عرصہ ہوا اس کتاب کا ایک نسخہ بھی دستیاب نہ تھا اور بزرگ مستبصرین علماء کی اکثریت راہیٔ ملکِ بقا ہو چکی تھی۔ قیادت کی چھتری کے سہارے مقصرین نے خوب پیر جمانے کی کوشش کی اور ہمارے صحیح العقیدہ علماء کو شیخی کافر، ضال مضل ثابت کرنے کے لئے ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا لیا۔ لہٰذا اس جدید دور میں انصاف پسند ارباب ذوق کی خواہش تھی کہ وہ ہمارے عقائد و نظریات اور ہمارے دلائل و براہین پر مطلع ہوں لہٰذا ہم نے جواہر الاسرار کے اجمال کو تفصیل و شرح کے ساتھ اس کتاب میں لکھ دیا ہے تاکہ آنے والی جوان نسلیں مقصرین کی الزام تراشیوں سے متاثر نہ ہوں اور ہمارے موقف کو خوب آسانی سے سمجھ سکیں۔

اگرچہ مؤلف اصول الشریعہ کو دشنام طرازی، طعن و تشنیع اور بہتان تراشی پر اُن کی خاندانی روایات کے مطابق جو عبور حاصل ہے وہ ان کی کتاب سے عیاں ہے۔ جبکہ ہمارے پاس ابھی اس مضمون کے متعلق تہی دامن ہونے کے سوا کچھ نہیں۔ نہ ہم نے اس اعتقادی صحیفہ میں شعر و شاعری کے بازار سجائے، نہ مخالف پر طنز و تشنیع کا دروازہ کھولا، نہ عبارات میں تکلف و بناوٹ ہے۔ جو کچھ ہے اپنے ضمیر کی آواز ہے۔

Scanned with CamScanner

امید ہے کہ مؤمنین کرام کے لئے یہ کتاب چراغِ راہ اور مصباحِ ہدایت ثابت ہوگی۔
اور انشاءاللہ جلد ہی اس کے باقی تین جلد بھی منظرِ عام پر لائیں گے۔ وَمَا تَوْفِیقِیۤ
اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ ○

شیعہ مکتبِ فکر اور فتنۂ وہابیت کی یلغار :

جناب مؤلفِ اصول الشریعہ نے بارہا اس بات کا سختی سے انکار کیا ہے کہ مذہب شیعہ پر وہابیت کا اثر ہوا ہو۔

اور صفحہ ۱۵ ۴ پر لکھا ہے "شیعیت اور وہابیت دو ضدّیں ہیں جو ہرگز یکجا نہیں ہوسکتیں۔" اور یہ الزام بھی دھرا ہے کہ پیشہ ور مُقرّرین نے ان کو وہابی وہابی کہہ کر اپنے فنکارانہ حسد و رقابت کا نشانہ بنایا ہے۔

یہاں ان کی تردید میں چند اہم معلومات کا ذکر کرنا ضروری ہے تاکہ مؤمنین کرام خالصی ایجنٹوں کے کذب و افترا سے آگاہ رہیں۔

فتنۂ وہابیت و خالصیت کا آغاز و انجام :

علماءِ فریقین نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ مخلوقاتِ الٰہیہ میں گمراہی کے متعلق سب سے پہلا شک و شبہ ابلیس نے پیدا کیا جب اُس کو حضرت آدم علیہ السلام کا سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تو اُس نے اُن پر مٹی سے خلق ہونے اور بشر ہونے کا الزام دھر کر سجدہ سے انکار کیا۔ اسی بنیاد پر شیطان نے اَللّٰہ تعالیٰ پر سات قسم کے اعتراض کئے۔

علّامہ محمد بن عبدالکریم شہرستانی کا قول ہے کہ تمام مذہبی و اعتقادی اختلافات کا

اصل سرچشمہ یہی شیطانی جسارت واقع ہوئی۔ چنانچہ انبیاء علیہم السلام کی نبوت کا انکار کرنے والے ہر شخص نے "اَبَشَرٌ یَھْدُوْنَنَا؟" کیا یہ بشر ہماری ھدایت کریں گے۔"؟ کا جسارت انگیز فقرہ دُہرا کر ابلیس کے نظریہ کو فروغ دیا۔[1]

سرکار امام خمینی نے کتاب شرح دُعاء السحر، صفحہ : ۹۵، طبع ایران میں اسی مطلب کی طرف اشارہ ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ محض انبیاء و اولیاء کی ظاہری صورت کو دیکھ کر اپنا ہم نوع بشر کہہ دینا اور ان کے باطن کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ یہی اصل تباہی، ہلاکت اور بنیادی جہالت ہے اور اس کی ابتداء شیطان ملعون نے کی ہے۔

اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اگر شیطان نے حضرت آدم کی مٹی کی بجائے ان کے نور کا قیاس اپنی نار سے کیا ہوتا تو اُس کو معلوم ہو جاتا کہ نور نار سے کس قدر بلند مرتبہ ہے۔

آنحضرتؐ کے بعد اس عقیدہ کے فروغ میں بنی اُمیہ کا دور درحقیقت موجودہ نجدی عقائد کی عکاسی کا دور رہا ہے۔ انہوں نے آنحضرتؐ کی عظمت گھٹانے پر سیاسی قوت صرف کی۔

حجاج بن یوسف کے متعلق آیا ہے کہ :

اِنَّهٗ رَاَی النَّاسَ يَطُوْفُوْنَ حَوْلَ حُجْرَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وَسَلَّمَ) فَقَالَ اِنَّمَا يَطُوْفُوْنَ بِاَعْوَادٍ وَ رِمَّةٍ[2]

"اُس نے دیکھا، لوگ حجرۂ مبارکہ روضۂ رسول اللہؐ کا

---

[1] الملل والنحل ج : ۱، ص : ۹۔ طبع مصر

[2] حیوۃ الحیوان دمیری، ج : ۲، ص : ۱۷۰۔ طبع بیروت

Scanned with CamScanner

طواف کر رہے تھے تو اُس نے جھٹ کہا کہ یہ لوگ تو محض لکڑیوں
اور پُرانی ہڈیوں کا طواف کر رہے ہیں"۔

روایتِ کامل اس نے یہ بھی کہا کہ " لوگوں کو عبدالملک بن مروان کے محل کا طواف کرنا چاہیئے"
اسی قول پر فقہاء عامّہ نے حجّاج کو اسلام سے خارج قرار دینے کا فتویٰ دیا جیسا کہ اسی کتاب
میں آیا ہے۔ مگر اَب تو حالت یہ ہے کہ مولانا محمد حسین ڈھکو بھی کھل کر حجّاج بن یوسف کے
اس قول کے حامی ہیں مگر سب خاموش ہیں۔

چنانچہ صفدر ڈوگر نے "القائم" میں ان کے انٹرویو (طبع دوم، ص: ۸۸، ۸۹)
میں یہ سوال کیا ہے :

" ضریح کے طواف کے بارے میں آپ اپنا ہی عقیدہ بیان
کردیں"۔

تو جواب دیتے ہیں :

" طواف صرف خانہ کعبہ کا جائز ہے۔ باتّفاق علماء امامیہ
کعبہ کے سوا کسی چیز کا طواف جائز نہیں"۔

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ! یہ تو صرف نام نہاد شیعہ خالصی ملعون کا فتویٰ ہے
جیسا کہ آگے درج ہوگا۔ علماء و فقہاء امامیہ تو خود ضرائح مقدسہ کے اردگرد طواف کرنا
مستحب سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اصول کافی (ج: ۱، ص: ۳۵۳) میں قاضی یحییٰ بن اکثم کی یہ
روایت موجود ہے :

دَخَلْتُ يَوْماً اَطُوفُ بِقَبْرِ رَسُوْلِ
اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فَرَأَيْتُ مُحَمَّدَ بْنَ
عَلِیِّ الرِّضَا يَطُوفُ بِهٖ۔

" ایک دن میں قبرِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طواف

کرنے مسجدِ نبوی میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہاں حضرت امام محمد نقی علیہ السلام بھی آنحضرتؐ کی قبر مبارک کا طواف کر رہے ہیں"۔

طوافِ قبرِ معصومؑ کی مخالفت حجاج بن یوسف اور محمد حسین ڈھکو کے علاوہ ابن تیمیہ نے بھی کی ہے۔

شیخ عزامی شافعی نے فرقان القرآن (ص : ۱۳۳) میں لکھا ہے :

قَالَ ابْنُ تَيْمِيَةَ مَنْ طَافَ بِقُبُورِ الصَّالِحِينَ كَانَ مُرْتَكِباً أَعْظَمَ الْعَظَائِمِ۔

"ابن تیمیہ نے کہا جو قبورِ صالحین کا طواف کرے گا وہ سب سے بڑے گناہ شرک کا مرتکب ہو گا"۔

نیز خود ڈھکو صاحب نے اصول الشریعہ (طبع اخیر، ص : ۴۱۸) میں محمد بن عبد الوہاب کا یہ قول لکھا ہے کہ "قبر کے اردگرد طواف کرنا اُس قبر کو بُت بنانے کے حکم میں ہے"۔

۶۹۸ھ میں ابن تیمیہ حرانی نے کھل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اسی عقیدۂ بشریت کو فروغ دینا چاہا بلکہ بقول مؤلف الدرر الکامنہ (ج : ۱، ص : ۱۵۴) اُس نے جناب امیر علی علیہ السلام کے خلاف بھی یہ کہہ کر گستاخانہ زبان کھولی کہ :

" انہوں نے سترہ مقامات پر قرآن کریم کی مخالفت کی ہے۔

مگر اُس دور کے جراتمندانہ قابلیت رکھنے والے علماء کے اثر و رسوخ نے وہابیت کو نہ پنپنے دیا۔

۱۱۱۶ھ میں نجد کے علاقہ "عونہ" سے، جو مسیلمہ کذاب کا علاقہ تھا ــــــ

محمد بن عبدالوہاب پیدا ہوا۔ برطانوی سیاست نے اس کی نظریاتی پرورش کی اور ہزاروں مسلمانوں، خصوصاً عراق کے شیعوں کے خون سے ہولی کھیل کر ۱۲۰۷ھ میں وفات پاگیا۔ کسی ظرافت پسند مؤرخ نے اس کا قطعہ وفات اس طرح نکالا :

"بهــا هلاك الخبيث"

۱۲۰۷ھ

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ پیشین گوئی حرف بحرف ثابت ہوئی :

سَيَظْهَرُ مِنْ نَجْدٍ شَيْطَانٌ يَتَزَلْزَلُ جَزِيرَةُ الْعَرَبِ مِنْ فِتْنَتِهِ[1]

"نجد کی سرزمین سے ایک شیطان ظاہر ہوگا جس کے فتنوں سے پورا جزیرۂ عرب متزلزل ہو جائے گا۔"

ایک دوسرے مقام پر ارشادِ نبوی ہے :

يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ فِي بَلَدِ مُسَيْلِمَةَ رَجُلٌ يُغَيِّرُ دِينَ الْإِسْلَامِ ۔

"آخری زمانہ میں مسیلمہ کذّاب کے شہر سے ایک شخص نکلے گا جو دینِ اسلام کو تبدیل کرے گا۔"[2]

---

[1] خلاصۃ الکلام فی امراء البلد الحرام، ص : ۲۳۵، طبع مصر۔
[2] ایضاً۔

امریکی مؤرّخ کی نجدیت نوازی :

وہابی فتنہ سے جہاں عالمِ اسلام کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا وہاں غیر مسلم استعماری طاقتوں نے خوشی سے خوب بغلیں بجائیں۔ امریکہ کا ایک عیسائی مؤرّخ " لوتروپ سٹوڈارڈ " جس کی کتاب کا عربی ترجمہ " حاضر العالم الاسلامی " مصر اور بیروت سے طبع ہوا ہے۔ اس کی جلد اوّل صفحہ ۲۶۴ میں لکھا ہے :

" وہابیوں کا ظہور درحقیقت مسلمانوں کی بیداری کا سبب بنا ہے۔ ان کی دعوت ایک اصلاحی اقدام ہے جس سے اَوہام نیست و نابود ہوگئے اَور قرونِ وسطیٰ میں جنم لینے وَالی رسُوم معدوم ہوئیں اَور اَولیاء پرستی اور مشرکانہ نظریات کا قلع قمع ہوا۔ یہ لوگ صَاف سَادہ عقیدۂ توحید چاہتے ہیں"۔

شیعہ مذہب اور وہابیت کے ایجنٹ :

علماءِ شیعہ جو ہر دَور میں باطل کے سَامنے سینہ سپر رہے ہیں، انہوں نے مذہب کو ہر داخلی، خارجی حملوں سے محفوظ رکھا مگر بدقسمتی سے سعودی پیٹرول کی دَولت نے شیعوں میں بھی اَپنے نمائندے دَاخل کر کے مذہب کو نقصان پہنچانا شروع کر دیا ہے۔

قم مقدسہ کے جلیل القدر محقّق علاّمہ سیّد احمد بن عبدالعزیز فالی نے کتاب البراہین الجلیۃ فی ردّ ابن تیمیّہ (ص: ۳۱، طبع قم) میں فرمایا ہے :

اَمَّا الیَومَ فَبِفَضلِ النِّفطِ وَ

الْبِتْرُولِ اِسْتَطَاعُوا اَنْ يَشْتَرُوا ضَمَائِرَ اُنَاسٍ وَ يَسْتَاجِرُوا اَقْلَامًا مُسْتَرْزِقَةً وَ يَسْتَخْدِمُوا ذَوِی الْسُنٍ بَذِئِيَةٍ وَ لَحِقَ بِهِمْ كَثِيْرٌ مِنَ الشِّيْعَةِ الْاِمَامِيَةِ الْاِثْنَیٰ عَشَرِيَةِ وَ دَخَلُوا فِی زُمْرَتِهِمْ حَتّٰی طُلَّابُ الْعِلْمِ بَلْ فُضَلَائُهُمْ فِی الْعِرَاقِ وَ لُبْنَانَ وَ اِيْرَانَ لِحُسْنِ ظَنِّهِمْ بِهِمْ وَ بِزَعْمِ اَنَّهُمْ صَادِقُوْنَ فِی مُدَّعَاهُمْ وَ هَدَفُهُمُ الْوَاقِعِیُّ الْوَحِيْدُ مَحْوُ شَعَائِرِ الشِّيْعَةِ جُمْعَاءِ۔

"آج پٹرول تیل کی وجہ سے یہ لوگ لوگوں کے ضمائر خریدنے پر قادر ہو چکے ہیں اور اس قابل ہیں کہ وہ روزی کمانے والے قلم کرایہ پر لے سکیں اور بدزبان لوگوں کی خدمات حاصل کر سکیں۔ اور بدقسمتی سے بہت سے شیعہ امامیہ اثنا عشریہ بھی ان کے جال میں پھنس چکے ہیں اور ان کے گروپ میں شامل ہو گئے ہیں۔ حتیٰ کہ عراق، ایران، لبنان وغیرہ کے کئی علماء و افاضل اور طالب علم بھی ان پر حسنِ ظن رکھنے کی وجہ سے اور ان کو دعویٰ میں سچا خیال کر کے ان میں جا ملے ہیں جن کا مقصد مکمل طور پر شیعہ شعائر کو ختم کرنا ہے۔"

وہابیت کے مزدوروں کے چہروں پر شیعیت کے ماسک چڑھے ہیں۔!

قمِ مقدسہ کے جلیل القدر فاضل علّامہ محمد مقیمی نے "ولایت از دیدگاہ مرجعیت" (ص: ۸، ۹، طبع قم) میں فرمایا ہے کہ:

"استعمار نے شیعوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے عام عادی افراد کو "آیت اللہ"، "علّامہ" وغیرہ کے القاب دے کر اپنے خود ساختہ گروہوں میں بڑا مقام دلایا ہے۔ یہ کرایہ کے لوگ اس سوسائٹی میں بڑی اور سفید ڈاڑھیوں، عماموں اور القاب کی آڑ میں سرگرمِ عمل ہیں۔ ظاہراً تو ولایت و احکامِ قرآن پر خامہ فرسائی کر رہے ہیں مگر اندرونِ خانہ اپنے استعماری آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے شیعوں کو وہابیت پر قربان کرتے جا رہے ہیں۔ حالانکہ بیدار شیعہ ان فریب کاریوں سے بخوبی آگاہ ہیں۔

یہ لوگ جو اندر سے شیعیت کے مخالف ہیں مگر انہوں نے چہروں پر شیعیت کے **ماسک** چڑھا رکھے ہیں اور یہ اپنے اوہام و خیالاتِ باطلہ کو علمی دلیل قرار دیتے ہیں۔

ان لوگوں کو معلوم ہو جانا چاہیئے کہ وہ جس راہ پر جا رہے

ہیں وُہ کعبۂ مکرمہ کی رَاہ نہیں ہے بلکہ ترکستان کی رَاہ ہے۔"

وہابیوں کے زرخرید ایجنٹ محمد خالصی عراقی :

عراق میں شیعوں میں وہابیت کے جراثیم لانے کا ٹھیکہ شیخ محمد خالصی نے لے رکھا ہوا تھا۔ اس شخص نے اپنی کتب میں سعودی حکمرانوں کے عقیدہ اور مذہب کی کھل کر تعریف کی اور ان کو خالص موحد اور مؤمن لکھا ہے جب کہ اُس نے نجف اشرف، کربلا، مشہد، قم کے مجتہدین کرام کو کافر، شیخی، مشرک، ضال مضل قرار دیا۔

یہ شخص ۱۳۰۷ھ میں عراق کے ایک شہر الخالص میں پیدا ہوا۔ اس کا قطعہ ولادت ایک ایرانی شاعر نے اس طرح لکھا ہے :

پُرسیدم از دل چہ آمد
تاریخ شیخ محمد
گفتا کہ سالِ ولادت
"خبیث و دَجّال و اَفسَد"

۱۳۰۷ھ

اگرچہ یہاں تفصیلی حالات لکھنا مقصود نہیں تاہم یہاں ہم از راہِ اختصار خالصی کے صرف وہ اقوال باحوالہ نقل کرتے ہیں جن میں اس نے کھل کر وہابیوں کی حمایت کی ہے اور ان کو صحیح العقیدہ مسلمان قرار دیا ہے۔ اور شیعوں اور ان کے روحانی مراکز نجف اشرف کربلا معلّٰی پر توہین آمیز فقرے کسے ہیں۔

(۱) رَأینَا فِی السَّلَفِین حَسَنٌ جِدًّا
لِاَنَّ سَمَاحة مولانا الاِمام

الخالصی اوقفنا علی حسن حالهم و صحة معتقدهم و تمسکهم بالدین و انّ الامام الخالصی لاقی امام المسلمین جلالة الملك سعود فی الحجاز و تکلّم مع جلالته و مع علماء السلفیین فی مکّة و المدینة المنوّرة و وقف علی ما عندهم فلم یر منهم الّا خیراً [1]

"ہماری رائے سلفیوں وہابیوں کے متعلق بہت اچھی ہے کیونکہ ہمارے مولا امام خالصی نے ہمیں ان کے حسنِ حال اور صحتِ اعتقاد کے متعلق آگاہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ یہ لوگ دین سے متمسک ہیں اور امام خالصی نے امام السلفیین جلالۃ الملک سعود سے حجاز میں ملاقات کی اور اُن سے گفتگو بھی کی اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں سلفی علماء سے بھی ملے اور اُن کے عقائد پہ مطلع ہوئے اور ان میں بھلائی ہی بھلائی دیکھی۔" (بیان مدیر رسالہ)

(۲) شاہ سعود نے ۶ رمضان ۱۳۷۳ھ میں خالصی کو جو خط لکھا اس میں لکھا:

نحنُ شاکرون لحسنِ ظنّکم

[1] "رسالہ مدینۃ العلم" صادرہ از مدرسہ خالصی کاظمین عراق، ص: ۴۳۸، ۴۳۹

وَ جَمِیلِ مَسَاعِیکُم۔

"ہم آپ کے حسنِ ظن اور بہترین کوششوں پر آپ کے شکرگزار ہیں۔ (حوالہ بالا)

یہ خط اس بات پر واحد شاہد ہے کہ شاہ سعود نے شیعوں میں وہابیت پھیلانے کے لئے خالصی کو باقاعدہ تربیت دے رکھی تھی اور اس کی فعالیت پر بڑے شاکر تھے جبکہ ڈھکو صاحب خالصی کی مظلومیت کا واویلا کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔

(۳) "میں وصیت کرتا ہوں کہ میرے مدرسہ مدینۃ العلم کے لئے ضروری ہوگا کہ مدرسہ میں ایسے لوگوں کی مداخلت نہ ہونے دے جو عزاداریٔ امام حسینؑ کے نام پر مسخرہ بازی کرتے ہیں، زنجیر زنی سے ماتم کرتے ہیں اور مجلس پڑھنے کے بہانے اسٹیج پر اللہ اور رسول پر جھوٹ بولتے ہیں۔"[1]

(۴) "ہر شیعہ پیشنماز شیخیوں کی "بدعات" کا پیروکار ہے اور اللہ و رسول و ائمہ پر جھوٹ بولتا ہے اور شیخیوں کی بدعات کی ترویج کرتا ہے۔"[2]

(۵) "بہت سی بدعات کا ازالہ ضروری ہے۔ مثلاً لوگ جنازوں کو ائمہ کی ضریح کے اردگرد طواف کراتے اور مجلسِ فاتحہ اور مجلسِ عزا منعقد کرتے ہیں۔ یہ تمام باتیں شریعت کے خلاف اور حرام و ناپسندیدہ ہیں۔"[3]

---

[1] وصیت نامہ خالصی مترجم فارسی، ص: ۱۵، مطبوعہ تہران۔

[2] وصیت مذکورہ۔

[3] وصیت مذکورہ۔

(۶) "میرے جنازہ کو نہ امام موسٰی کاظمؑ کی زیارت کروائیں اور نہ ان کی ضریح کے اردگرد طواف کروائیں اور ان باتوں سے اجتناب کریں"۔ [۱]

(۷) "میّت کے لئے مجلسِ فاتحہ بدعت وحرام ہے"۔ [۲]

(۸) "ہم کیسے مسلمان ہیں جوکہ زنجیر زنی کرسینہ زنی کا ماتم کرتے ہیں۔ پتھروں، درختوں، قبروں سے مُرادیں مانگتے ہیں اور اماموں، مُرشدوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وُہ زندہ کرنے، روزی دینے اَور مَوت دینے پر قادر ہیں۔ یہ تو کھلم کھلا شرک ہے"۔ [۳]

(۹) "نجف جوکہ ایک دینی مرکز ہے، وہاں ابوتراب کی قبر کی مگر تم وہاں کیا دیکھوگے کہ ابوتُراب پر چاندی کی ضریح ہے اَور سونے کے دروازے ہیں، سونے کا گنبد ہے، دروازوں پر کئی ملیون روپے کے قیمتی جواہرات لگے ہیں۔ یہ علماء کیوں خاموش ہیں؟ اس دَولت سے کارخانے لگوائیں، فقیروں، مسکینوں کو نفع کو پہنچائیں"۔ [۴]

---

[۱] وصیت نامہ خالصی، ص: ۲۱۔
[۲] ایضاً، ص: ۴۹۔
[۳] ایضاً، ص: ۶۴۔
[۴] شر الفتنہ فی ایران، ص: ۱۱۰۔

(۱۰) "نجف میں جو درس پڑھائے جاتے ہیں اُن کا انجامِ کار یا جہل ہے یا کفر یا ضلالت! کیونکہ اگر نجف میں تحصیلِ علم کرنا اِسلامی ہوتا تو وہاں کے اہل و باشندگان گمراہ اور کافر نہ ہوتے مگر کیا کیا جائے کہ نجف آج دار العلم ہے حالاں کہ یہ آج سے ایک صدی پہلے تو دار العلم تھا مگر آج یہ نجف کفر و جہل و بدعت و خرافات کا مرکز ہے"۔ [1]

(۱۱) "اگر تم نجف میں کوئی کارخانہ یا صنعت تلاش کرو تو سوائے مُردوں کے کفن اور تابوت سازی کے وہاں کوئی کاروبار نہیں۔ نجف والے تو سائنس کی ایجادات سے واقف ہی نہیں بلکہ انہوں نے ریڈیو، ٹیلی ویژن، ہوائی جہاز ٹیلی سکوپ وغیرہ کے نام بھی نہ سنے ہوں گے"۔ [2]

(۱۲) "یہ نجف جس کو لوگ دار العلم کہتے ہیں، یہاں تو علانیہ طور پر کفر ہی کفر دکھائی دیتا ہے"۔ [3]

(۱۳) "اگر تم محرم میں صحن شریف میں جا کر دیکھو تو تمہیں نظر آئیگا کہ ہزاروں لوگ اپنے سروں اور سینوں پر زنجیریں مار کر ماتم کر رہے ہیں۔ ان کے چہروں سے خون ابل رہا ہے، ان کے بدن خون سے تر ہیں۔ کچھ تو اپنی پشتوں کو زنجیروں سے چھلنی کرتے

---

[1] شرر الفتنہ فی ایران: ص: ۱۲۷

[2] ایضاً، ص: ۱۲۹

[3] ایضاً، ص: ۱۳۷

کرتے ہوئے نظر آئیں گے، آیا وہاں کوئی ایسا عالم نہیں جو ان کو روکے؟ کوئی مجتہد اعظم اور امامِ اکبر وہاں نہیں بولتا؟ خداوندِ عالم بروزِ قیامت ان مجتہدوں سے مؤاخذہ کرے گا۔"[1]

"یہ وہ اسلام ہے جس کا مرکز کربلا و نجف ہے۔ ایسا ہی قم اور مشہد میں ہوتا ہے۔ حجاز و نجد و یمامہ کے منکرات اس سے بھی شدید ہیں۔ ان کا کفر و نفاق اس سے بھی سخت ہے۔ یہ سب لوگ درحقیقت کافر ہیں اور پھر ایک دوسرے کو کافر اور لعنتی قرار دیتے ہیں۔"[2]

۱۴

خالصی کی ذہنیت اور اس کے خیالات و عقائد معلوم کرنے کے لئے اس کی تحریرات سے یہ چند اقتباسات بطور نمونہ ملاحظہ کر کے قارئین انصاف کریں کہ باوجود اس قدر جرارت وجسارت کے بھی کہ خالصی بیچارہ اور مظلوم اور شیعہ ستم رسیدہ مجتہد ہے اور وہابی نہیں؟ تو دنیا میں کسی وہابی کا وجود ہی نہیں ہے مگر یہ ڈھکو صاحب ہیں جو اس خبیث و دجال و مفسد کے خرافات کی ترویج میں شب و روز مصروف ہیں مگر قوم میں کوئی اس سے باز پرس کرنے والا نہیں اور یہ سب کچھ خود ساختہ عمامۂ اجتہاد کے پیچوں میں لپٹا ہوا رہ جاتا ہے اور کسی کو کچھ نظر نہیں آتا اور جو بھی ان حقائق کو منظرِ عام پر لائے۔ اس کے خلاف شیخی کافر گمراہ ضال مضل کے نعروں سے عوام کو مشتعل کرنے کی سعی نافرجام کرنے کی سازش کی جاتی ہے مگر ہم نے یہ تہیہ کر رکھا ہے کہ قوم کو اصل حقائق سے آگاہ کئے بغیر دم نہ لیں گے

---

[1] شر الفتنہ فی ایران، ص: ۱۴۰، ۱۴۱

[2] ایضاً، ص: ۱۴۷

کیا معصومینؑ کے فضائل و کمالات خود ساختہ عقائد ہیں؟

جناب ڈھکو نے "اصول الشریعہ" طبع سوم (ص : ۷۳ تا ص : ۷۵) پر ایک حدیث مشتمل بر عقائد کو نقل کرنے کے بعد اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :

"ناظرین اس حدیث شریف پر غور فرمائیں کہ اس حدیث میں عقائد حقّہ ایمانیہ کو کس صاف و سادہ اور دلنشیں انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ آیا اس میں موجودہ دور کی لایعنی ابحاث و عقائد کی طرف کوئی اشارہ تک موجود نہیں ہے۔ جن کو آج کل صرف محور قیل و قال اور مرکز جنگ و جدال ہی نہیں بلکہ انہیں اسلام و ایمان کا دار و مدار سمجھا جا رہا ہے۔ مثلاً یہ کہ آئمۂ اطہار مجسّم نور ہیں، وہ نوعِ انسانی کے افراد کاملہ نہیں بلکہ ان کی نوع علیحدہ ہے۔ وہ باذن اللہ خالق، رازق، محی و ممیت ہیں اور یہ کہ وہ عالم الغیب ہیں اور وہ ہر وقت ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں، اس قسم کی جس قدر احادیثِ معتبرہ کا ذخیرہ موجود ہے جن میں عقائدِ امامیہ کا تذکرہ ہے یا وہ روایات جن میں اصحاب ائمہ کا اپنے اعتقادات کو بغرض تصحیح و تصدیق بارگاہِ معصومین میں پیش کرنے کا تذکرہ ہے، میں بھی ان غیر ضروری مسائل بلکہ غلط عقائد کا نام و نشان تک نہیں ملتا جس سے یہ حقیقت واضح و آشکار ہو جاتی ہے کہ ان اختراعی نظریات کو

ایمانیات و اعتقادیات میں ہرگز کوئی دخل نہیں ہے۔

ذرا سی بات تھی اندیشۂ عجم نے اسے
بڑھا دیا ہے فقط زیبِ داستاں کے لئے

الجواب :

جناب ڈھکو نے اس مقام پر جس غلط انداز سے دعویٰ کیا ہے اس سے خود ان کی بدا عتقادی نمایاں ہو جاتی ہے کیونکہ انہوں نے یہ ادعا فرمادیا ہے کہ جو عقائد ان کی بیان کردہ حدیث میں آئے ہیں ان کی تفصیل و تشریح کی طرف رغبت کرنا یا ان عقائد کے علاوہ کوئی عقیدہ رکھنا جو اس حدیث میں درج ہیں، غلط ہے۔

حالانکہ ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ اصولِ دین یا فروعِ دین کی پوری پوری تفصیلات پر مشتمل کوئی ایک طویل و عریض حدیث بھی ہماری کتب میں موجود نہیں۔ اگر ایسی بات ہوتی تو پھر کتبِ اربعہ کی ضخیم کتابوں اور "بحار الانوار" کی ایک سو دس طویل و عریض جلدوں کے لکھنے کی علماء کو کیا ضرورت تھی؟ اور ائمہ اطہار کے اصحاب نے احادیث پر مشتمل چار سو رسائل کس لئے تالیف فرمائے؟۔ نیز عقائد پر مشتمل جو حدیث جناب ڈھکو نے کتاب التوحید شیخ صدوقؒ صفحہ ۶۴ سے نقل کی ہے وہ خود بھی اجمالی طور پر عقائد پر مشتمل ہے۔ اس میں تفصیلات کا ذکر نہیں ہے بارہ ائمہ کے اسماء موجود ہیں اور امامت اور لوازم و شرائط کا ذکر نہیں ہے۔ پھر اس حدیث میں حضرت شاہزادہ عبدالعظیم آخری حصہ میں اپنے عقائد اس طرح پیش کرتے ہیں :

"اَقولُ اِنَّ الْمِعراجَ حَقٌّ وَ المسئلة
فِی القبرِ حَقٌّ وَ اِنَّ الجنةَ حقٌّ وَ
النّارَ حقٌّ وَ الصّراط حَقٌّ وَالمیزانُ

حَقٌّ وَ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ۔ وَ اَنَّ الْفَرَائِضَ الْوَاجِبَةَ بَعْدَ الْوِلَايَةِ الصَّلٰوةُ وَ الزَّكٰوةُ وَ الصَّوْمُ وَ الْحَجُّ وَ الْجِهَادُ وَ الْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ۔

فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ يَا اَبَا الْقَاسِمِ هٰذَا وَ اللّٰهِ دِيْنُ اللّٰهِ الَّذِي ارْتَضَاهُ لِعِبَادِهٖ۔

"میں کہتا ہوں کہ معراج حق ہے اور قبر میں سوال حق ہے اور جنّت و جہنّم حق ہے، صراط، میزان حق ہے اور قیامت آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ اور اللہ اہلِ قبور کو محشور فرمائے گا۔ اور میں کہتا ہوں کہ عقیدۂ ولایت کے بعد فرائض واجبہ یہ ہیں: نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، جہاد، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔

یہ سُن کر امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوالقاسم! خدا کی قسم کہ یہی وہ دین ہے جس کو اللہ نے اپنے بندوں کے لئے پسند فرمایا ہے۔

ناظرین کرام! خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مندرجہ بالا عقائد اجمالی طور پر تو درست ہیں مگر ان کے اجمال پر اکتفا کرنا درست نہیں بلکہ ان کی تفصیل کا جاننا ضرورتِ دین ہے۔ کیونکہ سائل نے صرف یہ عقیدہ پیش کیا ہے کہ معراج حق ہے مگر اس کا کوئی مسلمان

منکر نہیں۔ ساتھ یہ وضاحت بھی ضروری ہوگی کہ معراج جسمانی حق ہے یا معراج روحانی ؟ قبر میں سوال کرنے کا عقیدہ تو مخالفین کے ہاں بھی مُسلّم ہے۔ خود صحیح بخاری کتاب الجنائز باب المیت یسمع خفق النعال (ص : ۱۷۸) طبع دہلی میں یہ حدیث موجود ہے کہ قبر میں دو فرشتے آکر میّت کو بٹھا کر سوال کرتے ہیں کہ محمدؐ کے متعلق کیا اعتقاد رکھتے ہو ؟ لہٰذا یہ عقیدہ بھی اجمالی طور پر شیعہ کے لئے ناکافی ہے کہ جب تک وُہ یہ تفصیل نہ جانے کہ قبر میں کن کن عقائد کا سوال ہوگا ؟

اسی طرح ہمیں جنّت و جہنّم، صراط و میزان کے متعلق بھی معصومین علیہم السلام کی بتلائی ہوئی تفصیلات لازماً معلوم کرنا پڑیں گی۔ پھر فرائض کا تذکرہ بھی اجمالی اور مختصر بلکہ ناکافی ہے کیونکہ اس حدیث میں ذکر شدہ فروع دین پر تو سب مسلمان ایمان رکھتے ہیں۔ مخالف بھی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے قائل ہیں۔

حدیث میں امام نے یہ بھی وضاحت نہیں فرمائی کہ نماز کس طریقہ سے پڑھنا اور زکوٰۃ کس نصاب کے ساتھ ادا کرنا، اور حج کس طرح ادا کرنا ہمارا دین ہے ؟

نیز اس میں خمس کا ذکر تک نہیں جس کے بغیر خود ڈھکّو صاحب کسی کو مؤمن ماننے پر تیار نہیں مگر اس کا یہ مطلب تو خود ڈھکّو صاحب بھی نہیں لے سکتے کہ چونکہ ان کی بیان کردہ حدیث میں خمس کا ذکر نہیں آیا لہٰذا خمس غیر ضروری اور غلط ہوا۔

لہٰذا جب تک مؤمن ان فرائضِ واجبہ کی تفصیلات پر معصومین کی بیان کردہ دیگر احادیث میں وارد شدہ تصریح کے مطابق عقیدہ نہ رکھے گا اُس کا مؤمن ہونا کافی نہیں۔

یہی مطلب خود حضرت امام رضا علیہ السلام نے نیشاپور میں وارد ہوتے وقت ہزاروں محدثین کے سامنے پیش کیا کہ "جو شخص لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہے وُہ جنّت میں داخل ہوگا۔" مگر ساتھ ہی "بشروطھا و بشروطھا وانا من شروطھا" بھی فرمایا کہ اس کے دیگر شرائط بھی لازم ہیں۔

Scanned with CamScanner

لہٰذا معصومین علیہم السلام کا مقام ولایت تکوینی پر فائز ہونا ، حاضر و ناظر ہونا مقامِ امامت کے لوازم میں سے ہے جیسے پر آیات و احادیث و تصریحاتِ اعلام شاہد ہیں۔

چنانچہ امام خمینی کے شاگرد رشید حجۃ الاسلام آقاضی آیت اللہ سید محمد طباطبائی تبریزی شہید مقدمہ علم امام صفحہ ۷۴ ، طبع تبریز میں ارشاد فرماتے ہیں :

"می گوئیم کہ معرفتِ علمِ امام بہ اشخاص خواص مثل معرفت رسانیدن بخود شخص اوست مانند معرفت اللہ است و مثل سائر واجبات مطلقہ از اصولِ عقائد است و ادلہ اربعۂ چہارگانہ کتاب کتاب و سُنّت اجماع و عقل کہ ما اصولِ دین و فروعِ دین خود ماآں را از آنہا استفادہ کردہ و استنباط می کنیم دلالت دارند کہ تحصیل اعتقاد تفصیلی بمعرفت علمِ امام و اعتقاد کردن باطناً و قلباً و در ظاہر متدین شدن بآں واجب است با وجوب مطلق و مشروط بحصول علم قہری نیست۔ پس تحصیلِ معرفت بر اشخاص مزبور واجب می باشد۔"

"میں کہتا ہوں کہ خاص اشخاص پر علمِ امام کی معرفت اسی طرح واجب ہے جس طرح کہ خود اس شخص تک اس معرفت کا پہنچا دینا واجب ہے اور اس طرح واجب ہے جس طرح کہ اللہ کی معرفت اور اصولِ عقائد کے تمام مطلق واجبات کی معرفت اور ہماری چار دلیلیں قرآن ، سُنّت اجماع ، عقل ، جن سے ہم نے اصولِ دین و فروعِ دین کا استفادہ کیا ہے اور ان سے ہم استنباط کرتے ہیں۔

یہ سب اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ علمِ امام کی معرفت کی تفصیل اور ظاہراً باطناً اس کا اعتقاد رکھنا اور اس معرفت کو

Scanned with CamScanner

دین سمجھنا واجب مطلق ہے اور قہراً حصولِ علم کے ساتھ مشروط نہیں ہے۔ پس یہ معرفت خواص اشخاص پر واجب قرار پائی ۔"

اگرچہ اس مطلب کی تائید میں دیگر علمائِ اعلام کی تصریحات بھی موجود ہیں تاہم آگے ھم ادلۂ اربعہ کتاب وسُنّت و اجماع وعقل سے ثابت کریں گے کہ جن عقائدِ حقّہ کو جناب ڈھکو غیر ضروری مسائل یا غلط عقائد قرار دیتے ہیں وُہ مذہب حقّۂ اثنا عشریہ کے بنیادی اور اساسی عقائد ہیں کیونکہ جناب امیرالمؤمنین علی علیہ السلام کا ارشاد ہے :

اَلْوَیْلُ کُلُّ الْوَیْلِ لِمَنْ اَنْکَرَ فَضْلَنَا وَ خُصُوصِیَتَنَا وَ مَا اَعْطَانَا اللّٰہُ رَبُّنَا لِاَنَّ مَنْ اَنْکَرَ شَیْئًا مِمَّا اَعْطَانَا اللّٰہُ فَقَدْ اَنْکَرَ قُدْرَۃَ اللّٰہِ وَمَشِیئَتَہٗ [1]

"اس شخص کے لئے تباہی ہی تباہی ہے جو ہماری فضیلت اور خصوصیت اور ہمیں اللہ کی طرف سے عطا شدہ کمالات کا منکر ہے۔ کیونکہ جو شخص ہمارے ان کمالات کا منکر ہے جو ہمیں اللہ تعالےٰ نے عطا کئے ہیں تو گویا اُس نے اللہ کی قُدرت اور مشیت کا اِنکار کیا۔"

اسی طرح حضرت امام مُوسیٰ کاظم علیہ السلام کا ارشاد ہے :

اَعْظَمُ النَّاسِ ذَنْبًا وَ اَکْثَرُ اِثْمًا عَلٰی لِسَانِ مُحَمَّدٍ الطَّاعِنُ عَلٰی عِلْمِ

---

[1] مرآۃ الانوار ص : ۱۸ ، علامہ ابوالحسن الشریف رح

اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ لِلجَاحِدِ لِمُعجِزَاتِہِم۔

"حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک پر
تمام لوگوں سے بڑا گنہ گار اور نافرمان وہ شخص ہے جو آلِ محمدؐ کے
علم پر طعن کرتا ہو اور ان کے معجزات کا انکار کرتا ہو۔"

لٰہذا ڈھکو صاحب چونکہ ابن تیمیہ حنبلی کے عقائد کو شیعہ لیبل لگا کر مروّج کرنے کی کوشش کر رہے ہیں لٰہذا ہم ان کے تمام خرافات کو ادلہ اربعہ کی روشنی میں باطل ثابت کریں گے۔

واللہ الموفق والمعین

باب اوّل

معصومینؑ کی جداگانہ حقیقت
اور خلقت نوری و بشریت سماوی کا بیان

Scanned with CamScanner

کیا ذات سے بحث کرنا شیطانی عمل ہے ؟

- مؤلف اصول الشریعہ نے طبع اخیر صہ ۱۱۸ پر لکھا
ہے کوئی ایسی حدیث نہیں ملتی جس میں یہ حکم دیا گیا ہو

کہ تم نبی و امام کی ذات و ماہیت معلوم کرو صرف اطاعت کا حکم دیا گیا ہے ذات و
اصلیت کی بحث کا آغاز بھی ابلیس نے اس وقت کیا جب خالق نے اس کو آدم کے
سامنے جھکنے کا حکم دیا تو اس نے تعمیل سے انکار کر دیا اور اصل خلقت کی بحث شروع
کر دی کہ میں آدم سے بہتر ہوں ابلیس کا اتباع کرنے والوں کا انجام بھی ابلیس سے
مختلف نہ ہوگا مؤلف اصول الشریعہ نے جس ہذیانی حالت میں یہ سطور لکھی ہیں وہ کسی سے
مخفی نہیں ہے اگر ذوات سے بحث کرنا شیطانی فعل ہے تو اللہ نے انسان کو
اشرف المخلوقات کیوں قرار دیا اور لقد کرمنا بنی آدم کہہ کر انسان کو برتری ذات
کی بنا پر کیوں دی اگر اصلیت سے بحث کرنا ابلیسی کردار تھا تو فرشتے تو آدم کی ذات
پر معترض تھے اتجعل فیھا من یفسد فیھا اے خدا تو زمین میں اس کو خلیفہ بنائے
گا جو خون ریزی کرے گا تو اللہ نے ان کو کیوں نہ روکا کہ ذات سے بحث نہ کرو اگر کوئی
آیت یا حدیث امام و نبی کی اصلیت معلوم کرنے کے لیے نہیں ہے تو پھر مؤلف
نے دوسرے باب میں ان ذوات مقدسہ کو بشر ثابت کرنے پر کیوں زور لگایا جب
ذات و ماہیت سے بحث بیکار ہے تو یہ سارا باب ہی بے کار تھا ؟ اگر ان ذوات
مقدسہ کی خلقت نوری ثابت کرنا شیطانی ہے تو مؤلف نے خود احسن الفوائد طبع
اول صفحہ ۳۹۶ پر یہ کیوں لکھ دیا بعض اہل تحقیق نے حقیقت نبوت کے متعلق
یہ کہا ہے کہ مرتبہ نبوت انسانیت کے مرتبہ سے بالاتر ہے جس طرح انسانیت
حیوانیت سے بالاتر ہے پھر آگے یہ کیوں لکھا کہ حضرات انبیاء کرام کو اپنے نفوس
قدسیہ کی وجہ سے عام انسانوں پر فوقیت حاصل ہے پھر صہ ۳۸۴ پر یہ کیوں فرمایا ہے

Scanned with CamScanner

انبیاء کی خلقت بھی نور سے ہوتی ہے جیسا کہ اول ما خلق اللہ نوری وغیرہ احادیث اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں ہاں ان کی ظاہری خلقت میں عنصر طینی بھی شامل ہے اس لیے ان کی خلقت کو بعض اوقات طین کی طرف منسوب کیا جاتا ہے پھر یہ بھی ثابت کیا ہے کہ ملائکہ میں صرف نورانیت ہے اور انبیاء میں نورانیت و جسمانیت دونوں ہیں حضرت مؤلف نے خود کیوں انبیاء کی ذات و ماہیت کی بحث چھیڑ کر ابلیس کی پیروی کی اگر ذات و ماہیت کی بحث شیطان کا شیوہ ہے تو معاذ اللہ پیغمبر اور ان کے خلفاء معصومین نے ہزار ہا احادیث میں اپنی خلقت نوری پر کیوں فخر فرمایا ابلیس کا جرم یہ نہیں ہے کہ اس نے ذات کی بحث چھیڑی بلکہ اس کا جرم یہ ہے کہ اس نے آدم علیہ السلام کو ازراہ حقارت بشر کہہ کر سجدہ سے انکار کیا اور کہا ءأسجد لما خلقت طینا میں اس کا سجدہ کروں جس کو تو نے مٹی سے خلق کیا جیسا کہ خود ڈھکو صاحب نے احسن الفوائد طبع اول ص ۳۸۵ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث نقل کی ہے کہ شیطان نے اپنی ناریت کا جناب آدم کی طینیت کے ساتھ قیاس کیا تھا اگر وہ اپنی ناریت کا آدم کی نوریت کے ساتھ تقابل کرتا تو اس پر آدم کی فضیلت اجاگر ہو جاتی لہذا ثابت ہوا کہ
انبیاء و اوصیاء کی نوریت کا انکار کرنے والے بھی ابلیس ہی کی پیروی کر رہے ہیں

علمائے فریقین کا متفقہ عقیدہ

مذہب شیعہ اثناء عشریہ خیر البریۃ اور جمہور برادران اہل سنت کا شروع ہی سے
یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور خصوصاً ائمہ معصومینؑ اپنی حقیقت کے اعتبار سے اوّل
مخلوق ہیں اور بشری و ملکی صفات فاضلہ کے مالک ہیں۔ ابن ابی حدید معتزلی بغدادی نے
شرح نہج البلاغہ جلد ۳ صفحہ ۳۲۰ طبع بیروت میں جناب امیر المومنین علیہ السلام کا یہ فرمان نقل
کیا ہے۔ كُنَّا ظِلَالاً تَحْتَ الْعَرْشِ قَبْلَ خَلْقِ الْبَشَرِ وَقَبْلَ الطِّينَةِ الَّتِي
خُلِقَ مِنْهَا الْبَشَرُ ہم بشر کی خلقت سے پہلے بلکہ اس طینت سے بھی پہلے زیر عرش
اپنے ابدان نوریہ میں موجود تھے۔ جس طینت سے بشر پیدا کیا گیا۔ جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ سَمَّانَا اللّٰهُ بِخَمْسَةِ اَسْمَائِهِ فَاللّٰهُ الْمَحْمُودُ وَ اَنَا مُحَمَّدٌ
وَاللّٰهُ الْعَلِيُّ وَهٰذَا عَلِيٌّ وَاللّٰهُ الْفَاطِرُ فَهٰذِهِ فَاطِمَةُ وَاللّٰهُ الْاِحْسَانُ فَهٰذَا
الْحَسَنُ وَاللّٰهُ الْمُحْسِنُ فَهٰذَا الْحُسَيْنُ ثُمَّ خَلَقَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْ نُوْرِ الْحُسَيْنِ تِسْعَةَ
اَئِمَّةٍ فَدَعَاهُمْ فَاَطَاعُوْهُ قَبْلَ اَنْ خَلَقَ اللّٰهُ سَمَاءً مَبْنِيَّةً وَلَا اَرْضًا مَدْحِيَّةً
وَلَا مَلَكًا وَلَا بَشَرًا دُوْنَنَا نُوْرٌ نُسَبِّحُ اللّٰهَ وَنَسْمَعُ وَنُطِيْعُ۔

تفسیر برہان صفحہ ۵۹۷ صفحہ ۸۷ طبع قدیم اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص اسماء میں سے
ہم پانچوں کے نام رکھے اللہ محمود ہے اور میں محمد ہوں اللہ علی ہے اور یہ علیؑ ہے۔ اللہ

فاطر ہے تو یہ فاطمہ ہے۔ اللہ احسان ہے تو یہ حسن ہے اللہ محسن ہے اور یہ حسین ہے پھر اللہ نے مجھ سے اور حسین کے نور سے نو ائمہؑ کو خلق کیا اور ان کو دعوت معرفت توحید دی اور انہوں نے اطاعت کی جب کہ اللہ نے نہ آسمان بنایا تھا۔ نہ زمین بچھائی تھی۔ نہ اس وقت کوئی فرشتہ تھا۔ اور نہ کوئی بشر۔ ہمارے سوا وہاں کوئی (نہ) تھا۔ اور ہم نور تھے۔ اور اللہ کی تسبیح کرتے تھے۔ اور اس کا حکم سنتے اور اطاعت کرتے تھے۔ بصائر الدرجات صہ ۲۳ میں ہے کہ قریش نے آنحضرتؐ سے سوال کیا کہ آپ انبیاء ماسلف سے کس طرح سبقت لے گئے، تو آپ نے جواب دیا۔ اِنّی کُنْتُ اَوَّلَ مَنْ اَقَرَّ بِرَبّی وَ اَوَّلُ مَنْ اَجَابَ حَیْثُ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّینَ وَ اَشْھَدَھُمْ عَلٰی اَنْفُسِہِمْ وَقَالَ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی کُنْتُ اَوَّلَ نَبِیٍّ قَالَ بَلٰی فَسَبَقْتُھُمْ میں نے سب سے پہلے اپنے رب کا اقرار کیا۔ اور سب سے پہلے اللہ کی دعوت پر لبیک کہا۔ جب اللہ نے انبیاء سے عہد لیا تھا اور ان کو ان کے نفسوس پر گواہ بنایا تھا۔ اور کہا تھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو تمام انبیاء میں سے پہلا نبی میں تھا۔ جس نے لبیک کہا اور تصدیق کی۔ اور میں ان سے سبقت لے گیا۔ پس یہ زوات مقدسہ حقیقت کے اعتبار سے نوع ملک و نوع بشر کی خلقت سے بھی پہلے وجود میں آئے اور سب سے پہلے انہوں نے اللہ کی عبادت کی۔ جیسا کہ ہم آگے آیات و احادیث و تصریحات علماء فریقین کی روشنی میں اس کی تفصیل لکھیں گے۔

معصومینؑ کی خلقت نوری امام خمینی کی نظر میں

دور حاضر میں مرجع

شیعان جہان رہبر مسلمانان عالم سرکار آیۃ اللہ العظمیٰ آقا سید روح اللہ خمینی دام ظلہ حکومت اسلامی صہ ۵۲ طبع بیروت میں اس کے متعلق یوں ارشاد فرماتے ہیں۔ از ضروریات مذہب ما است کہ کسی بہ مقامات معنوی نمی رسد حتی ملک مقرب و نبی مرسل اصولاً رسول اکرمؐ و ائمہؑ طبق روایاتی کہ داریم قبل از ایں عالم انواری بودہ اند در ظل عرش و در انعقاد نطفہ و طینت از بقیہ مردم

امتیاز داشته اند چنانکه در روایات معراج جبرئیل عرض می کند لَوْ دَنَوْتُ اُنْمُلَةً لَاحْتَرَقْتُ بر
کمی نزدیک ترمی شدم سوخته بودم یا این فرمائش که اِنَّ لَنَا مَعَ اللّٰہِ حَالَاتٍ لَا یَسَعُہ مَلَکٌ
مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ" ما با خدا حالاتے داریم کہ فرشتہ مقرب آنرا می تواند داشتہ باشد
پیامبر مرسل این جزء اصول مذہب ما است کہ ائمہ چنین مقاماتے دارند

ترجمہ:۔ ہمارے مذہب کے ضروریات عقائد میں یہ بات داخل ہے کہ کوئی مخلوق
بھی خواہ وہ فرشتہ مقرب ہو یا نبی مرسل ہمارے آئمہ کے معنوی مقامات تک رسائی حاصل
نہیں کر سکتی اصولاً ہمارے نبی اکرمؐ اور آئمہ طاہرینؑ ہماری روایات کے مطابق
اس کائنات کی خلقت سے قبل سایۂ عرش میں نوری حقیقت میں موجود تھے، اور
انعقاد نطفہ و طنیت میں وہ تمام لوگوں سے امتیازی مقام رکھتے ہیں۔ چنانچہ معراج کی روایات
میں وارد ہوا ہے کہ وہاں جبرئیلؑ نے عرض کی کہ اگر میں یہاں سے ذرا سا بھی آگے بڑھ
جاؤں تو جل جاؤں اور معصومین کا ارشاد ہے۔ کہ ہمارے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسے حالات
بھی ہیں کہ کوئی فرشتہ مقرب اور نبی مرسل ان کی قوت برداشت نہیں رکھ سکتا اور یہ بات
ہمارے مذہب کے اصول عقائد کے جزو کی حیثیت رکھتی ہے۔

مگر خالصی احساس کے مریدان باوفا نے اس عقیدہ کے مقابلہ میں یہ عقیدہ ایجاد
کیا کہ انبیاء و ائمہ نوع انسان ہی کے افراد ہیں اور وہ نوری مخلوق نہیں بلکہ ظاہر و باطن
صفات و حقیقت میں بالکل بشر ہیں گویا کہ حقیقت کے اعتبار سے مقصرین کے بقول فرعون
و موسیٰ رسول اللہؐ و ابوجہل ابراہیمؑ و نمرود۔ علیؑ و معاویہ حسینؑ و یزید میں کسی قسم کا کوئی فرق
نہیں یہ سب ایک ہی حقیقت کے متفاوت الدرجات افراد ہیں اور ان ذوات مقدسہ
کو من باب المجاز نور کہا گیا ہے۔ کیونکہ ان کی ارواح سب سے پہلے خلق ہوئیں اور ہر
روح نور ہوتی ہے۔ لہذا وہ نور ہیں۔ اور نور کے معنی ہبر و ہادی ہے چونکہ یہ اللہ کے نیک
بندے تھے۔ لہذا نور تھے یہی عقیدہ بالتفصیل کتاب نوری انسان جناب گلاب شاہ صاحب

Scanned with CamScanner

اور نوع نبی و نور امام محمد حسین برتی اور اصول الشریعہ شیخ ڈھکو میں بیان کیا گیا ہے. مسئلہ جدا گانہ نوع اور مسئلہ نور و بشر چونکہ ایک ہی بحث کے مختلف گوشے ہیں. لہٰذا ہم نے ان سب پر ایک ہی باب میں بحث کرنے کا تہیہ کیا ہے واللہ الموفق والمعین

شیخ ڈھکو کے سابقہ عقیدہ میں معصومینؑ کی جدا گانہ نوع

جناب شیخ ڈھکو جنہوں نے اصول الشریعہ اور احسن الفوائد کے نئے ایڈیشن میں جس عقیدہ کو شیخ احمد احسائی کی ایجاد اور اہل افراط غالیہ و مفوضہ کا عقیدہ قرار دیا ہے. پہلے وہ خود بھی اسی عقیدہ کے حامل رہے ہیں. چنانچہ انہوں نے کتاب احسن الفوائد طبع اول صہ ۳۹۶ میں اس کا یوں اعتراف کیا ہے.

"**حقیقت نبوت کا اجمالی بیان**، نبوت کی حقیقت کیا ہے، اور اس کے شرائط و لوازم کیا ہیں، کسی نبی کے پہچاننے کا معیار کیا ہے. اگر ہم چاہیں تو اس موضوع پر تفصیلی گفتگو کریں. تو اس سے وقت اور گنجائش کی قلت مانع ہے. ہاں اجمالاً اس قدر سمجھ لینا چاہیے کہ بعض اہل تحقیق نے حقیقت نبوت کے متعلق یہ کہا ہے کہ مرتبہ نبوت انسانیت کے مرتبہ سے بالاتر ہے. جس طرح کہ انسانیت حیوانیت سے بالاتر ہے. آگے چل کر اسی صفحہ پر لکھتے ہیں. جس طرح انسان کو نفس ناطقہ کی وجہ سے حیوان پر افضلیت حاصل ہے کہ حیوان میں عقلی و دماغی قوت کا فقدان ہوتا ہے اور حضرت انسان میں پائی جاتی ہے. جس کی وجہ سے وہ حیوانات پر حکمرانی کرتا ہے. اسی طرح انبیاءؑ کرام کو اپنے نفوس قدسیہ کی وجہ سے عام انسانوں پر فوقیت ہوتی ہے جس طرح انسانوں کے بعض افعال حیوانوں کو عجیب و غریب معلوم ہوتے ہیں اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے بعض افعال انسانوں کو معجزہ معلوم ہوتے ہیں. اگرچہ نبی بشریت و انسانیت میں عام لوگوں کے ساتھ شریک ہوتا ہے مگر وہ عقل و فہم عصمت و طہارت اعجاز نمائی اور تلقی وحی خدائی میں ان سے جدا ہوتا

Scanned with CamScanner

ہے۔ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ ۔ میں بھی بشر ہوں مگر میری طرف وحی ہوتی ہے۔ اسی وحی نے ان کو دوسرے تمام لوگوں سے ممتاز و مشخص کر دیا ہے جناب ڈھکو نے احسن الفوائد کے نئے ایڈیشن میں یہ سب حقائق حذف کر کے عبارات کو بکسر تبدیل کر دیا ہے مگر اتنا تو ثابت ہو گیا کہ حضرت اس عقیدہ کی بدولت پہلے خود ہی شیخ احمد احسائی کے تابع اور اہل افراط و مفوضہ و غالیہ کے ہم عقیدہ رہ چکے ہیں ۔ اور نہ معلوم آئندہ وہ کیا کیا عقیدے تبدیل کریں گے۔

حقیقت نبوت کے متعلق جمہور مسلمین کا متحکم اور غیر متزلزل عقیدہ

علامہ محمد بن عبد الکریم شہرستانی متوفی ۵۴۸ھ جو اہل سنت کے معروف علماء مشاہیر میں سے ہیں لکھتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے ہی نظریۂ نبوت کے بارہ میں دو مکتب فکر وجود میں آگئے تھے ۔ حنفاء اور صائبہ فرقہ صائبہ باوجودیکہ توحید ۔ نبوت اور قیامت پر اعتقاد رکھتے تھے ۔ مگر وہ پھر بھی وہ ستاروں اور فرشتوں کی پرستش کرتے تھے ۔ ان کے عقائد یہود ۔ مجوس کے عقائد سے ماخوذ تھے ۔ مگر یہ اہل کتاب سے خارج ہونے کی وجہ سے کافر اور نجس تصور کئے جاتے تھے ۔

فرقہ صائبہ نے سب سے پہلے انبیاء علیہم السلام کو بشر محض قرار دے کر ان کی نبوت کا انکار کیا ۔ اور ملائکہ کو اللہ تعالےٰ تک رسائی حاصل کرنے کا وسیلہ مان کر ان کی پرستش شروع کی ۔ ان لوگوں کے عقیدہ کو خود قرآن مجید نے ان الفاظ میں پیش کیا ہے ۔

مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یَاْکُلُ مِمَّا تَاْکُلُوْنَ وَیَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَکُمْ اِنَّکُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۔ پارہ ۱۸ سورہ مومنون آیت نمبر ۳۳ - ۳۴ " یہ تو تمہاری مثل بشر ہے ۔ جو تم کھاتے پیتے ہو یہ بھی اس طرح کھاتا پیتا ہے ۔ اگر تم نے اپنی مثل والے بشر کی اطاعت کر لی تو تم خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو گے

---

(۱) تفسیر قرطبی جلد اول ص۳۷ تاریخ ابن خلدون اول ص۱۱۶ ۔

جب کہ ان کے مقابلہ میں حنفاء کا متفقہ عقیدہ یہ تھا

انا نحتاج الی المعرفۃ والطاعۃ الی متوسط من جنس البشر یکون درجتہ فی الطھارۃ والعصمۃ والتائید والحکمۃ فوق الروحانیات یماثلنا من حیث البشریۃ ویمایزنا من حیث الروحانیۃ فیتلقی الوحی بطرف الروحانیۃ ویلقی الی نوع الانسان بطرف البشریۃ وذالک فی قولہ تعالیٰ قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ ملل و النحل جلد ۳ صـ۵۷

ہم معرفت اور اطاعت میں ایسے رہنما کے محتاج ہیں۔ جو جنس بشر میں متوسط مقام رکھتا ہے۔ جس کا درجہ طہارت، عصمت تائید حکمت کے لحاظ سے روحانیات سے مافوق ہو اور بشریت کے اعتبار سے ہم سے مشابہ ہو اور روحانیت کے حاظ سے ہم سے جداگانہ حیثیت رکھتا ہو۔ روحانیت کی طرف سے وحی حاصل کرنے کی استعداد رکھتا ہو اور بشریت کی طرح سے نوع انسان تک پہنچا سکتا ہو۔ علامہ شہرستانی کہتے ہیں کہ یہ مطلب آیت کریمہ قل انما انا بشر مثلکم سے ثابت ہے۔

انبیاء نوع انسان و نوع ملائکہ سے مافوق ہوتے ہیں جمہور مسلمین کا عقیدہ

علامہ شہرستانی صابئہ اور حنفاء کے دلائل کا تفصیل سے تذکرہ کرتے ہوئے اسی کتاب کے صـ۱۸۴ و ۱۸۵ میں مقام نبوت کے متعلق حنفاء مسلمین کا متفقہ عقیدہ اس طرح تحریر کرتے ہیں

فبطرف یماثل البشر وھو طرف الصورۃ و بطرف یوحیٰ الیہ و ھو طرف المعنی والحقیقۃ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشراً رسولا فبطرف یشابہ نوع انسان و بطرف یماثل نوع الملائکۃ و بمجموعھما یفضل النوعین حتی تکون بشریتہ فوق بشریتہ

النوع مزاجاً واستعداداً وملکیتہ فوق ملکیتہ النوع الآخر قبولاً وآراء فلا یضل ولا یغوی بطرف البشریۃ ولا یزیغ ولا یطغی بطرف الروحانیۃ ۔

ترجمہ :۔ نبی ایک طرف سے مشابہ بشر ہوتا ہے جو کہ صورت کی جہت ہے اور دوسری طرف سے قابل وحی ہوتا ہے جو کہ معنی اور حقیقت کی طرف ہے۔ یعنی اے رسول کہہ دیجئے کہ میں تو بشر رسول ہوں۔ پس وہ ایک طرف نوع انسان سے مشابہ ہے تو دوسری طرف سے نوع ملائکہ سے ہم مثل ہے۔ اور مجموعی طور پر دونوں اقسام نوع انسان و نوع ملک سے افضل و برتر ہوتا ہے تاکہ اس کی بشریت مزاج واستعداد کے لحاظ سے بشریت نوع سے مافوق ہو اور اس کی ملکیت قبول وآراء کے اعتبار سے دوسری نوع ملک سے بالاتر ہو تاکہ وہ بشریت کی جہت سے نہ کج فہمی نہ گمراہ ہو سکے اور ملکیت کی جہت سے سرکش اور نافرمان نہ ہو سکے۔

مقصّرین اور فرقہ ضالہ کافرہ صابئہ کے متفقہ نظریات ؛

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر حضرت سرکار محمدؐ کے صحیح پیروکار حضرات کا ہمیشہ یہی متفقہ عقیدہ چلا آرہا ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام اپنی حقیقت کے اعتبار سے بشریت اور ملکیت دونوں پہلوؤں پر مشتمل ہونے کے لحاظ سے مافوق البشر والملک بھی ہیں اور وہ اپنے نفوس قدسیہ کے اعتبار سے نبی نوع ملک دونوں کے لیے اسوۂ حسنہ اور نمونہ عمل ہیں۔ جیساکہ آگے چل کر ہم علماء فریقین کے اقوال پیش کریں گے۔ جب کہ یہود و مجوس کے عقائد کے پیروکار ستارہ پرست فرقہ صابئہ کا عقیدہ جو علامہ شہرستانی نے الملل والنحل جلد ۳ صفحہ ۱۹۱، ۱۹۲ پر لکھا ہے۔ وہ یوں ہے۔

قالت الصابئۃ الناس متماثلۃ فی حقیقۃ الانسانیۃ والبشریۃ و

يشملهم حدّ واحد وهو الحيوان الناطق المائت فلا يتفضل لبشر علی بشر بالنبوّة ولا يتحکم احد علی احد بالاستتباع صابئہ کہتے ہیں کہ تمام لوگ حقیقت انسانی و بشری میں برابر برابر ہیں اور سب پر ایک ہی تعریف شامل ہے۔ یعنی سب کے سب حیوان ناطق ہیں جنہوں نے مرجانا ہے۔ اور اگر کوئی بشر نبی ہے۔ تو وہ نبوت کی وجہ سے دوسرے بشر سے بلندی اور فضیلت حاصل نہیں کر سکتا اور نہ کوئی کسی کو اپنا پیرو کار بنا کر اس پر حکمرانی کر سکتا ہے۔ اور یہی وہ عقیدہ ہے۔ جو شیخ ڈھکو اور ان کے ہم خیال رکھتے ہیں اور اس کی تبلیغ کر کے شیعوں کو جمہور مسلمین کے مسلک سے گمراہ کرنے کی کوشش میں شب و روز مشغول ہیں۔ صابئہ کے اس عقیدہ کی رد میں علامہ شہرستانی نے اس طرح وہ عقیدہ حقہ پیش کیا ہے۔ جس پر تمام علماء شیعہ و اہل سنت متفق ہیں۔ اور جناب ڈھکو نے بھی اس کو لاشعوری پر تسلیم کر لیا۔ اور پھر اس کی تردید کر دی۔

فرقہ صابئہ کے بالمقابل اسلامی عقیدہ نبوت (جداگانہ نوع)

علامہ شہرستانی نے صابئہ کے عقیدہ نبوت کے مقابلہ میں صحیح اسلامی متفقہ عقیدہ اس طرح پیش کیا ہے۔

ان الكلام في المراتب صعب ومن لم يصل الى رتبة من المراتب كيف يمكنه ان يستوفي اقسامها لكنا نعرف ان رتبتنا بالنسبة الى الانبياء رتبتنا بالنسبة الى من هو دوننا من الجنس من الحيوانات فكما انا نعرف اشيائي الموجودات ولا يعرفها الحيوانات كذلك هم يعرفون خواص الاشياء وحقائقها ومنافعها ومضارّها ووجوه المصالح في الحركات وحدودها واقسامها ونحن لا نعرفها وكما ان نوع الانسان ملك الحيوان بالتسخير فالانبياء ملوك الناس بالتدبير وكما ان حركات الناس معجزات

الحیوانات کذلک حرکات الانبیاء معجزات الناس لأنّ الحیوانات لا یمکنها ان تبلغ الی الحرکات الفکریة حتی تمیز الحق من الباطل ولا ان تبلغ الی الحرکات القولیة حتی تمیز الصدق من الکذب ولا ان تبلغ الی الحرکات الفعلیة حتی تمیز الخیر من الشر فلا التمیز العقلی لها بالوجود ولا مثل هذه الحرکات لها بالفعل وکذلک حرکات الانبیاء علیهم السلام لانّ منتهی فکرهم لا غایة له وحرکات افکارهم فی محال القدس مما تعجز عنها قوة البشر حتی لیسلم لهم لی مع اللّٰہ وقت لا یسعنی فیه ملک مقرب ولا نبی مرسل وکذلک حرکاتهم القولیة والفعلیة لا تبلغ الی غاتہ انتظامها وجریانها علی سنن الفطرة حرکة کل البشر وهم فی الرتبة العلیا والدرجة الاولی من درجات الموجودات کلها فقد احاطوا علماً بما اطلعهم الرب تعالیٰ علی ذلک دون غیرهم من الملائکة والروحانیین ففی الاول یکون حاله حال التعلم علّمه شدید القویٰ وفی الاخیر حال التعلیم وذلک فی حق آدمؑ "انبئهم باسمائهم" حین کان الامر علی بدو الظهور والکشف فانظر کیف یکون الحال فی نهایة الظهور اما اضافتهم الی جناب القدس فالعبودیة الخاصة قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اوّل العابدین قولوا انّا عباد مربوبون وقولوا فی فضلنا ما شئتم الحق الاسماء لهم واخص الاحوال بهم عبده ورسولهٗ

فرقہ ضالہ صائبہ نے جو کہا ہے کہ انبیاء اور عام بنی نوع بشر کا فرق صرف مراتب کے لحاظ سے ہے۔ حقیقت کے لحاظ سے نہیں ہے۔ جیساکہ مقصرین حضرات نے بھی اسی فرقہ کے عقیدہ کی حمایت کی ہے۔ تو حنفاء مسلمین نے ان کے جواب میں یہ کہا ہے۔

۱۰ مراتب کے بارے میں کلام کرنا بہت مشکل ہے۔ اور جو بذات خود کسی مرتبہ پر فائز نہ ہو اس کے لیے کیونکر ممکن ہے، کہ وہ مراتب کے تمام اقسام کو بالتفصیل معلوم کرے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ نبی کا مرتبہ ہماری نسبت وہی رتبہ ہے جو کہ ہماری نسبت ہم سے کم رتبہ جنس حیوانات کا رتبہ ہے۔ بس جس طرح کہ ہم لوگ موجودات کی معرفت رکھتے ہیں، حیوانات نہیں رکھتے اسی طرح انبیاء تمام اشیاء کے خواص، حقائق منافع اور نقصانات اور حرکات و حدود کے وجود مصالح اور ان کے اقسام کی معرفت رکھتے ہیں۔ حالانکہ ہم ان کی معرفت نہیں رکھتے۔ اور جس طرح کہ نوع انسان تسخیر کی بدولت حیوان کی حکمران ہے اسی طرح انبیاء تدبیر کے ساتھ تمام بنی نوع انسان کے حکمران بادشاہ ہیں اور جس طرح کہ لوگوں کی حرکات حیوانات کے لیے معجزات کی حیثیت رکھتے ہیں اسی طرح انبیاء کی حرکات لوگوں کے لیے معجزات ہیں کیونکہ حیوان کے لیے یہ ممکن نہیں ہے وہ حرکات فکری تک رسائی حاصل کرکے حق و باطل کے درمیان تمیز کرے اور نہ وہ حرکات قولیہ تک پہنچ سکتا ہے، تاکہ صدق و کذب کے درمیان فرق معلوم کر سکے۔ اور نہ ہی وہ حرکات فعلیہ تک پہنچ سکتا ہے، تاکہ وہ خیر و شر کے درمیان جدائی معلوم کر سکے بس نہ وجود کے اعتبار سے حیوان کو عقلی تمیز حاصل ہے، اور نہ بالفعل اس کو ان حرکات کے بارے میں کوئی قوت ہے۔ اور بالکل اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی حرکات ہیں چونکہ ان کی فکر کی کوئی انتہاء نہیں ہے۔ اور مقامات قدس میں ان کی فکری حرکات اس طرح کی ہیں کہ ان سے بشر کی قوت عاجز ہے۔ اور اسی طرح ان کی قولی اور فعلی حرکات اور اسی قسم کی ہیں کہ ان کے انتظام کی انتہاء اور سنن فطرت پر ان کے جاری ہونے کی حد تک تمام بنی نوع بشر کی حرکت نہیں پہنچ سکتی اور وہ تمام موجودات کے اعتبار سے بلند ترین مرتبہ اور اول درجہ پر فائز ہیں۔

اور جو کچھ ان کو اللہ تعالیٰ نے بتلایا ہے، اس پر ان کا علم پوری طرح سے محیط ہے جب کہ اس مقام پر ملائکہ روحانیین پہنچ ہی نہیں سکتے۔ بس ان کے اول وجود میں جو

---

۱۰ الملل والنحل جلد دوم ص ۱۹۹ ص ۲۰۰ طبع مصر

بارگاہ ازدی سے حصول علم کا دور ہے ۔ وہ عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی کے مصداق کے شاگرد ہوتے ہیں ۔ اور آخری مرحلہ میں ان کے معلم ہونے کا دور ہوتا ہے ۔ جیسا کہ حضرت آدم کے حق میں ہے اَنْبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ اے آدم کو اسماء کی خبر دو یہ اس وقت تھا جب کہ ان کو ظہور و کشف کی ابتدا تھی ۔ یہ اس وقت ان کا یہ عالم تھا ۔ تو انتہائے ظہور کا کیا حال ہوگا اور بارگاہ قدس کی طرف ان کی نسبت ؟ تو ان ذوات مقدسہ کو عبودیت خاصہ حاصل ہے ۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے کہ اے رسول کہہ دیں کہ اگر اللہ کا کوئی بیٹا ہوتا تو میں سب سے پہلے عبادت کرنے والا ہوں ۔ اور یہ خود ارشاد فرماتے ہیں ۔ کہ یہ کہہ دو کہ ہم اللہ کے پروردہ بندے ہیں ۔ اس کے بعد ہمارے فضائل میں جو کہنا چاہو کہہ لو ۔ علامہ شہرستانی کے اس بیان سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے ۔ کہ جمہور مسلمین کے عقیدہ کے مطابق انبیاء کی نوع اسی طرح بلند و بالا ہے ۔ جس طرح کہ انسان کی نوع حیوانات سے بالاتر ہے ۔ اس حقیقت کو خود ڈھکو صاحب نے احسن الفوائد صہ ۳۹۶ طبع اول تسلیم کیا تھا ۔ جیسا کہ ہم ان کی عبارات کو نقل کر چکے ہیں ۔ مگر بعد میں اس سے منحرف ہو کر خالصی کے تابع ہو گئے ۔

معصومین جنبۂ نوری و جنبۂ بشری کے دونوں پہلو رکھتے ہیں

مذہب حقہ اثنا عشریہ کے متفق علیہ عقیدہ کے مطابق انبیاء و آئمہ علیہم السلام صرف بشر نہیں ۔ بلکہ بشری اجسام میں ودیعت کردہ روحانی و ملکوتی مخلوق ہیں جو ملائکہ بنی نوع انسان اور جنات سب کے لیے اسوۂ حسنہ اور نمونہ عمل ہیں اس موضوع پر قرآن و حدیث سے دلائل لانے سے قبل ہم شیعہ علماء و مراجع و اکابر علماء اہلسنت کے نظریات کے چند نمونے پیش کرتے ہیں ۔

(۱) **سرکار علامہ مجلسیؒ کا فرمان** :۔ علامہ محمد باقر مجلسی قدس اللہ روحہ متوفی ۱۱۱۱ھ مرآۃ العقول فی شرح اخبار آل الرسولؐ جلد ۲ صہ ۲۵۸ طبع جدید دار الکتب الاسلامیہ

Scanned with CamScanner

تہران میں فلسفہ جنبہ روحانی نوری و بشری کو اس طرح بیان فرماتے ہیں ۔

اما معرفتہ سبحانہ فلا یمکن حصولها للخلق الا بوحیہ سبحانہ لتعالیہ عن مشارکۃ الخلق فی حقائقھم ومشابھتہ لھم حتی یعرفوا حقیقتہ بذلک کما تعرف سائر الخلق بہ وھو متعال عن ان یدرک بالحواس حتی یعرف بذلک وکذا معلوم ان ما یوجب القرب و الکمال من الاخلاق والاعمال مما لا تفی بھا القوی البشریۃ والعقول الانسانیۃ فلابد فی معرفۃ جمیع ذلک من وحی من اللہ سبحانہ وتلقی الوحی منہ تعالی لا یتیسر لجمیع الخلق اذ لابد من نوع مناسبۃ بین الموحی والموحی الیہ حتی یفھم ما یلقی الیہ فلذا ارسل اللہ تعالی من عبادہ اقواماً من جھۃ روحانیھم وتقدسھم وتنزھھم من الادناس البشریۃ یناسبون الملأ الاعلی وبھذہ الجھۃ یتلقون الوحی من ربھم جل وعلا ومن جھۃ بشریتھم تجسمھم ومشاکلتھم للخلق فی صورھم واجسامھم و معاشرتھم لھم فی ظواھر احوالھم یلقون الوحی الیھم لکن اللہ تعالی کی معرفت کا حصول اس کی مخلوق کے لیے وحی کے بغیر ممکن نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ مخلوق کے ساتھ حقائق و مشابہت میں شریک ہونے سے بلند و بالا ہے، تاکہ اس سے لوگ اس کی حقیقت کی معرفت حاصل کرتے جس طرح کہ ساری مخلوق اس کی وجہ سے پہچانی جاتی ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ حواس کے ذریعہ سے بھی قابل ادراک نہیں ہے، تاکہ وہ اس ذریعہ سے پہچانا جائے ۔ اور اسی طرح یہ بھی معلوم ہے کہ وہ اخلاق و اعمال جو اللہ تعالیٰ کے قرب کمال کو حاصل کرنے کا موجب بنتے ہیں، ان کے حصول کے لیے بشری قوتیں اور عقول انسانی کافی نہیں ہیں، پس ضروری ہے کہ ان سب کی معرفت اللہ تعالیٰ کی وحی سے حاصل کی جائے، اور اللہ کی وحی حاصل کرنا بھی تمام مخلوقات کے لیے آسان نہیں ہے ۔ لہٰذا اس کے لیے

Scanned with CamScanner

بھی ضروری ہے کہ وحی کرنے والے اور وحی قبول کرنے والے کے مابین ایک قسم کی مناسبت ہو تاکہ وہ اللہ کی طرف سے کی جانے والی وحی کو سمجھ سکے۔ پس اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے چند ایسی اقوام کو وحی کے لیے منتخب فرمایا جو اپنی روحانیت اور تقدس کے ساتھ اور بشری نقائص سے پاکیزہ ہونے کی بدولت ملاء اعلیٰ سے مناسبت رکھتے ہوں اور اس جہت سے وہ اپنے رب تعالیٰ سے وحی حاصل کر سکیں اور اپنی بشری جہت اور جسمانیت اور صورت جسم میں مخلوق کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے اور اپنے ظاہری حالات میں ان کے ساتھ زندگی گزارنے کی بدولت وحی ان تک پہنچا سکیں۔

اسی طرح علامہ مرحوم نے حیاۃ القلوب جلد اول ص ۲ مطبوعہ لکھنؤ میں اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔ حق تعالیٰ جمعی از روحانیاں و مقدساں را در صورت و خلقت بشر آفرید کہ ارواح مقدسہ ایشاں پیوستہ متعلق بملاء اعلیٰ باشند و بصورت و اطوار ظاہر شبیہ بخلق باشند و ایشاں را متادب بآداب خود و متخلق باخلاق خود گردانید و بعد از تکمیل تام ایشاں را برائے ہدایت عوام کالانعام و کافہ انام مبعوث گردانید کہ از جہت قدس و روحانیت از جناب مقدس ایزدی تعلیم معارف و حکم و آداب شرائع نمائید و از جہت بشریت و مشاکلت با سائر بنی نوع خود را در سلک ایشاں آوردہ انما انا بشر مثلکم گویاں ایشاں را بحکمت و مواعظ حسنہ ہدایت نمایند شبیہ ایں واقعہ است کہ اگر شخصی مرغی را خواہد کہ بسخن در آورد آئینہ در پیش او میدارد و از پس آئینہ با او سخن می گوید کہ چوں مرغ صورت جنس خود را می بیند بسخن در آید و یا اگر مرغی را خواہند کہ شکار کنند صورت مرغی شبیہ او می سازند و خود را در عقب آں پنہاں می کنند تا

اودا بدا او بیاو رندہ

ترجمہ:۔ حق تعالیٰ نے روحانیین مقدسین کی ایک جماعت کو بشر کی صورت و خلقت میں خلق فرمایا۔ جن کی ارواح مقدسہ ہمیشہ ملا اعلیٰ سے وابستہ ہیں اور صورت اور ظاہری حالات میں مخلوق سے مشابہ ہیں۔ اور ان کو اپنے اخلاق سے آراستہ فرمایا۔ اور ان کی پوری تکمیل کے بعد ان کو عوام کالانعام اور مخلوقات کی طرف ہدایت کے لیے بھیج دیا۔ جو کہ اپنی قدسیت و روحانیت کی جہت سے اللہ تعالیٰ سے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اور بشریت کی جہت سے اور بنی نوع انسان سے ہم شکل ہوتے کی جہت سے قل انما انا بشر مثلکم کہتے ہوئے اپنے آپ کو ان کی صف میں لاتے ہیں۔ تاکہ ان کو ہدایت و حکمت و مواعظ حسنہ کی تعلیم دیں۔ اس کی مثال اس طرح ہے کہ اگر کوئی شخص کسی پرندے کو کلام کرنے کی تعلیم دینا چاہے۔ تو اس کے آگے آئینہ رکھتا ہے اور آئینہ کے پیچھے خود بولتا ہے یا اگر کوئی کسی پرندے کا شکار کرے تو اس پرندے کی صورت بنا کر اس کے آگے رکھ کر خود پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ تاکہ اس کو اپنے جال میں لا سکے۔

اسی طرح علامہ موصوف نے رسالہ سیر و سلوک میں معصومین کی بشریت ظاہرہ اور روحانیت و قدوسیت باطنہ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ جس کا ترجمہ خود جناب ڈھکو صاحب نے اصول الشریعہ طبع سوم ص۱۲۱ میں اس طرح کیا ہے۔

ہمارے اور ہمارے خدا کے درمیان ایسے حجاب و سفراء کا ہونا ضروری ہے جن میں دو جنبے ہوں ایک جنبۂ قدسی اور دوسرا جنبۂ بشری تاکہ پہلے جنبہ کی بنا پر ان کا اللہ تعالیٰ سے ربط و تعلق ہو اور اس سے احکام و اوامر لے سکیں اور دوسرے جنبہ کی بنا پر مخلوق کے ساتھ مناسبت رکھنے کی وجہ سے جو کچھ احکام و اوامر خدا سے حاصل کئے ہیں۔ ان تک پہنچا سکیں۔ اس مقصد کے لیے خدائے عزوجل نے اپنے سفراء و انبیاء کو ظاہری خلقت کے اعتبار سے تو بشر و انسان کی قسم ہی سے بنایا لیکن باطنی طور پر وہ اخلاق و

اطوار اپنے پاکیزہ نفوس اور ان کی قابلیت کے لحاظ سے ان کو ان سے جدا قرار دیا۔ اس لیے یہ تمام نقائص سے مقدس و پاک روحانی ہیں جو زبان قال سے یہ کہتے ہیں کہ ہم تمہارے جیسے بشر ہیں، تاکہ ان کی امتیں ان سے نفرت نہ کریں، اور ان کی بات قبول کریں اور ان سے مانوس رہیں کیونکہ یہ ان کی ہی قسم اور شکل وصورت سے تعلق رکھتے ہیں، اسی طرح سرکار علامہ مجلسی نے بحار ہفتم کمپانی صہ۱۱۴ میں فرمایا ہے انھوم ذووا جھتین جھۃ تقدس وروحانیۃ وارتباط تام بہ تعالیٰ وجھۃ ارتباط بالخلق بسبب البشریۃ۔ معصومین دو پہلو رکھتے ہیں، ایک تقدس و روحانیت کا پہلو جس سے وہ توحید سے مربوط ہیں اور دوسرا البشری پہلو جس سے وہ مخلوق سے وابستہ ہیں۔

(۲) علامہ مجلسی ثانی سید عبداللہ شبر نجفی متوفی ۱۲۴۲ھ

آپ نجف اشرف کے جلیل القدر اور علامہ مجلسی کے ہم پلہ متبحر شیعہ عالم متکلم فقیہ و مرجع گزرے ہیں۔ آپ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ کو خواب میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہم السلام نے قلم عطا فرمایا تھا۔ اور فرمایا اس سے ہمارے علوم پر کتب تالیف کرو جب آپ نیند سے بیدار ہوئے تو قلم آپ کے ہاتھ میں تھا۔ آپ اپنی کتاب مصابیح الانوار جلد ۲ صہ۱۲، ۱۳ طبع قم جدید میں آئمہ طاہرین کے بوقت موت ہزاروں مرنے والوں کے پاس حاضر ہونے کے خلاف اعتراض کرنے والوں کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔ فان ذواتھم المقدسۃ علیھا مسحۃ من الذات الالھیۃ التی تاھت فی بیداء معرفتھا العقول وضلت فی الوصول الی حقیقتھا الباب الفحول ونورھم الذی خلقوا منہ ھو من نور ذاتہ ولذا ورد فی الخبر عنہ علیہ السلام یا علی ما عرف اللہ الا انا وانت ولا عرفنی الا اللہ وانت ولا عرفک الا اللہ

انا هذه المعرفة جارية فيهما في ابناءهما المعصومين فحينئذٍ لا مطمع في الوقوف على كنه حقائق ذواتهم المقدسة كسائر الانام ولا قياسهم على غيرالبشر في امثال هذه الاحكام يجرون فيها مجرى البشر في جميع احوالهم ولهم حالة روحانية برزخية اولية تجرى عليهم فيها الصفات الربوبية والیه اشير في الدعاء ولافرق بينك وبينها الا انهم عبادك۔

معصومینؑ کی ذوات مقدسہ پر صفات ربانی کی جھلک ہے اور یہ ذات الٰہیہ کے مظہر ہیں جس کی معرفت کے بیابان میں عقول بھٹک گئے اور جس کی حقیقت تک پہنچنے سے اکابر کی سوچ سمجھ گمراہ ہو گئی اور جس نور سے یہ خلق ہوئے وہ خود ذات باری کا نور ہے اسی وجہ سے حدیث میں معصومؑ سے منقول ہے کہ اے علیؑ اللہ کو سوائے میرے اور تمہارے کسی نے نہ پہچانا اور تجھے سوائے اللہ کے اور میرے کسی نے نہ پہچانا یہ صفت سرکار رسالت اور جناب امیرؑ کے علاوہ ان کی اولاد معصومینؑ میں بھی جاری ہے لہٰذا ان ذوات مقدسہ کے حقائق کی گہرائی تک رسائی حاصل کرنے میں کوئی گنجائش نہیں اور نہ ہی عام مخلوق کی طرح ان احکام میں ان کا قیاس دیگر بشر پر کیا جا سکتا ہے ان ذوات مقدسہ کی دو حالتیں ہیں ایک بشری حالت ہے جس میں یہ تمام احوال میں بشری عادات و اطوار کے مطابق چلتے ہیں اور ان کی اولی روحانی برزخی حالت ہے جس میں ان پر صفات ربوبیت کا فیضان ہوتا ہے اور اسی حالت کی طرف دعا میں اشارہ کیا گیا ہے کہ اے خدایا تجھ میں اور ان میں بس یہی فرق ہے کہ یہ تیرے بندے ہیں۔

(۳) علامہ علی بن یونس بیاضی عاملیؒ متوفی ۸۷۷ھ

موصوف اپنے دور کے جلیل القدر شیعہ متکلم محدث فقیہ تھے۔ مرحوم علامہ سید محسن امین عاملی قدس سرہ نے کتاب اعیان الشیعہ جلد ۴۲ صفحہ ۳۱ طبع دمشق میں ان کا تذکرہ فرمایا ہے آپ نے اپنی معروف علمی کتاب الصراط المستقیم الی مستحقی التقدیم طبع اول تہران ص ۴۰-۴۱ میں صفات النبی الباب الثالث میں ارشاد فرمایا ہے۔ فوجب النبی ولہ وجہ یتلقی بہ الوحی الالٰھی وآخر یخاطب بہ النوع الانسانی ولیس لرعیتہ ھذان الوجھان پس نبی کا وجود واجب ہے اور نبی کا ایک رخ ایسا ہے۔ جس سے وہ وحی الٰہی کے وصول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور دوسرا رخ وہ ہے جس سے وہ نوع انسانی سے مخاطب ہوتا ہے۔ یہ دو رخ نبی کی رعیت کو حاصل نہیں ہوتے۔

(۴) علامہ ابوالحسن الشریف الاصفہانیؒ متوفی ۱۱۴۵ھ

علامہ مجلسی کے داماد اور عالم محدث جلیل فاضل متبحر آپ نے کتاب مستطاب مراٰۃ الانوار ومشکوٰۃ الاسرار طبع اول ص۱۲ میں ارشاد فرمایا ہے انھم علیھم السلام من الجھۃ الروحانیۃ کانوا قابلین للفیوضات التی اختصت بھم وبھم صاروا وسائط الاستفادۃ من طرف اللہ کما انھم بعلۃ الجھۃ البشریۃ کانوا وسائط ایصال احکام اللہ الی الخلق۔ تحقیق معصومین علیہم السلام اپنی روحانی جہت سے ان فیوض کو حاصل کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں جو انہی کے ساتھ مخصوص ہیں اور اسی کی وجہ سے ہی اللہ کی طرف سے براہ راست استفادہ حاصل کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں جس طرح کہ وہ بشری جہت سے اللہ کے احکام کو مخلوق تک پہنچانے کے وسائط ہوتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(۵) علامہ سید اسماعیل نوری طبرسیؒ متوفی ۱۲۶۵ھ

آپ نے اپنی کتاب کفایۃ الموحدین جلد اول صفحہ ۱۱۵ میں نبی کے دونوں پہلوؤں ظاہر و باطن، کے مطلب کو اس طرح تحریر فرمایا ہے شک نخواہد بود کہ ہر کسی قابل تلقی از حضرت آفریدگار نخواہد بود و ہر فردے از افراد انسان را استعداد تحمل اتیان اوامر و نواهی ربانی نمی شد و این مطلب ثابت است بوجدان و عیان چہ تفاوت میان امری است ظاہر و ہویدا پس لازم است از وجود شخصی کہ ممتاز باشد بقابلیت امور مذکورہ و دو جہتین باشد از جہتی تلقی وحی الہی نماید و بجہتی دیگر تبلیغ اوامر و نواهی مکلفین بماید یعنی اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر فرد انسان اللہ تعالیٰ سے براہ راست وحی حاصل کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا اور نہ ہی وہ اللہ کے احکام و نواہی کو براہ راست اس سے وصول کرنے کی قوت برداشت رکھتا ہے اور یہ مطلب وجدان و عیان سے ثابت ہے کہ انسان کے درمیان باہمی فرق ایک واضح و ظاہر معاملہ ہے پس ضروری ہے کہ ایک ایسا امتیازی حیثیت کا فرد موجود ہو جو امور مذکورہ کی قابلیت رکھتا ہو اور دو جہتوں والا ہو ایک جہت سے وحی الہی کو حاصل کرے اور دوسری جہت سے مکلفین تک اوامر و نواہی کو پہنچائے

(۶) علامہ سید جعفر بحر العلومؒ متوفی ۱۳۷۷ھ

آپ نے کتاب مستطاب تحفۃ العالم فی شرح خطبۃ المعالم صفحہ ۲۷ طبع نجف اشرف میں لکھا ہے، فھم وسائط بیننا و بین ربنا فی ایصال الخیرات والبرکات الینا لعدم ارتباطنا بساحۃ جبروتہ و بعدنا عن حریم ملکوتہ فلابد ان یکون بیننا و بین ربنا سفراء و حجب ذوا جہات قدسیۃ وحالات بشریۃ، پس حضرات معصومینؑ ہمارے اور ہمارے رب کے درمیان ایصال

فیوضات و برکات کے لیے وسائط فیض ہیں کیونکہ ہم لوگ حریم ملکوت و سماوی سے بعید ہیں۔ لہٰذا براہ راست ہمارا اللہ تعالیٰ سے رابطہ نہیں ہو سکتا لہٰذا ضروری ہے کہ ہمارے اور ہمارے رب کے درمیان ایسے سفراء اور حجب ہوں جو کہ تقدس بھی اور بشری حالات رکھتے ہوں۔

(۷) علامہ صدر الدین شیرازیؒ متوفی ۹۰۳ھ

آپ نے کتاب اسرار الآیات میں ارشاد فرمایا ہے۔ جعلهم الله بينه و بين خلقه۔ اذ الخلق لا يقدرون على التلقى عنه بلا واسطة على ما عليه من الدرجات و مراتب القابليات فجعلهم خلقا اقويا و نورية قادرة على التلقى عنه بغير واسطة والايصال الى ما سواهم من المحتاج خداوند عالم نے محمدؐ و آل محمدؐ کو اپنے اور مخلوق کے مابین واسطہ قرار دیا ہے کیونکہ مخلوق اپنے تفاوت درجات و مراتب قابلیات کی وجہ سے اللہ سے براہ راست فیض حاصل نہیں کر سکتی۔ اسی لیے اللہ نے ان ذوات مقدسہ کو اقویا اور نورانی بنایا ہے تاکہ اللہ سے بلا واسطہ لے سکیں۔ اور اس کے ماسوا محتاج مخلوق کو پہنچائیں۔

نیز آپ نے گوہر مراد صفحہ ۱۶۰ میں فرمایا ہے یکون ذا جهتين وجه الى التقدس و وجه الى التجسم و البشوية معصوم کی دو جہتیں ہیں اگر تقدس کی جانب ہے۔ اور دوسری تجسیم و بشریت کی جانب

(۸) علامہ قاضی سعید قمیؒ حقائق الاسرار ص ۴۹ میں فرماتے ہیں

لهم حالتان حالة بشوية وهم فيها يجرون مع البشوفي جميع ولهم حالة ملكوتية ناشئة من مراتب عبوديتهم و حقائق

النورانیۃ۔ معصومین علیہم السلام کی دو حالتیں ہیں ایک بشری حالت جس میں وہ تمام حالات میں بشر کے ساتھ چلتے ہیں اور دوسری ملکوتی حالت جو کہ ان کی عبودیت اور نوری حقیقت سے پیدا ہوتی ہے

(۹) علامہ سید علی حائری

آپ نے تفسیر لوامع التنزیل جلد ۱۴ صفحہ ۳۰۷ میں فرمایا ہے پیغمبر مخلوق از نور است بہ لباس بشریۃ از عنصر خاک پیغمبر لباس بشری میں ملبوس نوری مخلوق ہیں اور عنصر خاک کی مخلوق نہیں ہیں

(۱۰) علامہ سید حشمت علی خیر اللہ پوری رح۔ علامہ موصوف نے رسالہ معراجیہ صفحہ ۱۳ طبع لاہور ۱۳۲۸ھ میں فرمایا ہے "یہ امر محقق اور مسلم ہیں کہ انبیاء و ائمہ معصومین کی ارواح طیبہ کو ابدان عنصریہ سے ذاتی تعلق اور علاقہ حقیقیہ نہ تھا بلکہ عارضی تھا، اور علاقہ ذاتیہ ان کا ساتھ ابدان مثالیہ و نوریہ کے تھا اور ابدان مثالیہ اور نوریہ ہی ان کی اجسام حقیقی تھے، اور حالت اتصال بعالم عقول و خلوات و عبادات میں وہ ابدان عنصریہ کو اس طرح پھینک دیتے تھے، جیسے کوئی بدن سے چادر کو اتار دیتا ہے۔"

(۱۱) سرکار امام خمینی دام ظلہ ۔ موصوف نے کتاب الحکومت الاسلامیہ طبع اول عربی بیروت میں فرمایا ہے۔ انھم علیھم السلام یختلفون عن سائر الناس اختلافاً فی قدم الخلق و فی التکوین و فی الوجود ولھم مع اللہ مونبتۃ لا یسعھا ملک مقرب ولا نبی مرسل اجل ان اقرب ملائکۃ اللہ المقربین لم یستطع ان یعرج مع محمد الی سدرۃ المنتھی قائلاً "لو دنوت انملۃ لاحترقت وقد ثبت لنا" اصلاً من عقیدتنا نحن معاشر الامامیۃ ان للمعصومین الاربعۃ عشر امتیازاً

فی جمیع مراحل الوجود ویفوقون بہ جمیع الخلائق علی الاطلاق، تحقیق یہ ذوات مقدسہ معصومین علیہم السلام وجود و خلقت و تکوین کے لحاظ سے قدیم ہونے میں تمام بنی نوع انسان سے جداگانہ حیثیت رکھتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کو وہ مرتبہ حاصل ہے جو کسی فرشتہ مقرب یا نبی مرسل کو بھی حاصل نہیں ہاں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ مقرب ترین فرشتہ شب معراج سدرۃ المنتہیٰ کے سفر حضرت محمد مصطفےٰ کے ساتھ یہ کہہ کر پرواز نہ کر سکا کہ اگر میں ایک انگشت آگے بڑھوں تو جل جاؤں اور ہمارے مذہب امامیہ کے عقیدہ میں یہ بات "رکن اصیل" کے طور پر ثابت ہوئی ہے کہ چہاردہ معصومین مراحل وجود میں ممتاز مقام رکھتے ہیں اور اس کی بدولت وہ تمام مخلوقات سے مطلقاً جداگانہ حقیقت کے حامل ہیں۔ از میزان العقائد ص۱۲۰ طبع ملتان۔

علامہ محمد صادق فخر الاسلام

آپ نے انیس الاعلام جلد ص۲۱۷ میں لکھا ہے انبیاء وہ شخص کامل ہیں وہ معنوی لحاظ سے اللہ تعالیٰ سے قرب رکھتے ہیں، اور صورت کے لحاظ سے بندوں کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں۔ ان کا انا بشر مثلکم کہنا اس طرح ہے جس طرح آئینہ پتھروں سے کہہ دے کہ میں تم جیسا پتھر ہوں مگر مجھ میں آفتاب کی تجلی قبول کرنے کی استعداد موجود ہے، مگر تم میں موجود نہیں ملخصاً" (۱۲)

علماء اہل سنت کی تائید مزید: حضرت معصومین علیہم السلام

کے جنبہ نوری و جنبہ بشری پر حاوی ہونے کا عقیدہ صرف شیعہ کے ساتھ ہی مخصوص نہیں بلکہ علماء اہل سنت بھی اس عقیدہ میں ان کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ ہم یہاں چند اکابر علماء اہل سنت کے اقوال بھی ان کی کتب سے ہی پیش کرتے ہیں۔

(۱۳) علامہ محمد بن عبدالکریم شہرستانی متوفی ۵۵۸ھ

آپ نے کتاب الملل والنحل جلد دوم ص۱۸ طبع مصر میں فرمایا ہے۔

Scanned with CamScanner

فبطرف يماثل البشر وهو طرف الصورة وبطرف يوحي الي وهو طرف المعنى والحقيقة قل سبحان ربي هل كنت الا بشراً رسولا وبطرف يماثل نوع الملائكة وبمجموعهما يفضل النوعين حتى تكون بشريته فوق بشرية النوع وملكيته فوق ملكية النوع الآخر: بنی ایک طرف سے بشر کی مثل ہوتا ہے، جو کہ صورت کی طرف ہے اور دوسری طرف یوحی الی کا مصداق ہوتا ہے جو حقیقت معنی کی طرف ہے اور اسی لیے حضور نے فرمایا ہیں تو محض بشر رسول ہوں اور دوسری طرف نبی نوع ملائکہ کی مثل ہوتا ہے۔ اور مجموعی طور پر دونوں نوعوں سے افضل ہوتا ہے۔ تاکہ اس کی بشریت نوع کی بشریت سے مافوق ہو اور اس کی ملکیت فرشتہ کی نوع سے مافوق ہو

(۱۴) **فاضل نیشاپوری** :- اپنی تفسیر میں سورۂ بقرہ کی آیت انّ اللّٰہ اصطفی کی تفسیر میں لکھتے ہیں، ان الانبياء مخالفون بغيرهم في القوى الجسمانية فهي مدركة و محركة واما المدركة فهي الحواس الظاهرة والباطنة اما الظاهرة فقوله صلعم زويت لي الارض فاريت مشارقها ومغاربها وقوله صلعم اقيموا صفوفكم و تراصوا فاني اراكم من وراء ظهري وهذا يدل على كمال القوة الباصرة كما رأى ابراهيم ملكوت السموات والارض وسمع سليمان كلام النمل وفهم ونبينا تكلم مع الذئب والبعير ووجد يعقوب ريح يوسف من مسيرة ايام" انبیاء اپنی جسمانی و روحانی قوتوں کے اعتبار سے دوسرے سے جداگانہ مقام رکھتے ہیں ان کی جسمانی قوتیں دو قسم کی ہیں، مدرکہ و محرکہ مدرکہ سے مراد ان کے حواس ظاہرہ و باطنہ ہیں، ظاہرہ جس طرح کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا زمین میرے لیے پیچیدہ کی گئی اور مجھ کو مشرق و مغرب دکھا دی گئی اور آپ نے فرمایا اپنی صفیں سیدھی رکھو اور برابر کھڑے رہو میں پیچھے سے اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح آگے سے یہ ان کے کمال قوت باصرہ کی دلیل ہے۔

Scanned with CamScanner

اسی طرح اللہ نے ابراہیمؑ کو ملکوت سماوات و ارض کا نظارہ دکھا دیا اور سلیمانؑ نے چیونٹی کی آواز سن لی اور اس کا کلام سمجھ لیا، اور ہمارے نبیؐ نے بھیڑیئے کے ساتھ بات کی اور یعقوبؑ نے یوسفؑ کی خوشبو کئی دنوں کی مسافت سے سونگھ لی۔ لوامع التنزیل جلد ۵ صفحہ ۲۵۵ طبع لاہور

(۱۵) **ملا حسین کاشفی** متوفی ۹۰۰ھ صاحب روضۃ الشہداء وغیرہ آپ اہل سنت کے جلیل القدر عالم عارف ہیں آپ نے تفسیر حسینی جلد دوم صفحہ ۶۱ میں فرمایا ہے

حضرت رسالت پناہ صلعم را سہ صورت است یکی بشری قولہ تعالیٰ انما انا بشر مثلکم دوم ملکی چنانچہ فرمودہ است انی لست کاحدکم انی ابیت عند ربی یطعمنی و یسقینی سوم حقی کا قال لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل،

آنحضرتؐ کی تین صورتیں ہیں ایک بشری جس میں آپ کے بارے آیہ بشر مثلکم آئی ہے دوم ملکوتی جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ میں تم میں کسی کی مثل نہیں میں اپنے رب کے پاس رہتا ہوں، جو مجھے کھلاتا پلاتا ہے سوم حقی جس میں آپ نے فرمایا میرے لیے اللہ کے ساتھ ایسا وقت ہے جس کی کوئی ملک مقرب یا نبی مرسل قوت نہیں رکھتا

(۱۶) **علامہ قاضی عیاض اندلسیؒ** (قرن ششم) علامہ قاضی عیاض ابو الفضل بن موسیٰ یحصبی اندلسی (قرن ششم) آپ نے کتاب مستطاب الشفاء فی حقوق المصطفیٰ القسم الثالث صفحہ ۷۹۔۸۰ مطبوعہ عکسی از مصری عبدالتواب اکیڈمی بوہڑ گیٹ ملتان میں ارشاد فرمایا ہے

الانبیاء والرسل علیہم وسائط بین اللہ وبین خلقہ یبلغونہم اوامرہ ونواھیہ ووعدہ ووعیدہ ویعرفونہم بما لم یعلموہ من امرہ خلقہ وجلالہ وسلطانہ وجبروتہ وملکوتہ فظواہرہم واجسادہم وبنیتہم متصفۃ باوصاف البشر طاری علیہا ما یطرأ علی البشر من الاعراض والاسقام

الموت والفناء ونعوت الانسانية واسرواحهم وبواطنهم متصفة باعلیٰ من اوصاف البشر متعلقة بالملاء الاعلیٰ متشبهة بصفات الملائکة سلیمة من التغیر والآفات لا یلحقها غالباً عجز البشریة ولا ضعف الانسانیة اذ لو کانت بواطنهم خالصة للبشریة کظواهرهم لما اطاقوا الاخذ من الملائکة ورؤیتهم ومخاطبتهم ومخالطتهم کما لا یطیقہ غیرهم من البشر ولو کانت اجسادهم وظواهرهم متسمة بنعوت الملائکة وبخلاف صفات البشر لما اطاق البشر ومن ارسلوا الیه مخالطتهم کما تقدم من قوله تعالیٰ فجعلوا من جهة الاجسام والظواهر مع البشر ومن جهة الارواح والبواطن مع الملائکة کما قال صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم لو کنت متخذا من امتی خلیلا لا تخذت ابا بکر ولکن اخوة الاسلام لکن صاحبکم خلیل الرحمٰن وکما قال تنام عینی ولا ینام قلبی وقال انی لست کهیئتکم انی اظل یطعمنی ربی ویسقینی نیز اسی کتاب کے صفحہ ۱۵۹ پر فرماتے ہیں۔

قال بعض المحققین هذه الطوارئ والتغیرات انما تختص باجسامهم البشریة المقصود بها مقاومة البشر ومعاناة بنی آدم لمشاکلة الجنس واما بواطنهم فمنزهة غالباً عن ذالك معصومة منه متعلقة بالملاء الاعلیٰ والملائکة لاخذها عنهم و تلقیها الوحی منهم قال ان عینی تنامان ولا ینام قلبی وقال انی لست کهیئتکم انی ابیت یطعمنی ربی ویسقینی واخبران سرہ و باطنہ وروحہ بخلاف ظاهر جسمہ الخ

ترجمہ: پس انبیاء ورسل علیہم السلام اللّٰہ تعالیٰ اور مخلوق کے مابین وسائط ہیں جو بندوں تک اللّٰہ کے احکام امر و نہی وعدہ وعید پہنچاتے ہیں اور ان کو وہ چیزیں بتلاتے ہیں جن کو وہ نہیں جانتے مثلاً اللّٰہ کا حکم۔ اس کا خلق کرنا۔ اس کی جلالت سلطنت جبروت وملکوت پس ان ذوات مقدسہ کے ظواہر واجسام اور ان کے ابدان تو بشری اوصاف سے متصف ہیں اور ان پر وہ حالات طاری ہوتے ہیں۔ جو بشر پر طاری ہوتے

ہیں مثلاً اعراض و امراض، موت و فناء اور انسانی صفات مگر ان کی ارواح اور ان کے بواطن اوصاف بشر سے بلند تر صفات سے متصف ہیں اور ملأ اعلیٰ سے وابستہ ہیں۔ اور صفات ملائکہ سے مشابہ ہیں۔ تغیر و آفات سے پاکیزہ ہیں۔ غالباً ان کو بشری عاجزی اور انسانیت کا ضعف لاحق نہیں ہوتا۔ کیونکہ اگر ان کے بواطن خالصتہً ظواہر کی مانند انسانی طرز کے ہوتے تو یہ نہ ملائکہ سے اخذ کر سکتے نہ ان کو دیکھ سکتے اور نہ ان سے مخاطب ہو سکتے۔ اور نہ ہی ان سے میل جول رکھ سکتے۔ جیسا کہ ان کے علاوہ دیگر عام بشر اس کی طاقت نہیں رکھ سکتے۔ اور اگر ان کے اجسام و ظواہر ملائکہ کی صفات سے متصف ہوتے۔ اور صفات بشر کے خلاف ہوتے تو بشر اور جن کی طرف ان کو ارسال کیا گیا ہے وہ ان سے اخذ کرنے کی طاقت نہ رکھتے۔ جیسا کہ گذر چکا پس یہ ذوات مقدسہ اجسام و ظواہر کے لحاظ سے بشر کے ساتھ ہیں۔ مگر ارواح و بواطن کے لحاظ سے ملائکہ کے ساتھ ہیں۔ جس طرح کہ آنحضرت ؐ نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت میں کسی کو دوست بناتا تو فلاں کو بناتا۔ لیکن میں اللہ کا دوست ہوں (حدیث عامہ) اور آنحضرت نے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔ اور فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں اپنے رب کے پاس رہتا ہوں۔ جو مجھ کو کھلاتا اور پلاتا ہے۔ پس ان کے بواطن آفات سے پاکیزہ اور نقائص و امراض سے طاہر و مطہر ہیں۔ اسی طرح صـ ۱۵۹ پر فرماتے ہیں کہ بعض محققین نے کہا ہے کہ یہ طواری اور تغیرات انبیاء کے اجسام بشری کے ساتھ مخصوص ہیں۔ جس سے مقصود یہ ہے۔ کہ جنس کے ہم شکل ہونے کے سبب بشری صفات کا مظاہرہ کیا جائے۔ ورنہ ان کے بواطن ان صفات سے اکثر پاکیزہ ہوتے ہیں اور ملأ اعلیٰ اور ملائکہ سے پیوستہ ہوتے ہیں۔ تاکہ یہ ان سے اخذ کر سکیں اور وحی وصول کر سکیں۔ اسی وجہ سے آنحضرت ؐ نے ارشاد فرمایا کہ میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔ اور میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ میں اللہ کے پاس رہتا ہوں۔ اور وہ

مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے۔ پس حضور نے خبر دی ہے کہ ان کا راز اور ان کا باطن اور ان کی روح ان کے جسم کے تقاضوں کے خلاف ہے۔

"قاضی عیاض کے بیان کردہ ان حقائق کو علامہ مجلسی نے بھی ان کے حوالہ سے بحار الانوار جدید جلد ۲۷ صہ ۲۵۱ میں نقل کیا ہے"

(۱۷) علامہ ابو حامد محمد بن محمد غزالی

اہل سنت کے جلیل القدر عالم جلیل نے معارج القدس صہ ۱۰۹ طبع مصر میں اسی مطلب کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔

النبی اذا شارك الناس فی البشریة والانسانیة من حیث الصورة فقد باینهم من حیث المعنی اذ بشریته فوق بشریة الناس لاستعداد بشریته لقبول الوحی قل انما انا بشر مثلکم اشار الی طرف المشابهة من حیث الصورة ولیوحیٰ الیّ الی طرف المباینة من حیث المعنی۔

نبی جو بشریت و انسانیت میں صورت کے لحاظ سے شریک ہے تو معنیٰ (یعنی باطن) کے لحاظ سے ان سے جُدا گانہ حیثیت بھی رکھتا ہے۔ چونکہ نبی کی بشریت عام لوگوں کی بشریت سے مافوق ہے کیونکہ اس کی بشریت وحی کو قبول کرنے کی استعداد رکھتی ہے اور قل انما انا بشر مثلکم سے صورت کے اعتبار سے مشابہت کی طرف اشارہ ہے اور یوحی الیّ سے معنی کی طرف اشارہ ہے۔ اسی طرح انہوں نے معارج القدس صہ ۱۰۹ میں اس کی مزید وضاحت اس طرح فرمائی ہے۔

کما تمیز النبی عن الناس بعقله المناسب للعقول المفارقة والعقل الاول کذلك تمیز بنفسه لمشاکلة لنفوس السماوات والنفس

Scanned with CamScanner

الفلکیۃ وکذلک تمیز لطبعہ ومزاجہ المستعد لقبول مثل هذا العقل والنفس بالفعل وکمالا یتصور فی سنۃ الفطرۃ الالٰہیۃ ان یکون من نطفۃ کل حیوان انسان کذلک لا یتصور فی سنۃ الفطرۃ ان یکون من نطفۃ کل انسان نبی اللہ یخلق ما یشاء ویجتبی۔ واللہ یصطفی من الملائکۃ رسلاً ومن الناس فھو المختار فی طبعہ ومزاجہ المصطفیٰ بنفسہ وعقلہ لا یشارکہ فیھا احد من الناس۔

(ترجمہ) جس طرح کہ نبی عقول مفارقہ سے مشابہت رکھنے والی اور عقل اول سے مشابہت رکھنے والی عقل کی وجہ سے ممتاز ہے۔ اسی طرح وہ اپنے اس نفس کی وجہ سے بھی ممتاز ہے۔ جو نفوس سماوی اور نفس فلکیہ سے مشابہت رکھتا ہے اور اسی طرح نبی اپنی طبیعت و مزاج کے لحاظ سے بھی ممتاز ہے جو اس عقل اور نفس کو بالفعل قبول کرنے کی استعداد رکھتا ہے۔ اور جس طرح کہ اصول فطرت الٰہیہ میں یہ بات ناقابل تصور ہے۔ کہ ہر حیوان کے نطفہ سے انسان پیدا ہو۔ اسی طرح فطرت کے اصول میں یہ بات بھی ناقابل تصور ہے۔ کہ ہر انسان سے نبی پیدا ہو۔ کیونکہ اللہ جو چاہتا ہے خلق کرتا ہے۔ اور منتخب کرتا ہے۔ اور اللہ ملائکہ اور لوگوں سے اپنے رسولوں کو برگزیدہ کرتا ہے۔ پس نبی ہی اپنی طبع و مزاج کے لحاظ سے منتخب شدہ اپنے نفس و عقل کے اعتبار سے برگزیدہ ہوتا ہے۔ اور اس کے ساتھ لوگوں میں سے کوئی بھی شرکت نہیں رکھتا۔

(۱۸) علامہ محمد مبین حنفی فرنگی محلی لکھنوٴ

اہل سنت کے معروف جامع المعقول والمنقول علامہ ملا مبین حنفی سلم العلوم

Scanned with CamScanner

کی شرح مرأۃ الشروح میں صد-۱۲ پر فرماتے ہیں۔

لابد بین المفیض والمستفیض مناسبۃ و مشابھۃ واللہ تعالیٰ فی غایۃ التجرد و نہایۃ التنزۃ مقدس بانواع التقدیسات والنفوس البشریۃ منغمسۃ فی التعلقات والکدورات فکیف یستفیض الفیض من المبدء الفیاض بدون الوسیلۃ التی تکون ذاجھتین من جھۃ یستفیض الفیض من الفیاض ومن جھۃ اخریٰ یفیض علینا وکان النبی ؐ صاحب الجھتین ولہ شبیھین من حیث نحلوہ من الادناس البشریۃ والاخبثۃ الجسمانیہ واحاطۃ ذاتہ المقدسۃ بالکمالات العلمیۃ والعملیۃ فھوکالمجردات یستفیض العلوم والکمالات عن الحضرۃ الالھیۃ جل شانہ وانہ فی صورۃ لبشرلہ مناسبۃ ومشابھۃ معنا کما قال اللہ تعالیٰ قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ یفیض علینا ما افاض علیہ۔

ضروری ہے کہ فیض رسان اور محتاج فیض کے مابین مناسبت و مشابہت ہو اور اللہ تعالیٰ انتہائی تجرد اور بلند ترین مدارج تنزہ پر فائز ہے۔ اور مکمل طور پر مقدس ہے اور نفوس بشریہ تعلقات ظلمت و کدورت میں ڈوبے ہوئے ہیں پس کس طرح ممکن ہے کہ انسان وسیلہ کے بغیر مبدء فیاض سے فیض حاصل کرے۔ اور یہ وسیلہ دو جنبوں والا ہونا ضروری ہے۔ ایک جہت سے فیاض تعالیٰ سے استفاضۂ فیض کرے۔ اور دوسری جہت سے ہم پر فیض رسانی کرے۔ اور آنحضرت صلعم دو جہتوں والے تھے۔ اور ان کی مشابہت بھی دو قسم کی تھی ایک لحاظ سے وہ بشری میل کچیل اور جسمانی کثافت سے پاکیزہ تھے اور آپ کی ذات مقدسہ کمالات علمیہ و عملیہ پر محیط تھی پس آپ مجردات کی مانند علوم و کمالات اللہ تعالیٰ سے حاصل کر سکتے تھے اور

بشری صورت میں ہونے کی وجہ سے وہ ہم سے مناسبت و مشابہت رکھتے تھے جس طرح کہ آیۃ مبارکہ قل انما انا بشر مثلکم شاہد ہے۔ جو کچھ ان پر فیضان ہوتا تھا۔ وہ ہم تک پہنچا دیا کرتے تھے۔

(۱۹) "علامہ فخر الدین رازی"

علامہ فخر الدین رازی نے ملائکہ و انبیاء میں تفاضل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔

الارواح الملکیۃ مجردات مفارقۃ عن العلائق الجسمانیۃ فکأن استغراقہا فی مقاماتہا النورانیۃ عاقہا عن تدبیر ھذا العالم الجسدانی واما النفوس البشریۃ النبویۃ فانہا قویت علی الجمع بین العالمین فلا دوام ترقیہا فی معارج المعارف و عوالم القدس یعوقہا عن تدبیر العالم السفلی ولا التفاتہا الی مناظم عالم الاجسام یمنعہا عن الاستکمال فی عالم الارواح فکانت قوتہا وافیۃ بتدبیر العالمین۔ (تفسیر کبیر جلد اول صـ۳۰۷)

ارواح ملکیہ وہ مجردات ہیں جو کہ جسمانی تعلقات سے جدا ہیں گویا کہ وہ اپنے نورانی مقامات میں مستغرق رہنے کی وجہ سے عالم جسمانی کی تدبیر سے قاصر رہتے ہیں جب کہ نفوس بشریہ نبویہ روحانیت و جسمانیت دونوں پر قدرت رکھتے ہیں۔ پس معارج و معارف اور عوالم قدس میں ان کی ترقی کا دوام ان کو عالم جسمانی کی تدبیر سے مانع نہیں ہوتا۔ اور نہ عالم اجسام کے نظم کی طرف ان کی توجہ اور عالم ارواح میں طلب کمال سے روکتی ہے۔ لہٰذا وہ روحانی و جسمانی دونوں کی تدبیر میں پوری پوری قوت رکھتے ہیں اسی طرح نفوس انبیاء کے متعلق آپ نے دوسرے مقام پر لکھا ہے۔ النفس القدسیۃ النبویۃ مخالفۃ بماھیتہا لسائر النفوس نفس قدسیہ

نبوتیہ اپنی حقیقت و ماہیت کے لحاظ سے تمام نفوس سے جداگانہ مقام رکھتا ہے
(تفسیر کبیر جلد ہشتم صـ۲۲ طبع جدید بیروت)

نیز آپ نے تفسیر کبیر جلد ۲۱ صـ۳۶ میں آیت نمبر ۸۴ سورۃ کے تحت لکھا ہے۔

العقلاء اختلفوا فی النفوس البشریۃ ھل ھی مختلفۃ بالماھیۃ ام لا منھم من قال انھا مختلفۃ بالماھیۃ وان اختلاف افعالھا واحوالھا لاجل اختلاف جواھرھا وماھیاتھا ومنھم من قال انھا متساویۃ واختلاف افعالھا لاجل اختلاف امزجتھا والمختار عندی ھو القسم الاول والقرآن مشعر بذلك۔

عقلاء نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے کہ نفوس بشریہ ماہیت و حقیقت کے لحاظ سے مختلف ہیں یا نہیں بعض نے کہا کہ وہ ماہیت کے اعتبار سے مختلف ہیں اور ان کے افعال و احوال کے مختلف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے جواہر و ماہیات مختلف ہیں۔ اور بعض کا کہنا ہے کہ یہ نفوس ماہیت و حقیقت کے لحاظ سے تو متفق ہیں لیکن ان کے افعال کے مختلف ہونے کی وجہ ان کے مزاجوں کا اختلاف ہے اور میرے نزدیک پہلا قول ہی مختار و برگزیدہ ہے اور قرآن مجید نے اسی کو سمجھایا ہے پھر انہوں نے اس نظریہ پر دلائل پیش کئے ہیں۔

(۲۰) مولانا جلال الدین رومی

مولانائے روم اپنی مثنوی میں ارشاد فرماتے ہیں۔

غیر عقل و جاں کہ در گاؤ خرد
آدمی را عقل و جانے دیگر است

باز غیر عقل و جاں آدمی　　　ہست جانے در نبی و در ولی

حیوان کے اندر جو عقل و جان ہوتی ہے آدمی کی عقل و جاں اس کے علاوہ ہے اور آدمی کی عقل و جان کے علاوہ نبی اور ولی میں ایک اور جان بھی ہوتی ہے جو عالم انسان میں ناپید ہے۔ علامہ شبلی نعمانی نے ان اشعار کی تشریح میں لکھا ہے انسانیت کا مرتبہ اعلیٰ نبوت ہے۔ عام انسانوں میں اور انبیاء میں وہی فرق ہے جو مختلف حیوانات میں ہے۔ یعنی انسان ایک نوع نہیں بلکہ ایک جنس ہے اس کے افراد میں وہی تفاوت ہے۔ جو جنس کی نوع میں ہوتا ہے۔ شعر العجم جلد ۵ ص ۱۴۳ طبع اسلام آباد۔

اسی طرح آپ نے مثنوی میں ایک اور جگہ یوں فرمایا ہے۔

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد — کم کسی زبدال حق آگاہ شد

اشقیاء را دیدۂ بینا نہ بود — نیک و بد در دیدہ شاں یکساں نمود

ہمسری با انبیاء برداشتند — اولیاء را ہمچو خود پنداشتند

گفت اینک ما بشر ایشاں بشر — ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور

ایں نہ دانستند ایشاں از عما — ہست فرقے درمیاں بے منتہا

ہر دو گوں زنبور خوردند از محل — لیک شد زاں نیش زاں دیگر عسل

ایک پورا جہان اسی وجہ سے گمراہ ہو گیا۔ کیونکہ اللہ کے ابدال سے لوگ کم واقف ہوئے۔ بدبخت لوگوں کو دیکھنے والی آنکھ نصیب نہ تھی۔ انہوں نے ہر نیک و بد کو یکساں دیکھا۔ اور انبیاء سے ہمسری کرنے لگے۔ اور اولیاء کو اپنے جیسا بشر کہنے لگے اور کہا کہ ہم بھی بشر ہیں۔ یہ بھی بشر ہیں۔ ہم سب سونے اور کھانے میں یکساں پابند ہیں۔ مگر انہوں نے اندھے پن کے سبب یہ جانا کہ ان میں بے انتہاء فرق ہے۔ دو قسم کی بھڑیں۔ مکھیاں ایک ہی جگہ پر پھول کا رس چوستی ہیں۔ مگر ایک کا ڈنگ بن جاتا ہے۔ اور دوسری میں شہد بن جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

"مؤلف اصول الشریعہ کی تضاد بیانیاں"

لطف یہ ہے کہ ڈھکو صاحب لاشعوری طور پر اپنی کتب میں پہلے یہ حقیقت تسلیم کر جاتے ہیں۔ کہ معصومین دو جنبے رکھتے ہیں۔ نوری بھی اور بشری بھی مگر پھر جا بجا اس کی تردید بھی کر جاتے ہیں۔ اور لایعنی قسم کی تاویلات سے خلط مبحث کر جاتے ہیں۔ مثلاً احسن الفوائد طبع دوم ترمیم شدہ مطبوعہ ۱۹۷۴ء صفحہ ۵۱۸ میں لکھتے ہیں

"یہ بات اپنے مقام پر عقل و نقل کی روشنی میں ثابت کی جا چکی ہے۔ کہ انبیاء ہوں یا اولیاء یہ چونکہ خالق و مخلوق کے درمیان وسیلہ ہیں۔ اور وسیلہ کے لئے دو جنبتیں ہونا ضروری ہے۔ ان کا ایک جنبہ نوری ہوتا ہے دوسرا جسمانی یعنی ان کی روح مقدس نورانی ہوئی اور قالب جسمانی اور ان کے یہ دو جنبے اس قدر معلی و مصفیٰ ہوتے ہیں۔ کہ جنبہ نورانی کے اعتبار سے وہ سید الملائکہ نظر آتے ہیں اور جنبہ جسمانی کے لحاظ سے خیر البشر من ابی فقد کفر (الی ان قال) ان حقائق سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام بشریت و ملکیت دونوں کے جامع ہیں۔ اور ان کی قوت نورانیہ و جسمانیہ ملائکہ کی نورانیت و روحانیت سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہے۔

احسن الفوائد طبع اول صہ ۳۸۵ میں انبیاء کی خلقت نوری و طینی دونوں کو تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ "انبیاء کی خلقت بھی نور ہوئی ہے جیسا کہ اول ماخلق اللہ نوری وغیرہ احادیث اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔ ہاں چونکہ ان کی ظاہری خلقت میں عنصری طینی بھی شامل ہے۔ اس لئے ان کی خلقت کو "بعض اوقات" طین کی طرف وہ بھی" منسوب کر دیا جاتا ہے اس مطلب کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے۔ جسے علامہ جزائری نے انوار نعمانیہ میں درج کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ فریقین کی کتب میں بھی موجود ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ ایک مرتبہ جبرئیل جناب سیدہ کے دولت سرا پر حاضر ہوئے۔ اثنا گفتگو میں جناب سیدہ نے ان کو یا عمّ کہہ کر خطاب کیا۔ جب جناب

جبرئیل امین جناب رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے ان سے اس کا تذکرہ کیا۔ اور بطور تعجب کہا کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ جبکہ ہماری خلقت نور سے ہوئی ہے اور آپ کی طین سے آنجناب نے فرمایا۔ جناب فاطمہ نے سچ کہا اے جبرئیل ہم بھی نور سے پیدا ہوئے۔ پھر جناب نے حضرت علی کو بلایا۔ اور اپنی پیشانی کو ان کی پیشانی پر رگڑا تو اس سے اتنا نور پیدا ہوا کہ جس سے آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ آنجناب نے فرمایا۔ اے جبرئیل اس نور کو پہچانتے ہو تو جبرئیل نے عرض کی۔ ہاں یہی وہ نور ہے۔ جس کو ہم قوائم عرش پر دیکھا کرتے تھے۔ اس واقعہ میں اگرچہ فقط جناب رسالتمآب اور ان کی آل اطہار کا تذکرہ ہے مگر بطور تنقیح مناط معلوم ہے کہ تمام انبیاء کی خلقت اسی طرح ہوئی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ مفاضلہ فقط نورانی اور جسمانی ہی نہیں بلکہ ایک طرف فقط نورانیت اور دوسری طرف نورانیت اور جسمانیت دونوں ہیں۔ " اگرچہ ڈھکو صاحب نے حسن الفوائد طبع دوم میں اس سارے مطلب کو بدلنے کی کوشش کی ہے اور جبرئیل والی ایک حدیث کو بھی حذف کر دیا ہے۔ مگر پھر بھی اصل مفہوم تبدیل نہ کر سکے۔ اور انبیاء کا ذوجنبتین ہونا بطور حقائق کے تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

نیز اصول الشریعہ طبع سوئم ص ۱۲۰ میں بھی اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے۔ انبیاء عظام یا آئمہ علیہم السلام چونکہ یہ بزرگوار خدا کے اوامر و احکام بندوں تک اور بندوں کی عرضداشتیں خدا تک پہنچاتے ہیں۔ خالق و مخلوق کے درمیان وسیلہ ہیں۔ اس لئے ان کے دو جنبے ہوتے ہیں ایک نورانی اور روحانی جس کی وجہ سے نظام شریعت میں خدا سے احکام حاصل کرتے ہیں۔ اور تکوین میں بارگاہ قدس میں مخلوق کی شفاعت و سفارش کرتے ہیں اور دوسرا جنبہ بشری و جسمانی جس کی وجہ سے خدائے واحد کے احکام ——
—— و فرمان بندوں تک پہنچاتے ہیں" کما قیل

(شعر) ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شاغل

خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدد کا

پھر صہ۲۲ ۱امیں واضح کرتے ہیں کہ ان بیانات سے ثابت ہوگیا کہ انبیاء و مرسلین ہوں آئمہ طاہرین دو جنبوں کے حامل ہوتے ہیں جسمانی و بدنی طور پر بشر و انسان اور روحانی طور پر نور۔

مگر پھر پورے ایک باب میں ان ذوات مقدسہ کی بشریت ثابت کرنے کے دلائل پیش کرتے گئے۔ جبکہ جنبہ نوری کے متعلق بالکل خاموشی اختیار کرلی اور چند جگہوں پر واضح طور پر جنبہ نوری و روحانی کا انکار بھی کر دیا۔

چنانچہ اصول الشریعہ طبع سوئم کے صفحہ ۸۶ پر لکھتے ہیں: ''کہا جاتا ہے۔ کہ یہ ذوات مقدسہ صرف لباس بشری میں ملبوس ہیں۔ در باطن بشر و انسان نہیں بلکہ کچھ اور ہی ہیں۔ ان باطن بین حضرات سے التماس ہے کہ اگر اس نظریہ کی کوئی اساس و بنیاد ہوتی تو خدا تعالےٰ حکیم پھر خود انبیاء و مرسلین اور آئمہ طاہرین کو بشریت کا فلسفہ بیان کرکے کفار و مشرکین کی تسلی و تسکین کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ یہی بات صہ۱۲۴ پر دہرائی ہے پھر صہ۱۴۴ پر ثابت کیا ہے کہ احادیث نور میں ان حضرات کے بدن و جسم مبارک مراد نہیں۔ بلکہ ان کے ارواح مقدسہ مراد ہے۔ جو کہ نورانی ہے چونکہ ان کے اجسام مقدسہ ان کے ارواح مطہرہ کے حامل تھے۔ اسی مناسبت سے خود ان حضرات کو من باب المجاز نور کہہ دیا گیا ہے۔ الخ

یہی مطلب جناب گلاب شاہ صاحب نے نوری انسان صہ۲۳۶، صہ۲۲۳ میں لکھا ہے۔ نیز یہی مفہوم ان کے شاگرد رشید مولوی برستی نے نور محمد و نوع معصوم صہ۳۶ میں لکھا ہے۔

نور کے متعلق مقصرین کا بیان کردہ غلط مفہوم

مقصر حضرات نے جو یہ دعویٰ کیا ہے کہ نور سے مراد ان ذوات مقدسہ کے اجسام نہیں ارواح ہیں۔ یہ ہرگز شیعہ عقیدہ نہیں۔ بلکہ ان حضرات کا خود ساختہ اور من گھڑت عقیدہ ہے۔ چونکہ یہ حضرات معصومین کے جنبۂ نوری کے منکر ہیں۔ اگر نور سے مراد ان ذوات مقدسہ کی روح ہی ہے تو پھر خلقت نوری کی کثرت سے وارد شدہ احادیث میں معصومین کی تخصیص کس لئے ہے۔ پھر تو ہر ذی روح مخلوق کو نوری مخلوق ہونا چاہئے کیونکہ روح چاہے انسان کی ہو یا حیوان کی، کافر کی ہو یا مومن کی، ہر روح خود شیخ ڈھکو صاحب کے نزدیک "نور" سے بنی ہے۔ چنانچہ انہوں نے احسن الفوائد طبع اول ص۱۹۴ میں ثابت کیا ہے۔ حالانکہ شیعہ عقیدہ کے مطابق معصومین اس بدن ظاہری وعنصری میں تشریف لانے سے قبل بھی اپنے نفس و روح لطیف و بدن کے ساتھ موجود تھے۔ جو کہ ان کا جنبۂ نورانی تھا۔ چنانچہ معلم الامہ سرکار علامہ شیخ مفید الرحمہ نے بھی اس حقیقت کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔ جیسا کہ مجمع البحرین باب الشبح ص۱۷۳۔ اور

بحار الانوار جلد ۶ ص ۲۶۲ جدید۔

میں ان سے منقول ہے کہ انہوں نے معصومینؑ کے عالم نور میں موجود ہونے کا مطلب یوں لکھا ہے۔ لم یکونوا فی تلک الحال صوراً مجسمة ولا ارواحاً ناطقة ولکنھا کانت علیٰ صورھم فی البشریة تدل علیٰ مایکونون علیہ فی المستقبل۔ یہ ذوات مقدسہ اس حال میں نہ تو مجسم صورت تھے۔ نہ محض ارواح ناطقہ بلکہ وہ اس حال میں بھی اپنی اسی بشری صورت میں موجود تھے۔ جس پہ انہوں نے مستقبل میں ہونا تھا۔ نیز اس مطلب پر ہم لاتعداد دلائل رکھتے ہیں۔ جن کو آگے بیان کریں گے۔ یہاں صرف علماء مشاہیر امامیہ کا مسلک بیان کرنا مقصود ہے۔

Scanned with CamScanner

بشریت معصومین کا عارضی لباس ہے۔

مقصرین نے جو یہ لکھا ہے۔ کہ کہنا درست نہیں کہ یہ ذوات مقدسہ ظاہری طور پر بشریت میں ملبوس اور باطن میں کچھ اور تھے۔ ان کے جنبۂ نوری کے باوجود کا واضح طور پر انکار ہے کیونکہ یہ معصومین کے جنبۂ نوری اور باطنی حقیقت کے وجود کا واضح انکار ہے۔ حالانکہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔

لَا اِیْمَانَ بِظَاهِرٍ اِلَّا بِبَاطِنٍ وَلَا بَاطِنَ اِلَّا بِظَاهِرٍ۔ (منتخب البصائر ص۸)

ظاہر پر ایمان باطن پر ایمان رکھنے کے بغیر بے سود ہے اور باطن ظاہر ہی سے وابستہ ہے۔ معصومین کے لئے بشریت کے لباس کے عارضی ہونے کے متعلق چند اکابر علماء شیعہ کے اقوال و عقائد ملاحظہ ہوں۔

۱۔ سرکار علامہ حبیب اللہ الخوئیؒ

آپ نے منہاج البراعہ شرح نہج البلاغہ جلد پنجم ص ۱۹۲ میں معصومین کی خلقت

حقیقی نوری اور خلقت بشری عارضی کو اس طرح بیان کیا ہے۔

لانه علیه السلام مع رسول الله والائمة من ذریتهما قد کانوا انوارًا مخلوقة قبل خلقة آدم وعالمه بالفی عام او اربعة عشر الف عام او خمسة عشر الف عام او اربعین الف عام او اربعمائة الف عام واربعة وعشرین الف سنة او الف الف دهر علی اختلاف الروایات الواردة فی خلقتهم وقد کان منزلهم وماواهم فی تلك المدة المتطاولة فی سرادقات العزة وحجابات العظمة وظل العرش والسماوات العالیة ثم اهبطوا باقتضاء التکلیف وارشاد العباد الی عالم الشهادة واکتسوا جلباب البشریة ولبثوا فی الارض مدة قلیلة ثم رجعوا الی اوطانهم الاصلیة ومساکنهم النورانیة وقد دلّت علی ذلك کله الاخبار الصحیحة فبطول هذه مدة الاقامة والمکث فیها وتمادی توطنهم وبقائهم فی الملاء الاعلیٰ یکون علمهم بعالم الملکوت النسبة اکمل واتم من علمهم بعالم الناسوت کما لا یخفیٰ۔

جناب امیرؑ کا فرمانا کہ میں آسمانوں کے راستے زمینوں کے راستوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت امیرؑ جناب رسول اللہ صلعم اور ان کی ذریت طاہرہ آدمؑ اور ان کے عالم کی خلقت سے قبل نور تھے۔ جو ان کی خلقت سے دو ہزار چودہ ہزار، پندرہ ہزار چالیس ہزار، چار لاکھ یا چوبیس ہزار یا ایک کروڑ سال جیسا ان کی خلقت کے بارہ میں وارد شدہ روایات کا اختلاف ہے، موجود تھے۔ اور ان ذوات مقدسہ کی منزل اور ان کی جائے سکونت اس طویل ترین مدت میں سرادقات عزت

و حجابات عظمت میں اور سایۂ عرش اور سماوات عالیہ میں تھی پھر یہ بزرگوار مصالح تکلیف اور اور بندوں کی ہدایت کے لئے عالم ملکوت سے عالم شہادۃ کی طرف نازل کئے گئے۔ اور انہوں نے بشریت کی قمیص پہن لی۔ اور زمین میں کچھ عرصہ قیام فرما کر اپنے اصلی وطنوں اور نورانی مساکن کی طرف واپس تشریف لے گئے۔ اس مطلب پہ صحیح احادیث دلالت کرتی ہیں چونکہ یہ وہاں طویل عرصہ تک متوطن رہے۔ اور ملأ اعلیٰ میں سکونت پذیر رہے۔ لہٰذا ان کا علم عالم ملکوت کے متعلق عالم ناسوت کے متعلق علم سے تمام تر اور کامل تر ہوگا۔ جیسا کہ مخفی نہیں ہے۔

(۲) علامہ محمد باقر مجلسیؒ

آپ نے مرآۃ العقول جلد ۴ صہ ۲۷۲ طبع جدید میں فرمایا ہے۔

انّما نسب اجسادھم الی علیین لعدم علاقتھم۔ الیٰ ھذہِ الابدان الحسّیۃ فکانھم لعد فی ھذہ الجلابیب قد نفضوھا وتجردوا عنھما۔

ان ذوات مقدسہ کے اجسام کو علیین کی طرف محض اس لئے منسوب کیا گیا ہے۔ کہ ان کا تعلق ان حسّی ابدان کے ساتھ حقیقی نہیں۔ گویا کہ یہ پھر ان بدنی قمیصوں میں آئے اور پھر ان کو اتار دیا۔ اور ان سے علیحدہ ہوگئے۔ مرآۃ العقول جلد ۷ صہ ۳ طبع جدید میں اس طرح لکھا ہے: واما خلق ابدانھم من الملکوت فذلک لانّ ابدانھم الحقیقیۃ ھی التی لھم فی باطن ھذہ الجلود المدبرۃ لھذہ الابدان وانّما ابدانھم العنصریۃ ابدان ابدانھم لا علاقۃ لھم بھا فکانھم وھم فی جلابیب من ھذہ الابدان قد نفضوھا وتجرّدوا عنھا۔

"لیکن ان کے ابدان کا عالم ملکوت سے خلق ہونا تو وہ اس لیئے ہے کہ چونکہ ان کے
حقیقی ابدان وہی ہیں جو ان بدنوں کے اندر ہیں۔ جو ان ابدان کی تدبیر کرتے ہیں۔
اور ان کے عنصری ابدان ان کے ابدان کے ابدان ہیں جن کا ان سے حقیقی تعلق نہیں ہے
گویا یہ ذات مقدسہ ان ابدان کی قمیص میں آئے اور پھر ان کو اتار دیا۔ اور علیحدہ ہوگئے
یہ عبارت انہوں نے علامہ صدرا کی شرح اصول کافی سے بھی نقل کی ہے" ملاحظہ ہو۔
بحار الانوار جلد ۶۷ صہ ۸۰ جدید۔

(۳) علامہ محسن کاشانی رح

آپ نے الوافی جلد اول صہ ۱۵۵ میں خلقت علیین کی احادیث کی توجیہہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔ ان اصل اجسادنا وارواحھم واحد وانما نسب اجسادھم الیٰ علیین لعدم علاقتھم الیٰ ھذہ الابدان الحسیۃ فکانھم لبعد فی ھذہ الجلابیب قد نفضوھا وتجردوا عنھا۔
اس کی وجہ یہ ہے کہ معصومین کے ابدان اور ہماری ارواح کی اصل ایک ہے یعنی جس مادہ سے ہماری ارواح بنی ہیں۔ اسی سے ان کے اجسام بنے ہیں۔ اور ان کے اجسام کو علیین کی طرف اس لیئے نسبت دی گئی ہے۔ کیونکہ وہ ان حسیّ ابدان سے حقیقی تعلق نہیں رکھتے گویا کہ یہ ان بدنی قمیصوں میں آئے اور پھر ان کو اتار دیا۔ اور علیحدہ ہو گئے۔

۴۔ علامہ سیّد علی حائری لاہوری رح

آپ نے اپنے جلیل القدر اور مبسوط تفسیر قرآن میں جس پر علماء ہند و ایران و عراق فریقین کی متعدد تقاریظ بھی موجود ہیں۔ اس کی جلد نمبر ۱۵ صہ ۲۱۹ میں فرماتے ہیں۔
ہر نبی و رسول بدو اتہم و انفسہم تخلیقاً و تکویناً اکمل می باشد و ایشاں علیہم السلام الخ

انوار مضیئہ بودند از دو جہت یکے از جہت قدوسیت و ملکونیت باطناً و دیگر بجہت ناسوتیت ظاہراً وازیں آثار و اخبار بصریح العبارۃ ثابت می شود کہ حضور مقدس نبوی و علی بن ابی طالب از نور واحد بودند در لباس بشری مخلوق می باشند بغرض موانست و مجانست در لباس جنس بشر یکے را برسالت و دیگرے را بولایت بسوئے بشر مبعوث گردید پس بحمد اللہ بوضاحت تمام رسید کہ ایشان فی الواقع و الباطن ذوات مقدسہ نوریہ بودند در لباس بشری۔

ہر نبی اور رسول اپنی ذوات و نفوس کے ساتھ تخلیق و تکوین کے لحاظ سے کامل ہوتے ہیں۔ چونکہ یہ روشن نور تھے۔ ایک جہت سے باطن میں قدوسی اور ملکوتی تھے اور ایک ظاہری جہت سے ناسوت سے تعلق رکھتے تھے۔ اور ان اخبار و آثار سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضور مقدس نبویؐ اور سرکار علیؑ ابن ابی طالب لباس بشری میں مخلوق ہوئے ہیں۔ اور انس و ہم شکل ہونے کی ضرورت کے تحت جنس بشر کے لباس میں ایک رسالت اور ایک امامت پر بشر کی طرف مبعوث ہوئے۔ پس بحمد للہ ثابت ہو گیا کہ یہ ذوات مقدسہ حقیقت اور باطن کے لحاظ سے نور تھے۔ اور لباس کے لحاظ سے بشر تھے۔

۵۔ علامہ سید حسین بن مرتضیٰ یزدیؒ

آپ نے کتاب الرق المنشور فی تفسیر آیۃ النور صد ۳، ۲ طبع اول تبریز ۱۳۰۰ھ میں سرکار سرور کائنات صلعم کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ فانہٗ وان کان بشراً لقولہ تعالیٰ قل انما انا بشر مثلکم إلّا ان بشریتہ بالنسبۃ الیٰ قاھر نورانیۃ کانت کالذرۃ فی ھذا العالم وکذلک اھل بیتہ الثلاثۃ عشر المعصومین ومثال ذلک انک لو وضعت مثقالاً من التراب فی مثقال من الماء او اقل او اکثر بقلیل کان الماء کدراً لکدورۃ

كثافة التراب ولو وضعت مثقال التراب المذكور في البحر المحيط لم يظهر للمثقال من التراب اثر كذلك حالهم في تلبسهم بالبشرية ولذا كان حظوظهم اعلى من حظوظ البشرية و صفاتهم غير صفات البشر قال امير المومنين نزلونا عن الربوبية وادفعوا عنا حظوظ البشرية فانا عنها مبعدون وعما يجوز عليكم منزهون وقولوا فينا ما شئتم الخ

آنحضرت صلعم اگرچہ بشر تھے جیسا کہ آیت مبارکہ قل انما انا بشر مثلکم دلالت کرتی ہے۔ مگر اس کی بشریت ان کی غالب نورانیت کی نسبت سے اس طرح جس طرح کہ پوری کائنات میں خاک کا ایک ذرہ اور یہی حکم تمام چہاردہ معصومین علیہم السلام کا ہے۔ اور اس کی مثال اس طرح ہے کہ اگر تم خاک کا ایک مثقال پانی کے ایک مثقال یا کم و بیش میں ڈال دو تو خاک کی کثافت سے پانی کا رنگ خاکی ہو جائے گا۔ لیکن اگر تم خاک کا ایک مثال محیط سمندر میں ڈال دو تو اس مثقال خاک کا مطلقاً اثر ظاہر نہ ہو گا۔ پس اسی طرح ان کے لباسِ بشریت میں ملبوس ہونے کا حال ہے۔ اور اسی وجہ سے ان کے حظوظ بشری حظوظ سے بالاتر ہیں اور ان کے صفات بشری صفات کے غیر ہیں۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

"ہمیں ربوبیت سے پست رکھو اور ہم سے بشری حالات کو دور رکھو۔ ہم ان سے دور ہیں۔ اور جو صفات تمہارے لئے روا ہیں۔ ہم ان سے منزہ ہیں۔ اور ہمارے حق میں جو کچھ کہہ سکتے ہو۔ کہو۔ سمندر کم نہیں ہوتا۔ اور غیب کا راز قابل شناسی نہیں ہے اور کلمۃ اللہ کی وصف بیان نہیں ہو سکتی"۔

۶۔ سرکار آیۃ اللہ العظمیٰ الخمینی دام ظلہ

سرکار امام خمینی دام عزہ نے پرواز در ملکوت جلد اول صد ۲۷۴ میں اس طرح عقیدہ وضاحت فرمائی ہے۔

" ایشانند قبلۂ کل عالم در ہر عالمی از عوالم بر
حسب اہل آں عالم تا آنکہ ظاہر شدند در
عالم جسمانی بہیکل بشری خلقکم اللہ انوارا
فجعلکم بعرشہ محدقین حتیٰ من علینا بکم فجعلکم
فی بیوت اذن اللہ ان ترفع و یذکر فیھا اسمہ "

حضرات معصومین علیہم السلام ہر عالم کے لئے قبلہ رہے اور ہر عالم میں اس عالم کے اہل کے مطابق ظہور پذیر ہوتے رہے۔ حتیٰ کہ اس عالم جسمانی میں بشری جسم میں ظاہر ہوئے۔ جیسا کہ زیارت جامعہ میں ہے۔ اے آل محمد آپ کو اللہ نے نور پیدا کیا۔ جو اس کے عرش کو گھیرے ہوئے تھا۔ حتیٰ کہ آپ کی بدولت ہم پر یہ احسان فرمایا کہ آپ کو عرش سے نازل فرما کر ان گھروں میں اتار کر ٹھہرا دیا جن کی تعظیم کا اس نے حکم دیا اور یہ حکم دیا کہ صبح و شام ان گھروں میں اس کے نام کا ذکر کیا جاتے۔

اسی طرح صد ۲۷۵ میں معصومین نے قبلۂ عبادت نہ بننے کی توجیہہ فرماتے ہوئے لکھا ہے: چوں آں انوار الٰہی در ہیئت انسانی و صورت بشری ظہور بودند لذا مقتضیات بشری برآں جاری گردید فلذا در مکان معینی مستقر نبودند تا آنکہ خلق رو بسوی آناں کنند۔

چونکہ یہ انوار الٰہیہ ہیئت انسانی اور صورت بشری میں ظاہر ہوئے لہٰذا بشری تقاضوں کی لوازمات کو اللہ نے ان پر جاری کر دیا۔ اور اسی وجہ سے چونکہ یہ کسی ایک جگہ

پر قرار گیر نہ تھے۔ تاکہ مخلوق ان کو عبادت کا قبلہ قرار دیتیں۔ اسی وجہ سے اللہ نے ان کی طینت سے خلق ہونے والے مقامات مشرفہ کو قبلہ قرار دیا۔ مثلاً بیت اللہ خانہ کعبہ وغیرہ"

قارئین کرام یہاں سے اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ معصومین کا عارضی طور پر لباس بشری میں ملبوس ہو کر تشریف لانا ہمیشہ اکابر علماء شیعہ امامیہ کا عقیدہ رہا ہے جن میں حضرت امام خمینی بھی داخل ہیں۔ مگر ڈھکو صاحب نے کمال عیاری سے اس عقیدہ کو شیخیہ کی اختراع قرار دے کر شیعہ عقیدہ کو باطل ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اصول الشریعہ طبع اخیر صـ ۴۲۶ میں لکھا ہے:

"شیخ احمد احسائی اپنی کتاب شرح الزیارہ میں لکھتے ہیں۔ آئمہ اہل بیت حسب ظاہر نوع انسانی میں داخل ہیں۔ ورنہ درحقیقت وہ بنی نوع انسان سے بالا ایک علیحدہ مخلوق ہیں ان ذوات مقدسہ کا لباس ان کی وہ صورت کثیفہ ہے جو عناصر اربعہ سے مرکب ہے انسانیت ان کے لئے بمنزلہ لباس کے ہے۔ انہوں نے خاص ضرورت کے لئے پہن رکھا تھا۔ اور جب ضرورت ختم ہو گئی۔ تو اسے اتار پھینکا۔ اور اپنی اصلی حالت کی طرف عود کر گئے۔ لباس بشریت ان کے لئے ایک عبا کی طرح ہے۔ جسے وہ کبھی پہن لیتے ہیں کبھی اتار دیتے ہیں۔ پھر لکھتے ہیں۔ یہ عقائد سخیفہ فرقہ شیخیہ کی ذہنی اختراع اور پیداوار ہیں اور بس اور آج ان عقائد کو حرز جان اور مدار ایمان سمجھا جا رہا ہے۔"

مگر کوئی اس بندۂ خدا سے یہ تو پوچھے کہ شیخ احمد احسائی تو ۱۲۴۱ھ میں دنیا سے گذر گئے۔ ان کی پیدائش سے صدیوں پہلے کے علماء، علامہ مجلسیؒ علامہ کاشانیؒ قاضی عیاضؒ ملا صدراؒ۔ فخر رازی شیخ مفیدؒ کا بھی یہی عقیدہ رہا ہے۔ جس کو یہ شیخیوں کی اختراع بنا رہے ہیں۔" اب مومنین کرام خود اندازہ لگائیں کہ یہ مقصر جو خود فرقہ صابئہ مجوسیہ کی تقلید میں انبیاء کے جنبہ نوری کا منکر ہے۔ وہ امام خمینی کے بیان کردہ عقائد کو شیخیوں کی

باطلہ قرار دے کر انقلاب اسلامی ایران کی توہین کا ارتکاب کر رہا ہے وہ چودہ سو سالہ شیعہ عقیدہ مسلمہ کو شیخ احمد احسائی کے سر تھوپ کر خود اسرائیلی عقیدہ کی ترویج کرنا چاہتا ہے۔

ہم آگے دلائل سے ثابت کریں گے۔ کہ ڈھکو جس عقیدہ کی ترویج چاہتا ہے۔ وہ قرآن و سنت اجماع و عقل کے خلاف ہونے کے علاوہ یونان کے کافر فلاسفہ و حکماء ملاحدہ کا عقیدہ ہے۔"

معصومین کا ذوجنبتین ہونا ہی ان کی جداگانہ حقیقت کی دلیل ہے۔

جیسا کہ ہم گذشتہ مبحث میں سنی اور شیعہ اکابر علماء کے بیانات لکھ چکے ہیں کہ معصومین دو جنبوں کے حامل ہیں۔ نوری باطنی اور بشری ظاہری اور یہ دونوں جنبے صرف انبیاء و ائمہ کی خصوصیت ہیں۔ عام افراد اس میں شامل نہیں۔ کیونکہ جنبہ نوری ہونے کی وجہ سے یہ ذوات مقدسہ براہ راست اللہ تعالٰی کے اوامر و نواہی حاصل کرنے کے قابل ہوتے ہیں اور یہی جنبہ ان کی اصل خلقت اولیہ ہے۔ جس کو نور، اشباح، ظلال وغیرہ سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ مقصرین جو یہ تاویل کرتے ہیں۔ کہ نور سے ان کی ذوات مقدسہ کی ارواح مراد ہیں۔ یہ قطعی طور پر ان حضرات کی ذہنی اختراع بلکہ علماء دیوبند و اہل حدیث کی تقلید ہے کیونکہ روح و جسم کے اعتبار سے تو ہر انسان ذوجنبتین ہوتا ہے۔ جیسا کہ علامہ مہدی نراقی نے بھی جامع السعادات جلد اول صہ ۶۷ طبع نجف اشرف میں لکھا ہے۔ اَنَّ

الانسان ذوجنبة روحانية يناسب بها الارواح الطيبة والملائكة القدسية وذوجنبة جسمانية يشابه بها السباع والانعام۔

انسان ایک جنبہ روحانی رکھتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ ارواح طیبہ اور ملائکہ سے مناسبت رکھتا ہے۔ اور ایک جنبہ جسمانیہ رکھتا ہے۔ جس سے وہ درندوں اور حیوانوں

Scanned with CamScanner

سے مشابہہ ہوتا ہے۔ مگر یہ جنبے معصومین کے نہیں ہوتے۔ اسی وجہ سے علماء مسلمین نوع انسانی کو حیوان کی طرح جنس کہتے ہیں۔ اور انبیاء و معصومین کو جداگانہ نوع وحقیقت کے قرار دیتے ہیں۔

مؤلف اصول الشریعہ کی

اعتراف حقیقت سے بیجا ہٹ دھرمی

مؤلف اصول الشریعہ نے پہلے ایڈیشن کے صفحہ نمبر ۲۳۰ پر اس عقیدہ کو شیخ احمد احسائی کی ایجاد قرار دیا ہے۔ کہ انبیاء و ائمہ کی نوع علیحدہ ہے۔ اور انہوں نے شیخ احمد کی کتاب شرح زیارت سے ان کا یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ ائمہ اہل بیت حسب ظاہر نوع انسانی میں داخل ہیں۔ ورنہ در حقیقت ان کی نوع علیحدہ ہے۔ اور وہ بنی آدم سے بالا ایک مخلوق ہیں اور پھر کریم خان کے حوالہ سے لکھا ہے۔ یہ مقام انسانیت انکے لئے بمنزلہ لباس کے ہے۔ انہوں نے خاص ضرورت کے تحت پہنا تھا۔ پھر اتار پھینکا اور اپنی اصلی حالت کی طرف عود کر گئے۔

حالانکہ انہوں نے لاشعوری طور پر جابجا خود بھی اس عقیدہ کو تسلیم کیا ہے۔ جس کو وہ شیخیوں کی اختراع قرار دے رہے ہیں چنانچہ انہوں نے کتاب اثبات الامامۃ طبع اول صفحہ ۱۴۰ پر یہ تسلیم کیا ہے کہ سرکار محمدؐ و آل محمدؐ کی نورانی و روحانی خلقت حضرت آدمؑ سے چالیس ہزار سال پہلے ہوئی پھر صفحہ ۱۴۱ پر لکھا ہے کہ "ان دو بشر نورانی بزرگوں کے درمیان کسی اجنبی ظلمانی شخص کا حائل ہونا غیر معقول ہے۔ صفحہ ۱۴۳ پر خلفائے ثلاثہ کے متعلق لکھتے ہیں۔ ان کی خلقت آدمؑ سے بیشتر ہوئی ہو اس کا کوئی مسلمان قائل نہیں۔ اب انہوں نے مندرجہ بالا بیانات میں خود ہی یہ ثابت کر دیا کہ بشر کی دو نوعیں ہیں ایک نوع بشر نورانی جن کی تخلیق ابوالبشر حضرت آدمؑ سے چالیس ہزار سال بیشتر ہوئی اور دوسری نوع بشر ظلمانی جن کے متعلق کوئی مسلمان اس بات کا قائل نہیں کہ ان کی خلقت حضرت آدمؑ سے پہلے ہوئی ہو لہٰذا شیخ احمد احسائی بے چارے کا قول تو درست نکلا کہ محمدؐ و آل محمدؐ حضرت آدمؑ سے بھی پہلے خلق شدہ مافوق البشر مخلوق

ہیں۔ کیوں کہ یہ تو ارشاد خداوندی بھی ہے۔

بَدَءَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ اللہ نے انسان کی خلقت کی ابتداء مٹی سے کی۔ "پس جو مخلوق انسان اوّل حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی کی خلقت سے بھی مقدم ہو اور کنتُ نبیّاً وَآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ کا دعوے دار ہو۔ یقیناً اس کو حقیقت کے لحاظ سے انسان کی نوع سے بالاتر اور مقدم مخلوق ماننا پڑے گا۔ لہٰذا ہمارے لئے اس کے بغیر کوئی چارہ باقی نہیں رہتا کہ ہم ان ذوات مقدسہ کی دونوں حقیقتوں کو تسلیم کریں۔ ایک ان کی وہ تخلیقی حقیقت جو ان کو حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت سے چالیس ہزار سال پہلے حاصل ہوئی۔ اور دوسری وہ جو ان کو حضرت آدم علیہ السلام کے بعد نصیب ہوئی۔ پس پہلی حقیقت کے لحاظ سے آنحضرتؐ اور ائمہ طاہرینؑ کو "نور" "عقل اوّل" یا صاحبانِ جنبہ نوری و روحانی کہا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے ان کا عالم بالا اور لوح محفوظ سے اتصال اور فرشتوں کے لئے معلم تسبیح و تقدیس ہونا ثابت ہے۔ یہ جنبۂ مجرد اور عوالم مادی سے پاک اور زمان و زمانیات سے مقدم ہے۔ ماضی حال مستقبل اس کے لئے مساوی ہے اور دوسرا جنبہ بشری و انسانی جس کی بدولت یہ ہم میں تشریف لا کر ہمارے لئے اسوۂ حسنہ قرار پائے اور اس جنبہ کے اعتبار سے وہ عناصر اربعہ کی قیود و حدود کے پابند تھے۔ پس نہ تو اس کے جنبہ نوری کا انکار ممکن ہے نہ ان کے اس جنبہ بشری کا جس کی بناء پر ان پر بشر و انسان کا اطلاق ہوا ہے۔ اور بفرمان جناب امیرالمومنین علیہ السلام جو آپ نے امام کی تعریف میں فرمایا ہے۔ اس میں دونوں جنبوں کا واضح ذکر ہے۔

وَالْاِمَامُ يَا طَارِقُ بَشَرٌ مَلَكِيٌّ وَجَسَدٌ سَمَاوِيٌّ وَاَمْرٌ اِلٰهِيٌّ وَرُوْحٌ قُدْسِيٌّ بحار الانوار جلد ۲۵ صفحہ ۱۷۲ طبع جدید بیروت "اے طارق امام ملکوتی بشر ہے۔ اور آسمانی "جسم" ہے۔ اور امر الٰہی اور روح قدسی ہے۔ نیز اسی خطبہ میں

امام کو ملک الذات الٰہی الصفات بھی کہا گیا ہے۔ اور مقام شکر و فکر ہے کہ مولف اصول الشریعہ نے جا بجا معصومین علیہ السلام کے ان دونوں جنبوں کا ذکر و اعتراف کیا ہے۔ مگر اپنی کتاب میں صرف جنبہ بشری کو ثابت کرنے پر دلائل دیئے ہیں۔ اور جنبہ نوری کے متعلق کوئی تشریح بیان نہیں کی۔ ان کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

۱:۔ احسن الفوائد طبع اوّل صفہ ۳۹۷ میں لکھتے ہیں۔ "پس ضرورت تھی کہ کچھ وسائط درمیان میں ہوں جو دو جنبے رکھتے ہوں۔ ایک جنبہ جو جمال و کمال احدیت کا مظہر ہو جس کی وجہ سے وہ خالقِ عالم سے احکام و تعلیمات حاصل کر سکیں اور دوسرا جنبہ جس میں وہ "عام انسانوں" کی طرح معلوم ہوں تاکہ لوگوں کو احکام پہنچا سکیں۔

۲:۔ اصول الشریعہ طبع اوّل صفہ ۶ میں لکھتے ہیں۔ "انبیاء و ائمہ" دو جنبتین ہوتے ہیں۔ ایک جنبہ کی بناء پر وہ نظام تشریع میں ادھر سے احکام لیتے ہیں۔ اور دوسرے جنبہ سے وہ احکام ہم تک پہنچاتے ہیں۔

۳:۔ رسالہ نور یا خاک صہ ۳۵ میں فرماتے ہیں۔ ابنیاء و ائمہ میں دو جنبے ہوتے ہیں ایک جنبے کا نام ... نورانی ہے۔ اور دوسرے کا نام بشری و انسانی، جنبہ نورانی کی بناء پر ادھر سے احکام لیتے ہیں۔ اور جنبہ انسانی کی بناء پر احکام بندوں تک پہنچاتے ہیں۔

۴:۔ رسالہ مختصر عقائد شیعہ صہ ۹ میں لکھتے ہیں۔ "اگرچہ ہوں تو انسان مگر ان میں دو جنبے ہوں۔ ایک نورانی دوسرا بشری"۔

۵:۔ رسالہ ایک سو بیس سوالات صہ پر یہ سب کچھ تسلیم کیا ہے۔

اب جناب مولانا ڈھکو کی مندرجہ بالا تشریحات سے مندرجہ ذیل حقائق نکھر کر سامنے آتے ہیں۔

(۱) عام افراد انسانی جو حجت الہیہ نہ ہوں وہ صرف ایک جنبہ بشری کے حامل ہوتے

ہیں۔ یہ جنبہ تمام نوع بشر کی حقیقت کا عین ہے جزء ماہیت ہے۔

(۲) نوع انسانی کا ہر عام فرد محض جنبہ بشری کا حامل ہونے کی وجہ سے اللہ کے احکام لینے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

(۳) عام ملائکہ صرف جنبہ نورانی کے حامل ہیں۔ لہٰذا وہ اللہ سے احکام لے تو سکتے ہیں مگر جنبہ بشری مفقود ہونے کی وجہ سے بندوں تک پہنچانے سے قاصر ہیں۔

(۴) ایک تیسری نوع ایسی بھی ہے۔ جو جنبۂ نورانی رکھنے کی وجہ سے فرشتوں کو بھی تسبیح و تقدیس سکھلانے اور فیض پہنچانے کی صلاحیت کی حامل ہے۔ اور ساتھ جنبۂ بشری رکھنے کی وجہ سے بنی نوع بشر کے لئے بھی اسوۂ کامل ہے۔

(۵) اس مخلوق کو صرف بشر نہیں کہا جا سکتا ہے بلکہ بشر نورانی کہا جائے گا۔ چونکہ اس کے جسمانی صفات ایسے بھی ہیں جو عام افراد نوع بشر میں مفقود ہیں۔

(۶) جس طرح عام آدمی انسان کے لئے جنبۂ بشریت حقیقت و ماہیت میں داخل ہے اسی طرح ان افراد کے لئے جنبۂ نورانی ان کی حقیقت و ماہیت ہے جس کے بغیر ان کی حقیقت کا تصور ممکن نہیں۔

(۷) مولانا ڈھکو کی یہ تشریح کہ نور سے ان کی ارواح مراد ہیں۔ اگر درست مان لی جائے تو تمام بنی نوع انسان کی ارواح کائنات کی خلقت سے پہلے معرض وجود میں آچکی ہیں۔ پھر ہر فرد بشر کو روح کی وجہ سے دو جنبوں جنبہ روحانی اور جنبہ جسمانی کا مالک کیوں نہیں کہا جاتا؟

(۸) احسن الفوائد طبع اول صہ ۳۸۴ پر انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ انبیاء کی خلقت نور سے ہوئی ہے۔ اور ان کی "ظاہری خلقت" میں عنصر طینی بھی شامل ہے یہ عبارت ثابت کرتی ہے کہ یہ انبیاء جو باطن میں نور ہیں۔ وہ ظاہر میں بشر ہیں۔ ان کی باطنی حقیقت نور ہے۔ اور ظاہری بشر، لہٰذا اس عقیدہ کو شیخ احمد احسائی کے سر پہ تھوپنا

سراسر ہٹ دھرمی اور بوکھلاہٹ ہے۔

(۹) بشریت کا ان ذوات مقدسہ کے لئے بمنزلہ لباس ہونا اور ان کا جلباب بشری میں ملبوس ہونا کریم خان شیخی کا عقیدہ نہیں بلکہ مرحوم سرکار امام خمینی کا بھی ہے دیکھو (پرواز در ملکوت جلد دوم صہ ۹۹) تالیف امام خمینی

علامہ سید عارف الحسینی کا اعتقاد

شہید ملت اسلامیہ علامہ سید عارف حسینی مرحوم نے ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۸۸ھ کو عقائد کی جس دستاویز پر دیگر علماء ہند و پاک کے ساتھ تائیدی دستخط فرمائے تھے۔ اس میں انہوں نے یہ الفاظ لکھے "حضرات محمد و آل محمد کی تخلیق نور سے ہوئی ہے اگرچہ وہ بلحاظ جنس بشر ہیں۔ مگر ان کی نوعیت عام آدمی سے الگ ہے، جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ حضرات معصومین ہم جیسے بشر ہیں۔ ہم اس سے بیزار ہیں۔ (اس کی نقل مدرسہ میں موجود ہے) اب تو مولانا ڈھکو صاحب کو کھل کر اس حقیقت کا دو ٹوک الفاظ میں اعتراف کر لینا چاہیئے۔ کہ محمد و آل محمد حقیقت میں وہ نوری مخلوق ہیں۔ جو ابوالبشر اور نوع بشر سے چالیس ہزار سال پہلے موجود تھے اور ظاہری طور اس عالم آب و گل میں بشریت اختیار کر کے تشریف لائے تا کہ نوع بشر کے لئے اسوہ عمل قرار پائیں۔ جیسا کہ مرحوم امام خمینی نے پرواز در ملکوت جلد اول صہ ۲۷۵ میں فرمایا ہے۔" انوار الہی در ہیئت انسانی و صورت بشری ظہور نمودند" اگر وہ اعتراف کر لیں تو ہم اعلان کر دیں گے کہ اب ہمارا ان کے ساتھ کوئی اختلاف اس مسئلہ میں باقی نہیں رہا۔ اور محض اپنے مخالف حریف کو نیچا دکھانے کے لئے ایک اعتقادی حقیقت کو الفاظ کے ہیر پھیر میں الجھا کر انکار کر دینا اور وجہ اختلاف بنا کر شخصیت کا واویلا کرنا محض ذاتی رقابت اور لایعنی ہاؤ ہو کے سوا کچھ نہیں۔ نوری انسان اور اصول الشریعہ میں جو محمد و آل محمد کے

انسان اور بشر ثابت کرنے پہ ورقے پہ ورقے سیاہ کئے گئے ہیں اس کا کون منکر تھا
وہاں جنبہ نوری کو بھی آیات و احادیث سے ثابت کر دینا چاہیے تھا۔ اختلاف تو ان
ذوات مقدسہ کی اس حقیقت اولیہ کے متعلق ہے۔ جو طینت انسانی اور نوع بشری
کے وجود میں آنے سے پہلے تھی جس کو جنبہ نورانی و روحانی تو کہا گیا ہے مگر اس کی تفصیل کہیں
درج نہیں کی گئی۔ اور جو نور کے معنی ہادی رہبر، رسرچ وغیرہ کے ساتھ بے جوڑ تاویلات
کی گئی ہیں وہ ہمارے مورد نزاع و اختلاف سے قطعاً غیر متعلق ہیں۔

عقائد کی بنیاد منطق و فلسفہ نہیں

بلکہ قرآن و سنت ہے

ابتدائے اسلام میں مذہب حقہ امامیہ کا یہی عقیدہ رہا ہے کہ اصول عقائد ہوں
یا فروع کسی بھی شرعی مسئلہ کی کوئی حیثیت نہیں جب تک کہ وہ قرآن و سنت نبویہ سے
ثابت نہ ہو۔ چنانچہ چودہ سو سال سے ہمارے علماء اسلام اسی کو بنیادی دلیل تسلیم کرتے
چلے آئے۔ مگر مقصرین کی بدعت کا یہ حال ہے۔ کہ یہ حضرات قرآن و سنت کو منطق
یونان کے فرضی و خیالی اصول و ضوابط سے مطابق کرنے میں زور لگاتے ہیں۔ آیات و
احادیث کے منطوق و مفہوم کو توڑ مروڑ کر یونانی منطق کو سیدھا کرنے پر تلے رہتے ہیں
شیخ نصر مقدسی نے کتاب الحجۃ علیٰ تارک المحجۃ میں لکھا ہے۔ لما دارت الخلافۃ
الی بنی العباس قامت دولتھم بالفرس فاحدثوا فی الاسلام
الحوادث التی تؤذن بھلاک الاسلام لولا ان اللّٰہ وعد نبیہ ان
الملۃ واھلھا ھم الظاھرون الی یوم القیامۃ لابطلوا الاسلام
ولکنھم ثلموہ فاول الحوادث التی احدثوھا اخراج کتب
الیونانیۃ الی ارض الاسلام فترجمت بالعربیۃ وشاعت فی
ایدی المسلمین۔

جب خلافت بنی عباسیہ کی طرف منتقل ہوئی تو ان کی حکومت فارسیوں کے بل بوتے
پر قائم ہوئی تھی۔ انہوں نے اسلام کو ایسے حوادث سے دوچار کیا۔ کہ اگر اللہ نے اپنے

رسول سے اہل اسلام کی تا قیامت سر بلندی کا وعدہ نہ کیا ہوتا۔ تو یہ اسلام کو تباہ و برباد کر دیتے۔ مگر ان لوگوں نے اسلام کو نقصان پہنچایا۔ ان حوادث میں سے یہ حادثہ بھی ہے کہ ان کے عہد میں یونانی کتابوں کو اسلامی سرزمین میں منتقل کر کے ان کے عربی میں ترجمے کرائے گئے۔ علماء متشرعین ہمیشہ ان یونانی علوم کو حجت قرار دینے کی مخالفت کرتے رہے چونکہ یہی علوم عقائد میں فتنہ وفساد کا موجب بنے۔

ایک عالم دین نے یونانی منطق پرستوں کے متعلق کہا ہے۔

قطعنا الاخوة من معشر بہم مرض من کتاب الشفا

فماتوا علی دین رسطاطالیس ومتنا علی سنة المصطفیٰ

ہم نے ایسے لوگوں سے دوستی قطع کر لی ہے۔ جن کو ابن سینا کی کتاب الشفاء کا مرض ہے۔ یہ لوگ یونانی حکیم ارسطاطالیس کے دین پر مر گئے۔ اور ہم سنت مصطفیٰ پر مریں گے۔

منطقی حضرات اپنے علم منطق کی بناء پر ذات واجب الوجود لذاتہ کو کلی قرار دیتے ہیں جس کا ایک ہی فرد ہے۔ اور دوسرا فرد محال ہے۔ حالانکہ ہر کلی ماہیت رکھتی ہے۔ اس عقیدہ سے چونکہ توحید ثابت نہ تھی۔ لہٰذا علماء اسلام نے اللہ تعالیٰ کی ذات واجب الوجود کو ایک صرف قرار دیا۔ یعنی اس کی انیت عین ماہیت ہے۔ منطقیوں کی تمام تعریفات حقیقی نہیں بلکہ شرح الاسمی ہیں مثلاً منطقی علم کے مطابق انسان کی تعریف حیوان ناطق کی گئی ہے۔ حالانکہ فلاسفہ کے نزدیک حیوانات بھی نفوس ناطقہ مجردہ رکھتے ہیں۔ اور شیخ الرئیس نے بہمنیار کے جواب میں یہ تسلیم کیا ہے کہ اس تعریف کے لحاظ سے انسان وحیوان کا فرق مشکل ہے۔ قیصری نے فصوص الحکم میں لکھا ہے۔ کہ انسان کی فصل ناطق قرار دینے سے ہماری مراد متکلم ہونا نہیں۔ بلکہ مدرک کلیات ہونا ہے۔ حالانکہ یہ تشریح بھی لغت کی وضع کے مطابق نہیں۔ فلاسفہ نے منطقیوں کی تعریفات کو یہ کہہ کر ناقص قرار دیا ہے کہ جواہر کی تعریف اعراض

سے کرنا۔ تعریف بالمباین ہے۔ جو خود منطقی قواعد کے خلاف ہے۔ منطقی حضرات جمادات و
نباتات میں ادراک و شعور کے وجود کے منکر ہیں۔ جبکہ کتاب و سنت نے اس کو ثابت کیا ہے
قرآن مجید خود شاہد ہے کہ ہر چیز اللہ کی تسبیح و تقدیس کرتی ہے۔ لیکن ہم عقائد کے بارے میں
منطق کی وہی تشریح قبول کریں گے۔ جو قرآن و سنت کے مطابق ہو۔ اگر تصادم نظر آیا تو
منطقی قواعد کو دیوار پر مار دینا ہی مومن کی نشانی ہے۔

اسلامی نظریہ کے مطابق۔۔۔

نفوس ناطقہ مختلف النوع ہیں

اگرچہ یونانی منطق کی تقسیم کے مطابق انسان نوع الانواع یعنی نوع آخر ہے۔ کیونکہ یونانی
حکماء غیر مسلم تھے۔ وہ نبوّت کے قائل نہ تھے۔ لہٰذا انہوں نے اپنی ذہنی تقسیم کے مطابق ہر فرد
بشر کو ایک ہی نوع کا فرد قرار دیا۔ یعنی موسیٰؑ ہوں یا فرعون، ابراہیمؑ ہوں یا نمرود، کافر ہوں
یا مومن سب کے سب حقیقت کے لحاظ سے یکساں ہیں۔

یہ مذہب ارسطو یونانی کا ہے اور اس کے مریدینؒ اکثر غیر مسلم فلاسفہ کی نظر میں انسان
متحد النوع ہے۔ اور اکثر متکلمین اسلام نے اس نظریہ کے خلاف یہ عقیدہ قائم کیا ہے۔ کہ
انسان متحد الجنس اور مختلف النوع ہے۔ ان اکابر علماء فریقین کی تفصیل اس طرح ہے۔

(۱) علامہ فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ نے تفسیر کبیر جلد ہشتم ص ۲۲ طبع جدید میں
کہا ہے:۔

النفس النبوية القدسية مخالفة بماهيتها لسائر
النفوس۔

نفس قدسیہ نبویہ اپنی ماہیت اور حقیقت کے اعتبار سے تمام نفوس ناطقہ سے
جداگانہ حقیقت رکھتا ہے۔ و نیز آپ نے کتاب المطالب العلیہ میں یہ قول درست

قرار دیا ہے کہ انسان متحد الجنس اور مختلف النوع ہے "

(۲) علامہ زکریا بن محمد قزوینی متوفی ۶۸۲ھ نے کتاب عجائب المخلوقات بر حاشیہ حیوۃ الحیوان جلد دوم صہ ۹۸ طبع مصر میں فرمایا ہے۔

ذھب بعض الحکماء الیٰ ان النفوس ــــ الناطقة جنس تحته انواع فمن النفوس الفاضلة نفوس الانبیاء فان اللہ لما اراد ان یجعلھم قدوة للخلق جمع فی نفوسھم انواع الفضائل ونفی عنھم انواع الرزائل۔

بعض حکماء اس طرف گئے ہیں کہ نفوس ناطقہ جنس ہیں جن کے تحت کئی انواع ہیں اور ان نفوس فاضلہ میں سے نفوس انبیاء کی نوع علیحدہ ہے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ نے ان کو مخلوقات کا پیشوا بنانے کا ارادہ فرمایا۔ تو ان میں تمام انواع وفضائل کو جمع کر دیا۔ اور انواع رزائل کو ان سے نفی کر دیا۔

(۳) قدوۃ المحدثین علامہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ متوفی ۳۶۰ھ نے کتاب علل شرائع صہ ۱۹ میں جناب محمد بن بحر شیبانی المعروف بالرھنی جو ہمارے قدماء محدثین میں سے تھے۔ ان کے حوالہ سے لکھا ہے۔

انا نظرنا فاذا اللہ قد جعل المتخذ بالروح والنمو والجسم اعلیٰ وارفع مما تیخذ بالنمو والجسم والتالیف والتصریف ثم جعل الحی الذی ھو بالحیاة التی ھی غیرہ نوعین ناطقاً واعجم ثم ابان الناطق من الاعجم بالنطق والبیان الذین جعلھما له فجعله اعلیٰ منه بفضیلة النطق والبیان ثم جعل الناطق نوعین حجة ومحجوجاً فجعل الحجة اعلیٰ من المحجوج لا بانة اللہ الحجة واختصاصه ایاہ بعالم علوی یختصه له دون المحجوجین۔

Scanned with CamScanner

جب ہم دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسی مخلوق بنائی ہے جو روح و نمو اور جسم کی بدولت اس مخلوق سے اعلیٰ ہے۔ جو نمو اور جسم و تالیف و تصرف رکھتی ہے۔ یعنی جمادات نامیہ پھر اللہ تعالیٰ نے اس زندہ مخلوق کو جس کی زندگی سے جداگانہ حیثیت کی ہے۔ اس کو دو نوع پر بنایا۔ ایک ناطق ایک گونگی (حیوانات) پھر ناطق کو اعجم (گونگی) سے نطق و بیان کے ذریعے سے جداگانہ حیثیت دی۔ جس کی وجہ سے وہ حیوانات سے اعلیٰ قرار پائے اور اللہ تعالیٰ نے انسان ناطق کی دو نوعیں بنائیں۔ ایک حجت اور ایک غیر حجت (غیر معصوم لوگ) پھر حجت کو غیر حجت سے اعلیٰ قرار دیا۔ کیونکہ اللہ نے اس کو عالم علوی کے ساتھ مخصوص کر دیا۔ اور یہ خصوصیت غیر حجت میں نہیں ہے۔" گویا کہ شیخ صدوق نے یہ تسلیم کیا ہے کہ انسان معصوم اور غیر معصوم کی نوعیں جداگانہ ہیں۔"

(۴) علامہ حسن بن یوسف بن مطہر حلی متوفی ۷۲۶ھ آپ نے شرح تجرید ص ۱۹۸ طبع بیروت میں تسلیم کیا ہے کہ نفوس ناطقہ کا متحد النوع ہونا قابل تسلیم نہیں ہے اور میری نظر میں محل نظر ہے۔

(۵) علامہ سعد الدین تفتازانی متوفی ۷۹۱ھ آپ نے شرح المقاصد ص ۳۵ طبع جدید لاہور میں نفوس ناطقہ کے جنس اور مختلف النوع ہونے میں علامہ فخر الدین رازی کا قول نقل کر کے فرمایا ہے۔

هو المختار عندنا ۔ یہی قول ہمارے نزدیک صحیح ہے

(۶) علامہ علاء الدین قوشجی متوفی ۹۵۱ھ آپ نے شرح تجرید مبحث نفس میں علامہ حلی کے نظریہ سے اتفاق فرماتے ہوئے لکھا ہے۔

دخولها تحت حدّ واحد لا يقتضى وحدتها بالنوع لجواز ان يكون ما يذكرونها فى حدّها حدًّا للحقيقة الجنسية لان الحدّ

کما یکون للحقیقة النوعیة کذلک یکون للحقیقة الجنسیة۔
یعنی نفوس بشریہ کا ایک حد کے ضمن میں آنا وحدت نوعی پر دلالت نہیں کرتا
کیونکہ یہ جائز ہے کہ جس حد کو وہ بیان کر رہے ہوں وہ حد نوعی نہ ہو بلکہ حد جنسی ہو
حد جس طرح نوعی ہوتی ہے اسی طرح جنسی بھی ہوسکتی ہے"

(۷) علامہ علی بن یونس بیاضی عاملی متوفی ۸۷۷ھ آپ نے رسالہ الباب المفتوح فی النفس والروح ملحقہ بحار جلد ۶۱ صـ۱۰۶ طبع جدید میں علامہ فخر الدین رازی کے نظریہ سے اتفاق کیا ہے۔

(۸) علامہ اسماعیل نوری طبرسیؒ متوفی ۱۳۲۱ھ آپ نے کفایۃ الموحدین جلد ۴ صـ۳۵ میں لکھا ہے۔

محکی از فخر الدین رازی در مطالب علیہ آنکہ مختار ھیں قول است کہ انسان متحد بالجنس ومختلف بالنوع خواھد بود قول مؤید ایں است آنچہ مستفاد از اخبار طینت است از کیفیت خلقت نفوس بشریۃ از حقیقت خلقۃ سید انبیاء و اھل بیت اصفیاء او کہ حقیقت مقدسہ ایشاں از ارواح مقدسہ و اجسام مطھرہ بنحوی است کہ بذوات ایشاں است لا یشارکھم احد غیرھم وبعد ازاں خلقت خلقت انبیاء نیز بنحویست کہ لا یشارکھم احد غیرھم وبعد ازاں مومنین وبعد ازاں سائر ناس۔۔۔

فخر الدین رازی کی کتاب مطالب علیہ سے منقول ہے کہ ان کے نزدیک یہی قول صحیح ہے کہ انسان جنس کے لحاظ سے متحد اور نوع کے لحاظ سے مختلف ہے اور اس قول کی تائید طینت کے متعلق وارد احادیث سے ہوتی ہے جن میں نفوس بشریہ کی خلقت

کی کیفیت اور سید الانبیاء و اہل بیت اصفیاء علیہم السلام کی خلقت کی کیفیت جداگانہ ہے۔ یعنی ان کے ارواح مقدسہ اور اجسام مطہرہ جس کیفیت سے خلق ہوئے ہیں وہ ان ہی کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے۔ ان کے ساتھ ان کے علاوہ کوئی ایک فرد بھی شریک نہیں ہے۔ اسی طرح دیگر انبیاء کی خلقت بھی اس طرح ہے کہ ان کے ساتھ کوئی اس میں شریک نہیں ہے۔ پھر مومنین اور پھر تمام دیگر لوگوں کی خلقت۔

(۹) امام خمینی کے شاگرد علامہ شہید مطہریؒ نے نفس انسانیہ اور نفس نبویہ کا الگ الگ ذکر کیا ہے۔ "الانسان فی القرآن صد ۳۹/۴۴"

نوع کا تعین باطنی حقیقت سے ہے ظاہری صورت سے نہیں ہے

آئمہ طاہرین علیہم السلام کی احادیث سے یہ حقیقت ثابت ہوتی ہے کہ نوع کا تعین ظاہری صورت سے نہیں۔ جیساکہ منطقی اور مفسرین حضرات کا خیال ہے۔ بلکہ باطنی حقیقت کے مطابق ہوتا ہے۔ چنانچہ ابوبصیر سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ حج کر رہا تھا۔ میں نے دوران طواف عرض کی میں آپ پر قربان ہو جاؤں کیا اللہ ان لوگوں کو بخش دے گا۔

امام نے فرمایا:۔

یَا اَبَا بَصِیرٍ اِنَّ اَکْثَرَ مَنْ تَرٰی قِرَدَةٌ وَ خَنَازِیْرُ قلت لهُ اَرِنِیْهِمْ فَتَکَلَّمَ بِکَلِمَاتٍ ثُمَّ اَمَرَّ یَدَهٗ عَلٰی بَصَرِیْ فَرَاَیْتُهُمْ قِرَدَةً وَ خَنَازِیْرَ فَهَالَنِیْ ذٰلِکَ ثُمَّ اَمَرَّ یَدَهٗ عَلٰی بَصَرِیْ فَرَاَیْتُهُمْ کَمَا کَانُوْا فِی الْمَرَّةِ الْاُوْلٰی۔

اے ابوبصیر یہ اکثر لوگ جو تم دیکھ رہے ہو یہ تو بندر اور سور ہیں میں نے کہا

مجھے دکھایئے۔ امام نے کچھ کلام کیا اور پھر میری آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو میں نے لوگوں کو بندروں اور سوروں کی شکل میں دیکھا اور میں خوفزدہ ہوگیا۔ پھر امام نے میری آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو پہلی شکل پر نظر آنے لگا۔

(بحار الانوار جلد ۲۷ صہ ۲۷۹ بصائر الدرجات صہ ۲۷۱)

ایک دوسری روایت میں ابوبصیر سے منقول ہے کہ

فَاذَا اَکْثَرُ النَّاسِ خَنَازِیْرُ وَحَمِیْرُ وَقِرَدَۃٌ اِلَّا رَجُلٌ بَعْدَ رَجُلٍ۔

میں نے دیکھا کہ چند آدمیوں کے سوا یہ اکثر لوگ خنزیر اور گدھے اور بندر تھے۔

(مرآۃ الانوار صہ ۱۵)

علامہ جلیل ابوالحسن الشریف تلمیذ رشید علامہ مجلسیؒ مرآۃ الانوار صہ ۵۲ میں ان احادیث متقدرہ کی شرح میں فرماتے ہیں۔ یدل علی ان المخالفین باطنا من تلك الانواع لا من نوع الانسان۔

یہ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مخالفین آل محمدؐ باطنی طور پر خنزیر، گدھے اور بندر کی نوع سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور نوع انسان سے نہیں ہیں۔

اسی وجہ سے قرآن مجید میں بھی ایسے لوگوں کے متعلق ارشاد ہے:

اِنْ ھُمْ اِلَّا کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ۔ "یہ لوگ تو بالکل حیوانات کی طرح ہیں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔"

یہی وجہ ہے کہ عام انسان کا جنبہ جسمانی درندوں اور حیوانوں سے مشابہ ہے جیساکہ علامہ نراقی نے جامع السعادات صہ ۶۷ جلد اول میں فرمایا ہے۔ جبکہ معصومین علیہم السلام کا جنبہ جسمانی علیین سے تعلق رکھتا ہے۔ پھر دونوں کو ایک ہی حقیقت قرار دینا یہ کہاں کی معرفت ہے۔ جیساکہ مقصرین کا عقیدہ ہے۔

Scanned with CamScanner

معصومینؑ کی جداگانہ حقیقت قرآن و سنّت کی روشنی میں

منطقیوں نے موجودات کی تقسیم اپنی ذہنیت کے مطابق کی ہے۔ جس جنس کی فصل ان کے ذہن میں آئی اس کو فصل ممیز قرار دیا۔ حالانکہ علماء مسلمین اس بات پر متفق ہیں کہ رسالت و نبوت کی جنس و حد معلوم ہونا۔ انسانی لبساط سے باہر ہے چنانچہ اہل سنت کے عالم عارف امام غزالی نے بھی یہ تسلیم کیا ہے۔ کہ :۔

ان الرسالة لا تقتض بالحدّ والحقيقة بذكر جنسها وفصلها وذلك لانّ معرفة الاشياء لا تتوقف على الظفر بحدودها و وجدان جنسها وفصلها فكم من موجود لا جنس له ولا فصل ولا حدّ ولا رسم وماله جنس وفصل فربّما لا يظفر بجنسه و فصله واكثر الامور كذلك فان اعطاء الحدود صعب عسير على الاذهان ۔

یعنی رسالت کا ادراک اس کی حد و حقیقت کے ساتھ جنس فصل کے ذکر سے نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ کئی اشیاء کی معرفت ان کی حدود اور معلومیت جنس و فصل کے حصول پر منحصر ہے۔ کئی ایسے موجودات ہیں۔ جن کی نہ جنس ہے نہ فصل نہ حد۔ نہ رسم اور جن کی جنس و فصل معلوم ہے۔ تب بھی یہ یقینی بات نہیں کہ وہ صحیح بھی ہو۔ کیونکہ اکثر امور ایسی طرح ہیں۔ جن کو حدود منطقی سے تقسیم کرنا ذہنوں پر سخت دشوار ہے "[1]

---

[1] جناب ڈھکو نے بھی مقالہ شائعہ در المبلغ سرگودھا ماہ دسمبر ۱۹۶۳ء، صفحہ ۲۱ میں یہ حقائق تسلیم کئے ہیں۔ کہ "نبوت" کے مفہوم کو سمجھنے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس کی حد تام بیان کی جائے۔ سینکڑوں ہزاروں اشیاء ہیں جن کی فصل جنس حد و حقیقت معلوم نہیں ہے۔

جنس و فصل اسی چیز کی قرار دی جاسکتی ہے۔ جس کی حقیقت معلوم ہے۔ اور تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ حقیقت محمدیہ کا ادراک ناممکن ہے۔"

چنانچہ حضور کے اوّل مخلوق ہونے کی بنا پر علامہ قسطلانی نے لکھا ہے کہ :-

فهو الجنس العالی علی جمیع الاجناس والاب الاکبر لجمیع الموجودات۔

آنحضرت تمام اجناس کے لئے جنس عالی ہیں۔ اور تمام موجودات کے پدر بزرگوار ہیں نوع البشر کا وجود حضرت آدم کی ظاہری خلقت سے شروع ہوا۔ جبکہ آنحضرت فرماتے ہیں۔ کنتُ نبیاً و آدم بین الماء والطین۔ میں اس وقت بھی نبی تھا۔ جب کہ حضرت آدم آب و گل کے درمیان تھے۔ علامہ قسطلانی کہتے ہیں :-

فیه اشارة الی حقیقته والحقائق تقصر عقولنا عن معرفتها وانما یعلمها خالقها ومن امده الله بنور الٰهی فحقیقة النبی قد آتاها الله النبوة من قبل خلق آدم فحقیقته موجودة من ذلك الوقت وان تاخر جسده الشریف المتصف بها۔

(المواہب اللدنیہ کما فی خلاصۃ الانوار المحمدیہ ص۷) طبع بیروت

اس حدیث میں حضور اکرم کی حقیقت نبوی کی طرف اشارہ ہے۔ اور ہماری عقلیں حقائق کی معرفت سے قاصر ہیں۔ ان کو یا خود ان کا خالق جانتا ہے یا جس کی اللہ نے نور الٰہی سے مدد کی ہو۔ پس آنحضرت صلعم کی حقیقت کو اللہ نے خلقت آدمؑ سے قبل ہی وصف نبوت سے متصف کر دیا تھا۔ اور وہ اسی وقت سے نبی تھے۔ اور آپ کی حقیقت تب ہی سے موجود تھی۔ اگرچہ آپ کا جسد ظاہری جو اس حقیقت سے متصف ہے بعد میں ظاہر ہوا۔

Scanned with CamScanner

معصومین کی ظاہری بشریت پر ہی اصرار کرنا اور باطنی نورانیت کا انکار شیوۂ کفار ہے

قبل اس کے کہ ہم انبیاء و آئمہ طاہرین علیہم السّلام کی حقیقت نوری اور بشریت ظاہرہ دونوں جنبوں پر قرآن وسنّت سے دلائل پیش کریں۔ پہلے یہ واضح کردینا ضروری ہے۔ کہ ان ذوات مقدسہ کو بشر محض قرار دینا اور خلقت نوریہ اولیہ باطنیہ کا انکار کرنا۔ یہ یونانی حکماء اور فرقہ صابئہ کے علاوہ تمام کفار و مشرکین کا متفقہ عقیدہ رہا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید نے اس پر روشنی ڈالی ہے۔ جیسا کہ ہر ایک کی تفصیل آگے بیان ہوگی۔

شیطان کا عقیدۂ بشریت انبیاءؑ اور انکارِ نورانیت

روئے زمین پر سب سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی توہین کا سنگ بنیاد تو شیطان نے رکھا اس کی صورت حال بھی یہی ہے کہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کی بشریت ظاہری کو ہی وجہ حقارت قرار دے کر ان کے سجدہ سے انکار کر دیا۔ چنانچہ قرآن مجید نے شیطان کے اس عقیدہ کو کئی طریقوں سے بیان کیا ہے اس کے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

① قَالَ لَمْ أَكُنْ لِأَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ۔

"میں ایسا نہیں ہوں کہ ایسے بشر کو سجدہ کروں جس کو تو نے بجتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔ جو سڑے ہوئے گارے سے بنی ہے۔"

(پارہ نمبر ۱۴۔ سورۂ الحجر۔ آیت نمبر ۳۳)

② أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ۔

Scanned with CamScanner

میں آدم سے بہتر ہوں تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور اس کو مٹی سے پیدا کیا۔

(سورۃ اعراف آیت ۱۲ ۔ سورۃ ص نمبر ۲۸ آیت ۹)

(۳) ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيناً

"کیا میں ایسے کو سجدہ کروں جس کو تُو نے مٹی سے پیدا کیا۔"

(سورۃ اسرار نمبر ۱۷ آیت نمبر ۶۱)

جب شیطان نے حضرت آدمؑ کی ظاہری خلقت بشریت کی تحقیر کر کے گستاخی کی تو پھر اللہ نے اس سے بحث و مباحثہ کرنا ہی مناسب نہ سمجھا۔ اور اس کو شیطان قرار دے کر دربار قدس سے نکال دیا۔ اور آج تک اس کا سکھایا ہوا عقیدہ گستاخانِ بارگاہِ رسالت کی زبان پر جاری و ساری ہے۔

(امام خمینی کے نزدیک)

انبیاءؑ کی باطنی حقیقت کا انکار کفر کی بنیاد ہے

اگرچہ ڈھکو صاحب نے تو اصول الشریعہ ص ۴۸ طبع اول میں لکھا ہے۔

"کہا جاتا ہے کہ یہ بزرگوار ظاہر میں انسان ہیں مگر باطن میں کچھ اور ہیں ان باطن بین حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ ہم تو ظاہری شریعت کے مکلف ہیں۔ ہمیں باطن کے ساتھ کوئی سروکار نہیں ہے۔"

مگر الحمد للہ کہ ہمیں اس مضحکہ خیز خیال کی تردید کی ضرورت ہی نہ پڑی اور حضرت امام خمینی دام ظلہ نے خود اس کا منہ توڑ جواب دے دیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے شرح دعاء السحر ص ۹۵ طبع جدید ایران میں فرمایا ہے۔

ان الوقوف علی الصورۃ والعکوف علی عالم الظاهر وعدم التجاوز الی اللب والباطن اخترام وهلاک واصل اصول الجهالات

راس انکار النبوات والولایات فانّ اوّل من وقف علی الظاهر وعمی قلبه عن حظ الباطن هو الشیطان اللعین حیث نظر الی ظاهر آدم علیه السلام فاشتبه علیه الامر وقال خلقتنی من نار وخلقته من طین وانا خیر منه فان النار خیر من الطین ولم یتفطن ان جهله بباطن آدم علیه السلام والنظر الی ظاهر فحسب بلا نظر الی مقام نورانیتهٖ و روحانیته خروج عن مذهب البرهان ویجعل قیاسه مغالطیاً علیلاً کما ورد فی اخبار اهل البیت. فمن طریق الکافی عن عیسی بن عبد اللّٰه القرشی قال دخل ابو حنیفة علی ابی عبد اللّٰه علیه السلام فقال یا ابا حنیفة بلغنی انّک تقیس قال نعم قال لا تقس فان اوّل من قاس ابلیس حین قال خلقتنی من نار وخلقته من طین فقاس مابین النار والطین ولو قاس نوریة آدم بنوریة النار عرف فضل مابین النورین وصفاء احدهما علی الآخرة ومن هذا الخطاء والغلط والنظر الی الظاهر وسد ابواب الباطن انکار الناس الانبیاء المرسلین بملاحظة انّهم یمشون فی الاسواق ویأکلون ویشربون مثلهم کما قال تعالیٰ حکایة عنهم قَالُوا مَا أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا أَنزَلَ الرَّحْمَٰنُ مِن شَيْءٍ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا تَكْذِبُونَ۔

(ترجمہ) صورت پر واقفیت رکھنا اور عالم ظاہر کی طرف ہی جھکے رہنا۔ اور لبّ وباطن کی طرف [illegible] نہ کھلانا۔ تباہی اور ہلاکت کا باعث ہے۔ اور اصول جہالات کی اصل ہے۔ اور انکار نبوت وولایت کی اصل بنیاد ہے۔ کیونکہ سب سے پہلا شخص

جس نے ظاہر پر ہی واقفیت حاصل کی۔ اور اس کا دل باطن کی جانب سے اندھا ہوا وہ شیطان ملعون ہے جس نے حضرت آدم علیہ السلام کے ظاہر کو دیکھا اور اس پر معاملہ مشتبہ ہوگیا۔ اور کہا اے خدایا تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا۔ اور اس کو مٹی سے پیدا کیا۔ میں اس سے بہتر ہوں کیونکہ آگ مٹی سے بہتر ہے۔ اور اس شیطان کو یہ سمجھ نہ آئی کہ اس کا آدم علیہ السلام کے باطن سے جاہل ہونا اور صرف ان کے ظاہر پر نظر رکھنا اور ان کے مقام نورانیت و روحانیت پر نظر نہ کرنا۔ مذہب برہان سے خروج ہے۔ اور اس کے قیاس کو غلط اور علیل قرار دیتا ہے۔ جیسا کہ احادیث اہل بیت میں وارد ہوا ہے۔ مثلاً کافی میں علیٰی بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ابو حنیفہ حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں آئے اور امام نے ان سے کہا کہ مجھ کو یہ خبر ملی ہے کہ تم قیاس کرتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ قیاس مت کیا کرو۔ کیونکہ سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا۔ اور کہا اے خدا تو نے مجھ کو نار سے اور آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا۔ پس اس نے نار اور خاک کے درمیان قیاس کیا۔ اور اگر وہ حضرت آدمؑ کی نورانیت اور نار کی نورانیت کے درمیان موازنہ کرتا۔ تو دونوں کا فرق سمجھ لیتا۔ اور نور کی نار سے فضیلت و پاکیزگی جان لیتا اور اسی خطاء اور غلطی اور محض ظاہر بینی کا نتیجہ ہے۔ کہ باطن کے دروازے بند کرنے کی وجہ سے لوگوں نے نبوتوں کا انکار کر دیا۔ چونکہ انہوں نے یہ دیکھا کہ انبیاء علیہم السلام بازاروں میں چلتے ہیں۔ اور ان کی طرح کھاتے پیتے ہیں۔ جس طرح اللہ نے ان منکرین رسالت کا قول نقل کیا ہے۔ کہ انہوں نے کہا کہ تم تو ہماری مثل بشر ہو۔ اور خدا نے کچھ بھی نازل نہیں کیا۔ اور تم تو جھوٹ کہتے ہو۔"

منکرینِ نبوّت کفار

انبیاءکو "بشریت" ہی کا "طعنہ دیتے تھے"

اللہ تعالےٰ سرکار امام خمینی کو سدا سلامت رکھے۔ انہوں نے کیا بیش بہا اصول ... ہے۔ کہ محض ظاہری بشریت پر اکتفا کر کے انبیاء کو نوع بشر کے افراد قرار دے کر ... باطنی نورانیت کا انکار کرنا ہی انکار نبوت کی اساس اور بنیاد ہے۔ اور واقعی طور ... قرآن مجید میں ان کفار کے نظریات دیکھ لیجئے۔ یہ انبیاء کو اسی نگاہ سے دیکھ کر ... ار نبوت کرتے تھے۔ جس نگاہ سے ان کو مقصرین اور خالصی پیروکاروں نے دیکھا ... ع کر رکھا ہے "

(۱) قَالُوا إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا تُرِيدُونَ أَنْ تَصُدُّونَا ... كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا۔

انہوں نے کہا تم تو ہم جیسے بشر ہونے کے سوا کچھ نہیں ہو تم چاہتے ہو کہ ہمیں ... چیز کی عبادت سے روک دو جس کی ہمارے آباء عبادت کرتے تھے۔

(پارہ ۱۳۔ سورہ ابراہیم آیت نمبر ۱۰)

(۲) فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا هَٰذَا إِلَّا ... ـرٌ مِثْلُكُمْ يُرِيدُ أَنْ يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ۔

پس نوح کی قوم کے کافر رئیسوں نے کہا۔ یہ تو تمہاری مثل بشر ہے۔ یہ تم پر ... ی چاہتا ہے۔ (پارہ ۱۸۔ سورۂ مومنون آیت ۲۴)

(۳) وَأَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا هَلْ هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ۔

" یہ ظالم لوگ چپکے چپکے سرگوشی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ محمدؐ تو تمہاری مثل ... ہونے کے سوا اور کیا ہیں " پارہ ۱۷۔ سورہ انبیاء آیت ۳۔

جب یہ بحث لکھی گئی تو آغا امام بقید حیات تھے "قدس اللہ سرہ"

(۴) وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مَا هٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ وَلَئِنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَخَاسِرُونَ۔

اور پیغمبرؑ کی بات سن کر ان رئیسوں نے کہا کہ جنہوں نے کفر کیا اور آخرت کی ملاقات کی تکذیب کی اور ہم نے ان کو دنیاوی عیش و عشرت بھی عطا کی تھی، یہ پیغمبر تمہاری طرح بشر ہے۔ یہ وہی کچھ کھاتا پیتا ہے جو تم کھاتے پیتے ہو۔ اگر تم اپنے جیسے بشر کی اطاعت کی۔ تو تم یقیناً خسارے میں رہو گے۔

(پارہ ۱۸ سورۃ مومنون آیت ۳۳، ۳۴)

(۵) قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ۔

حضرت صالحؑ کی قوم نے ان سے کہا تم پر تو کسی نے بھاری جادو کر دیا ہے بس ہماری مثل بشر ہو۔ اگر تم سچوں میں سے ہو۔ تو نشانی لاؤ۔

(پارہ ۱۹۔ سورہ شعراء آیت ۱۵۴)

(۶) أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ فَذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ذٰلِكَ بِأَنَّهُ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالُوا أَبَشَرٌ يَهْدُونَنَا فَكَفَرُوا وَتَوَلَّوْا وَاسْتَغْنَى اللّٰهُ۔

کیا تمہیں ان لوگوں کی خبر نہیں جنہوں نے پہلے ہی کفر کیا۔ اور اپنے اعمال کی سزا بھی چکھا۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور وہ اس لئے کہ ان کے پاس واضح دلائل لے کر آتے تھے۔ تو یہ کہہ دیا کرتے تھے کہ تم تو بشر ہو۔ تم ہماری

گے؟ پس انہوں نے کفر کیا۔ اور منہ موڑ لیا اور اللہ نے ان کی کچھ پرواہ نہ کی۔

(پارہ ۲۸۔ تغابن آیت نمبر ۵-۶)

⑦ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ فَقَالُوْا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗ۔

قوم ثمود نے پیغمبروں کی تکذیب کی۔ اور کہا کہ ہم اپنے میں سے ایک بشر کی پیروی کریں؟ (پارہ ۲۷۔ القمر آیت ۲۴)

⑧ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا۔

"حضرت نوح کی قوم کے کافر رئیسوں نے کہا ہم تم کو اپنی مثل بشر ہی دیکھتے ہیں"۔ پارہ ۱۲۔ سورہ ہود۔ آیت نمبر ۲۷۔

گویا کہ کفار بشریت ہی طعنہ بنا کر انبیاء کی توہین کرنے کے شروع ہی سے عادی تھے۔ علامہ مجلسی "مرأۃ العقول جلد نمبر ۳ صہ ۳۰۷ میں فرماتے ہیں۔

قد استقر فی نفوس الجهلة لسبب الحسد أن المتشعبين من اصل واحد فی الفضل سواء ولهذا استنكف الاخوة والاقارب عن متابعة لبعضهم وكان الكفار يقولون للانبياء ما انتم الا بشر مثلنا۔

جاہلوں کے نفوس میں از روئے حسد یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ ایک اصل سے ظاہر ہونے والے فضیلت میں برابر ہوتے ہیں۔ اس لئے بھائی اور عزیز بھی بعض کو اپنے برابر سمجھ کر اس کی پیروی سے انکار کرتے ہیں اور کافر لوگ بھی انبیا کو یہی کہتے ہیں کہ تم ہماری مثل بشر ہو"

مقصرین کے ایک مشہور اعتراض کا جواب

جناب ڈھکو نے اصول الشریعہ طبع اول صہ ۶۲ پر لکھا ہے کہ "اگر یہ انبیاء

فی الحقیقت بشر و انسان نہ ہوتے بلکہ صرف جامۂ بشریت میں ملبوس ہوتے تو یہاں
ان کے بشر ہونے کی وجہ سے ان کی نبوت کا انکار کیا جا رہا تھا۔ تو مقتضائے مقام
کہ وہ یہاں یہ جواب دے کر کفار کا ناطقہ بند کر دیتے کہ تمہیں مغالطہ ہوا ہے
ظاہر میں تمہیں بشر و انسان دکھائی دیتے ہیں۔ مگر حقیقت میں ہم کچھ اور ہی ہیں
جناب ڈھکو کی خدمت میں عرض ہے کہ کفار تو اسی مطالبہ پر بضد تھے کہ
کے نزدیک معاذ اللہ۔ اللہ کی بیٹیاں تھیں۔ وہ اپنی اصل شکل و صورت میں نبی بن کر
کے لباس میں کوئی نبی نہ آئے۔ چنانچہ قرآن کریم نے کئی جگہ ان کے اس مطالبہ کا
ہے۔ سورۂ بنی اسرائیل میں ہے۔

قُلْ لَوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا
مِنَ السَّمَاءِ مَلَكًا رَسُولًا۔

اے رسول فرما دیجیے کہ اگر زمین پر فرشتے رہتے ہوتے اور زمین پر چلتے
ہم یقیناً ان پر آسمان سے فرشتہ ہی رسول بنا کر بھیجتے۔ (آیت نمبر ۹۵ اسرائیل)
دوسرے مقام پر ارشاد ہے۔

وَلَوْ أَنْزَلْنَا مَلَكًا لَقُضِيَ الْأَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُونَ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ
مَلَكًا لَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَا يَلْبِسُونَ۔
(انعام آیت نمبر ۹-۸)

"اگر ہم فرشتہ ہی بھیجتے تو قصہ ہی تمام ہو جاتا۔ پھر ان کو مہلت ہی نہ دی
اور اگر ہم اس کو فرشتہ بناتے تب بھی انسانی صورت و شکل میں بناتے۔ اور
فعل سے ان کو وہی اشکال ہوتا۔ جو یہ اشکال کرتے ہیں۔"

علامہ فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر جلد ۴ صہ ۱۲ جلد ۶ صہ ۳۸ میں واضح
کہ اگر فرشتہ نبی بن کر آتا اور یہ نہ مانتے تو ان پر عذاب آتا۔ پھر اگر فرشتہ آتا تو بشر

میں آتا۔ اور انسانوں کے لیئے انسانی صورت میں ہی نبی کی ضرورت اس لئے درپیش ہے کہ جنس، جنس کی طرف میلان رکھتی ہے۔ اگر فرشتہ بشری شکل میں آتا۔ تب بھی یہ کہتے کہ یہ تو بشر ہے۔ لہذا چونکہ کفار کا خیال یہ تھا کہ نبی بشر کی بجائے فرشتہ ہو۔ تو انبیاء ان سے یہ کس طرح کہہ دیتے کہ ہم درحقیقت فرشتے ہیں۔ حالانکہ یہ ذوات مقدسہ تو دونوں نوعوں کے لئے اسوہ حسنہ اور نمونہ عمل ہیں۔ اسی لئے ان کو اللہ نے ملکوتی و بشری دونوں صفات کا جامع قرار دیا ہے حتیٰ کہ اہل سنت کے عالم اشرف علی تھانوی نے بھی ان آیات کی تفسیر میں تسلیم کیا ہے کہ " رسول میں شان ملکیت بھی ہوتی ہے۔ اسی لئے اس کو فرشتہ اور بشر دونوں سے مناسبت ہوتی ہے۔

(تفسیر القرآن اشرف علی تھانوی صـ ۲۶۳ تاج کمپنی لاہور)

یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے کفار کے جواب میں اپنے جنبۂ نوری کی طرف بھی واضح طور پر اشارہ فرمایا ہے۔

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَاۤءُ مِنْ عِبَادِهٖ - (ابراہیم ۱۱- پارہ ۱۳)

ان کو رسولوں نے کہا کہ ہم تمہاری مثل بشر ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں جس پر چاہتا ہے۔ احسان فرماتا ہے۔ مجمع البیان اور تفسیر طوسی کے حوالہ سے خود ڈھکو نے لکھا ہے کہ خدائے منان نے ہم پر احسان فرمایا ہے اور ہم کو بندوں میں سے منتخب فرما کر نبی بنایا ہے"

"چونکہ نبوت کی استعداد اسی کو حاصل ہوتی ہے۔ جو جنبہ نوری اور بشری دونوں کا حامل ہو۔ اللہ تعالیٰ سے لے سکے اور بندوں کو دے سکے"

انبیاء علیہم السلام پر ہی کیا منحصر ہے خود کتاب اللہ قرآن مجید کے متعلق بھی احادیث سے ثابت ہے کہ یہ بروز قیامت بشری شکل اختیار کر کے بندوں کے درمیان موجود ہوگا

Scanned with CamScanner

اصول کافی جلد دوم صہ ۲۲۹ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے

يجئ القرآن يوم القيامة في أحسن منظور إليه صورة فيمر بالمسلمين فيقولون هذا رجل منا فيجاوزهم إلى النبيين فيقولون هو منا فيجاوزهم إلى الملائكة فيقولون هو منا

"قرآن بروز قیامت خوبصورت شکل میں آکر مسلمانوں کے پاس سے گذرے گا تو وہ کہیں گے یہ ہم میں سے ایک مرد ہے۔ پھر انبیاء کے پاس سے گزرے گا تو وہ کہیں گے کہ یہ ہم میں سے ہے پھر ملائکہ کے قریب سے گزرے گا۔ تو وہ کہیں گے۔ کہ یہ ہم میں سے ہے"

جیسا کہ خود ڈھکو صاحب نے یہ روایت احسن الفوائد طبع اول صہ ۳۶۲ میں لکھی ہے
لہذا جب قرآن مجید "بشری شکل" اختیار کرے۔ اور لوگ هذا رجل منا کہہ دیں۔ تب بھی اس کی اصلی حقیقت نہیں بدل سکتی۔ تو انبیاء کے صورت بشری اختیار کرنے سے ان کی حقیقت کیسے بدل سکتی ہے۔ باقی رہا یہ کہ انہوں نے کفار کو اپنی باطنی حقیقت کیوں نہیں بتائی۔ تو اس کا جواب علامہ غزالی نے کیا خوب ہی دیا ہے۔

لم يتوقف اتباع الرسول على معرفة الرسالة كما لم يتوقف استسخار الحيوان على معرفة الانسانية بل الانسان لو اراد تعريف الحيوان خواص الانسانية كان ذلك سفه منه وتكليف مالا يطاق۔

(معارج القدس صہ ۱۰۰ طبع مصر)

رسول کی پیروی اس بات پر موقوف نہیں ہے کہ رسالت کی پوری معرفت حاصل کی جائے جس طرح کہ اگر انسان حیوان کی تسخیر کرنا چاہے تو اس کے لئے یہ بات اس پر موقوف نہیں کہ وہ انسانیت کی معرفت بھی سکھا دے۔ بلکہ انسان اگر حیوان کو انسانیت کے خواص کی تعلیم و تعریف کرنے کا ارادہ کرے۔ تو اس کی حماقت ہوگی۔ تو ایسی تکلیف

Scanned with CamScanner

ہو گی جو حیوان کی بساط سے باہر ہے۔" اتنا تو ڈھکو صاحب خود بھی تسلیم کر چکے ہیں جیسا کہ انہوں نے احسن الفوائد طبع دوم ۱۹۷۴ء صد ۷۱۵ میں لکھا ہے۔"

"انبیاء ہوں یا اوصیاء چونکہ یہ خالق و مخلوق کے درمیان وسیلہ ہیں اور وسیلہ کے لئے ذوجنبتین ہونا ضروری ہے۔ ان کا ایک جنبہ نورانی ہوتا ہے۔ دوسرا جسمانی یعنی ان کی روح مقدس نورانی اور قالب جسمانی یہ دونوں جنبے اس قدر مصفی و مجلی ہوتے ہیں۔ کہ وہ جنبہ نورانی کے اعتبار سے سید الملائکہ نظر آتے ہیں۔"

پھر ڈھکو صاحب نے اپنے مقالہ در رد بہائیت نشر شدہ در رسالہ المبلغ ماہ ستمبر ۱۹۶۳ء صفحہ ۴۴ میں خود تسلیم کیا ہے۔" انسان درجہ کمال میں بڑھتے بڑھتے اس حد تک پہنچ جاتا ہے۔ کہ فرشتہ بن جاتا ہے بلکہ فرشتہ سے بھی افضل ہو جاتا ہے اور وہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ افضلُ الملائکہ کو بھی کہنا پڑتا ہے۔ وَلَوْ دَنوتُ اُنْمُلَۃً لَاَ حْتَرَقْتُ اگر میں ایک انگشت آگے بڑھوں تو جل جاؤں"

یہ جواب خود حضرت ڈھکو پر عائد ہوتا ہے کہ وہ جب کفار انبیاء کو بشر بشر کہہ کر ان کی نبوت کا انکار کر رہے تھے۔ تو انہوں نے یہ کہہ کر کفار کا ناطقہ بند کیوں نہ کر دیا۔ کہ تم تو ہمیں بشر سمجھ رہے ہو۔ ہم تو اس منزل پر پہنچے ہوئے ہیں۔ جہاں جبرئیل جیسا فرشتہ بھی جائے تو جل جائے۔ اور ہم اپنے جنبہ نورانی کی وجہ سے سید الملائکہ نظر آتے ہیں؟

جب خود ڈھکو یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اگر انسان کسی حیوان کو انسانیت کے خواص کی تعلیم و تعریف و معرفت سکھانا شروع کر دے۔ تو یہ حماقت ہو گی۔ اور یہ ایسی تکلیف ہو گی جو حیوان کی بساط سے باہر ہے۔"

تو انبیاء اپنی معرفت اور اپنے باطنی خواص ایسے کافروں کو کس طرح بتا دیتے جو توحید ہی کے منکر تھے۔ اور صرف اسی بات پر مصر تھے۔ کہ فرشتے چونکہ ان کے اعتقاد

Scanned with CamScanner

باطل کے مطابق اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ لہٰذا وہی نبی بن کر آئیں ؟ ایسا ناقص اور غیر مناسب جواب دینا انبیاء کو کیوں کر زیبا ہو سکتا تھا۔

"بشریت انبیاء و اوصیاء کی جنس ہے نوع نہیں ہے"

احادیث معتبرہ جو ہماری ہدایت کا حقیقی سرچشمہ ہیں۔ وہ اس بات پر شاہد ہیں کہ بشریت ان ذوات مقدسہ کی جنس ہے نوع نہیں ہے۔ اگر کہیں ان پر بشریت کا اطلاق ہے تو دوسرے مقام پر بشریت کی نفی بھی ہے۔ اگر کسی مقام پر یہ ذوات مقدسہ اپنی بشریت کا اعتراف کرتے ہیں تو دوسرے مقام پر اس کی نفی بھی کرتے ہیں جیسے آنحضرتؐ نے ایسے شخص کے جواب میں فرمایا جو آپ کا فضلہ نظر نہ آنے پر اور وہاں پر خوشبو محسوس کرنے پر حیران تھا۔ آپ نے فرمایا۔

اِنَّا مَعَاشِرَ الْاَنْبِيَاءِ لَا يَكُوْنُ مِنَّا مَا يَكُوْنُ مِنَ الْبَشَرِ

گروہ انبیاء سے وہ صادر نہیں ہوتا جو کہ بشر سے صادر ہوتا ہے۔ (بحار شریف ص ۱۳۹۔ قدیمی۔

اور جناب امیر المومنین نے ارشاد فرمایا۔

يَا سَلْمَانُ نَحْنُ اَسْرَارُ اللهِ الْمُوْدَعَةُ فِى الْهَيَاكِلِ الْبَشَرِيَّةِ وَادْفَعُوْا عَنَّا حُظُوْظَ الْبَشَرِيَّةِ ۔ (طوالع الانوار ص ۲۳۱ علامہ سید مہدی موسوی)

اے سلمان ہم بشری اجسام میں ودیعت شدہ اسرار الہیہ ہیں۔ ہم سے بشری صفات کو علیحدہ قرار دو "

اسی وجہ سے احادیث معتبرہ میں معصومین علیہم السلام کی خلقت کے بیان میں واضح طور پر بشریت کو جنس قرار دیا ہے چنانچہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے خطبہ غدیریہ میں جو آپ نے مسجد کوفہ میں دیا جبکہ اس روز اتفاق سے جمعہ اور یوم غدیر ساتھ ہی آ گیا

اس میں آنحضرت صلعم اور اہل بیت علیہم السلام کے بارے میں مندرجہ ذیل حقائق آشکار فرمائے چنانچہ اس میں وارد ہے۔

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اِسْتَخْلَصَهُ فِي الْقِدَمِ عَلَىٰ سَائِرِ الْأُمَمِ عَلَىٰ عِلْمٍ مِنْهُ اِنْفَرَدَ عَنِ التَّشَاكُلِ وَالتَّمَاثُلِ عَنْ أَبْنَاءِ جِنْسِهِ اِئْتَمَنَهُ آمِرًا وَنَاهِيًا عَنْهُ أَقَامَهُ فِي سَائِرِ عَالَمِهِ فِي الْأَدَاءِ مَقَامَهُ إِذْ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ۔ إِنَّ اللهَ اِخْتَصَّ لِنَفْسِهِ بَعْدَ نَبِيِّهِ مِنْ بَرِيَّتِهِ خَاصَّةً عَلَّاهُمْ بِتَعْلِيَتِهِ وَسَمَا بِهِمْ إِلَىٰ رُتْبَتِهِ وَجَعَلَهُمُ الدُّعَاةَ بِالْحَقِّ إِلَيْهِ أَنْشَأَهُمْ فِي الْقِدَمِ قَبْلَ كُلِّ مَذْرُوءٍ وَمَبْرُوءٍ أَنْوَارًا أَنْطَقَهَا بِتَحْمِيدِهِ وَأَلْهَمَهَا بِشُكْرِهِ وَجَعَلَهَا حُجَجًا لَهُ عَلَىٰ كُلِّ مُعْتَرِفٍ لَهُ بِمَلَكَةِ الرُّبُوبِيَّةِ وَأَشْهَدَهُمْ خَلْقَهَا وَوَلَّاهُمْ مَا شَاءَ مِنْ أَمْرِهِ وَجَعَلَهُمْ تَرَاجِمَةَ مَشِيَّتِهِ وَأَلْسُنَ إِرَادَتِهِ عَبِيدًا لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ۔

مصباح المتہجد شیخ طوسیؒ ص ۵۲۴ الاقبال سید ابن طاؤس ص ۶۸۵ مصباح الزائر ابن طاؤس فصل ہفتم بحار الانوار جلد ۹۷ ص ۱۱۲ جدید مستدرک نہج البلاغہ ص ۷۹

واضح رہے کہ اس خطبہ کی روایت حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے۔

"ترجمہ: "میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے عبد اور رسول ہیں اللہ نے ان کو قدیمی طور پر ہی اپنے علم کے مطابق تمام لوگوں پر منتخب فرمایا۔ آنحضرت اپنے ہم جنس لوگوں سے ہم شکل وصورت ہونے کے باوجود حقیقت کے اعتبار سے جدا ہیں۔ اللہ نے ان کو اپنی جانب سے حکم دینے والا اور نہی کرنے والا بنایا۔ اور امین قرار دیا۔ اور تمام عوالم میں

احکام کی ادائیگی میں اپنا قائم مقام بنایا۔ کیونکہ اس کو آنکھیں نہیں پاسکتیں۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی کے بعد اپنے لئے اپنی مخلوقات میں سے چند "خواص" کو منتخب فرمایا جن کو اپنی بلندی جیسی بلندی دی اور اپنے رتبہ کی طرف ان کو فوقیت دی اور ان کو اپنی جانب داعیان حق بنایا اور ان کو قدیمی لحاظ سے ہر مخلوق سے پہلے نور کی شکل میں خلق فرمایا۔ ان کو اپنی توحید کے ساتھ نطق عطا فرمایا۔ اور اپنے شکر و تمجید کا الہام کیا۔ اور ان کو ہر اس مخلوق پر حجت قرار دیا جو اس کی حاکمیت و ربوبیت کا معترف ہے۔ اور ان ذواتِ مقدسہ کو مخلوقات کا گواہ بنایا۔ اور اپنے امر و نہی میں سے جس پر چاہا حاکم بنایا۔ اور ان کو اپنی مشیت کے ترجمان اور اپنے ارادے کی زبانیں قرار دیا۔ یہ اس کے بندے ہیں جو قول کے لحاظ سے اپنے رب سے پہل نہیں کرتے اور اس کے امر پر عمل کرتے ہیں۔

اس جلیل القدر خطبہ میں جناب امیرالمومنینؑ نے چند اہم نکات کو روشن فرمادیا ہے۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔ ۱۔ آنحضرتؐ ہم شکل وصورت میں مشابہ ہونے کے لحاظ سے ابناء جنس سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور حقیقت کے لحاظ سے ان سے منفرد و جدا ہیں۔ (۲) آنحضرتؐ اور ان کے اوصیاء مخلوقات کی خلقت سے قبل ہی نورانی حقیقت میں وجود میں آئے۔ اور اسی وقت سے ان کو اللہ نے نطق و الہام سے مختص فرمایا۔ ۳۔ ان ذواتِ مقدسہ کی بلندی اور فوقیت کی حدود توحید سے پیوستہ ہیں۔ لہٰذا ان کو ہر صفت میں بشریت کی حدود سے پیوستہ کرنا ان کی اہانت ہے۔ ۴۔ یہ ذواتِ مقدسہ اپنے کلام اور اپنے افعال میں مشیت ایزدی کے ترجمان اور اس کے احکام کے مکمل طور پر پابند ہیں۔

دوسری حدیث جو قاضی عیاض نے کتاب الشفاء فی حقوق المصطفیٰ صہ ۹ اور جناب قندوزی نے کتاب ینابیع المودۃ صہ ۷ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ انہوں نے آنحضرتؐ کے متعلق ارشاد فرمایا۔ " عَلِمَ اللّٰہُ عِجْزَ خَلْقِهٖ عَنْ طَاعَتِهٖ فَعَرَّفَهُمْ ذٰلِكَ لِكَیْ یَعْلَمُوا اَنَّهُمْ لَا یَنَالُوْنَ الصَّفْوَ مِنْ خِدْمَتِهٖ فَاَقَامَ

Scanned with CamScanner

بَیْنَہٗ وَ بَیْنَھُمْ مَخْلُوقاً مِنْ جِنْسِہِمْ فِی الصُّوْرَۃِ اَلْبَسَہٗ مِنْ نَعْتِہِ الرَّاْفَۃَ وَالرَّحْمَۃَ وَاَخْرَجَہٗ اِلَی الْخَلْقِ سَفِیْرًا صَادِقًا وَجَعَلَ طَاعَتَہٗ طَاعَتَہٗ وَمُوَافِقَتَہٗ مُوَافِقَتَہٗ فَقَالَ تَعَالٰی وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ۔

"اللہ تعالیٰ کو یہ علم تھا کہ اس کی مخلوق (اس کی طرف سے کسی وسیلہ کی ہدایت کے بغیر) اس کی اطاعت سے عاجز ہے۔ پس اللہ نے ان کو یہ سب کچھ پہنچا دیا۔ تاکہ وہ جان لیں کہ وہ (وسیلہ کے بغیر) اس کی صاف و خالص خدمت کرنے کا شرف حاصل نہیں کر سکتے۔ اسی لئے اللہ نے اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان ایک ایسی مخلوق کو وسیلہ بنا کر قائم کر دیا۔ جو صورت کے اعتبار سے ان کی "جنس" میں سے ہے۔ اور اس کو اللہ نے اپنی صفت میں سے شفقت و رحمت کا لباس پہنا کر مخلوق کی طرف اپنا سچا سفیر بنا کر برآمد کر دیا۔ اور ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور ان کی موافقت کو اپنی موافقت قرار دیا اور ارشاد فرمایا کہ جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔" اس حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے بخوبی یہ حقیقت روشن فرمائی کہ آنحضرتؐ صورت کے لحاظ سے تو جنس بشر کی ہم شکل مخلوق ہیں۔ مگر حقیقت کے لحاظ سے وہ صفات الٰہیہ کا آئینہ ہیں۔ اور اسی مظہریت کی بدولت وہ اللہ تعالیٰ کے سفیر ہیں۔ جو توحید کی پوری پوری ترجمانی کرنے آئے اور اپنا فرض پورا ادا کر کے عالم ملکوت کی طرف واپس چلے گئے۔

شیخ المقصرین کا

تحریف احادیث کا مجرمانہ ارتکاب

جناب شیخ ڈھکو نے اصول شریعہ کے پہلے باب میں بہت زور لگایا ہے۔ کہ

Scanned with CamScanner

کسی نہ کسی طرح انبیاء و آئمہ علیہم السلام کو قرآن و سنت سے نوع البشر کے افراد ثابت کردیں۔ مگر ان کی بدحواسی کا عالم یہ ہے کہ دعویٰ کچھ کرتے ہیں۔ اور دلیل کچھ دیتے ہیں مثلاً دعویٰ یہ ہے کہ معصومین نوع بشر ہی کے افراد ہیں جب کہ صہ ۹۰ طبع دوم میں حضرت حسین بن روح سے نقل کرتے ہیں۔

لکنہ جلت عظمتہ یبعث الیہم من اجناسہم و اصنافہم بشرًا مثلہم ولو بعث الیہم رسلاً من غیر صنفہم وصورہم لنفروا عنہم۔

لیکن خداوند جلیل العظمۃ نے بندوں کی طرف ان کی اجناس اور اصناف میں سے رسول بھیجے۔ کیونکہ اگر یہ رسول کسی اور صنف و صورت میں ہوتے تو لوگ ان سے خوفزدہ ہوتے۔

اس قول میں بھی جناب حسین بن روحؒ نے صاف بتایا ہے کہ رسول البشر کی جنس و صنف و صورت میں ظاہر ہوئے۔ اس سے نوع البشر ہی کے افراد ہونا کہاں ثابت ہوا۔ پھر اس سے متصل ہی نکلتے ہیں۔ ایسا ہی ایک استدلال جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ خدا و خلق کے درمیان ایسے وسائط معرفت کا وجود ضروری ہے۔ جو "مشارکین للناس فی احوالہم علی مشارکتہم فی الخلق والترکیب"

حالانکہ اس حدیث سے بھی ڈھکو صاحب کا مدعا ثابت نہیں کیونکہ انہوں نے ایک تو حدیث کا ترجمہ ہی نہیں کیا تاکہ ان کا مدعا معلوم ہو پھر حدیث مذکور میں سے لفظ "غیر" کو حذف کردیا۔ چنانچہ بحارالانوار جلد ۱۱ صہ ۳۰ جدید کتاب التوحید۔ شیخ صدوقؒ طبع نجف صہ ۱۹۷ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس طرح مروی ہے کہ آپ نے کہ ایک ملحد زندیق کے سامنے ضرورت انبیاء بیان کرتے ہوئے انبیاء کی صفت اس طرح بیان فرمائی۔

هُمُ الْاَنْبِيَاءُ وَصَفْوَتُه مِنْ خَلْقِه حُكَمَاءُ مُؤَدَّبِيْنَ بِالْحِكْمَةِ مَبْعُوْثِيْنَ بِهَا غَيْرَ مُشَارِكِيْنَ لِلنَّاسِ فِیْ اَحْوَالِهِمْ عَلٰی مُشَارَكَتِهِمْ لَهُمْ فِی الْخَلْقِ وَالتَّرْكِيْبِ مُؤَيَّدِيْنَ مِنْ عِنْدِ الْحَكِيْمِ الْعَلِيْمِ بِالْحِكْمَةِ وَالدَّلَائِلِ وَالْبَرَاهِيْنِ وَالشَّوَاهِدِ مِنْ اِحْيَاءِ الْمَوْتٰی وَاِبْرَاءِ الْاَكْمَهِ وَالْاَبْرَصِ۔

اور وہ انبیاء ہیں جو اللہ کی مخلوق میں سے برگزیدہ صاحبانِ حکمت ہیں جو حکمت وعلم سے آراستہ وتادیب یافتہ ہیں۔ اور اس کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں۔ وہ لوگوں کے ساتھ ان کے حالات میں شریک نہیں ہیں۔ باوجودیکہ وہ ان کے ساتھ مخلوق اور مرکب ہونے میں شریک ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ صاحب علم وحکمت کی طرف سے حکمت ودلائل وشواہد و براہین سے مؤید ہیں۔ مثلاً مردوں کو زندہ کرنا۔ برص وکوڑھ کے مریضوں کو شفا دینا۔ یہ حدیث اسی طرح بحار میں احتجاج طبرسی علل الشرائع وغیرہ سے منقول ہے۔

"گویا امام جعفر صادق علیہ السلام صاف صاف ارشاد فرما رہے ہیں۔ کہ انبیاء تمام حالات میں لوگوں کے ساتھ شریک نہیں صرف مخلوق ہونے میں شریک ہیں۔ مگر ڈھکو صاحب نے لفظ غیر کو حذف کر کے معصومین کو حالات میں عام بشر کے برابر کھڑا کرنے کی سعی لاحاصل کی ہے۔

اسی طرح صہ ۹۵ پر علامہ اسماعیل نوری کی کفایۃ الموحدین سے نقل کرتے ہیں کہ پس لازم است کہ آں واضع از جنس بشر باشد کہ بتوانند نوع انسان الفت بگیرند جس کا ترجمہ صحیح اس طرح ہے کہ پس لازم ہے وہ واضع قانون جنس بشر سے ہو تاکہ نوع بشر اس سے الفت حاصل کرے۔ مگر ڈھکو صاحب ترجمہ کرتے ہیں۔ "پس لازم ہے وہ قانون کا واضع بشر کی "قسم" ہو تاکہ انسان اس سے الفت کریں حالانکہ قارئین خود موازنہ کرلیں کہ ترجمہ میں کس طرح تحریف کا ارتکاب کیا ہے۔ اس طرح پوری کتاب

اس قسم کی علمی اغلاط سے پُر ہے۔ ہر جگہ ترجمہ توڑ مروڑ کر پیش کرنے کی کوشش کی ہے پھر خود ہی چوری پکڑے جانے کے اندیشہ سے اس طرح عذر کرتے ہیں " اس مقام جنس بشر سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیئے کیونکہ ہم وضاحت کر چکے ہیں کہ ایسی عبارات میں جنس کا لغوی مفہوم مراد ہوتا ہے۔ نہ منطقی " کیا کہنے اس ولاور دزد عمل کے اور اس کے عذر لنگ کے۔ گویا یہ ڈھکو صاحب کو اختیار ہے کہ جہاں چاہا جنس کا مفہوم منطقی سے لغوی میں بدل دیا۔ اور جہاں چاہا لغوی سے منطقی میں بدل دیا۔ اگر ایسا ہی ہوتا تو علامہ نوری نے اس عبارت میں جنس " اور نوع کے الفاظ کو الگ الگ کیوں لکھ دیا۔ حالانکہ ہم ان کی عبارات نقل کر چکے ہیں۔ کہ انسان متحد الجنس اور مختلف النوع ہے اور وہ واضح طور پر معصومین کی نوع جداگانہ لکھ چکے ہیں۔ جیسا کہ ان کی کتاب کنز المومنین کے جلد ۲ صہ ۳۵ پر موجود ہے۔

اتحاد نوع کے متعلق

مؤلف اصول الشریعہ کا ایک من گھڑت حوالہ اور تحریف حدیث کا ارتکاب۔

اسی طرح اصول الشریعہ صہ ۸۹ پر ڈھکو صاحب نے آٹھویں دلیل کے عنوان سے لکھا ہے کہ:۔

" وہ جن اخبار و آثار میں وارد ہے کہ انبیاء و آئمہ جنس بشر سے ہیں ان میں جنس کے لغوی معنی مراد ہیں۔ نہ منطقی ظاہر ہے کہ قرآن و حدیث میں ہی یہ الفاظ لغت عرب کے اعتبار سے استعمال ہوئے ہیں۔ نہ فلاسفہ و مناطقہ کی اصطلاح سے لغوی اعتبار سے نوع جنس صنف ہم متقارب معنی ہیں۔ اگر بایں ہمہ کوئی صاحب اسی بات پر مصر اور بضد ہوں۔ کہ جب تک آل محمدؐ کے فرمان میں لفظ نوع نہیں دکھایا جائے گا۔ اس وقت تک وہ ان کو انسانی نوع کے افراد تسلیم نہیں کریں گے۔ ان کی ضیافت طبع کے

لئے ان کا یہ مطالبہ بھی پورا کیا جاتا ہے۔ کئی اخبار و آثار میں ان ذواتِ مقدسہ کے لئے نوع انسانی کے افراد ہونے کی تصریح موجود ہے چنانچہ امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں:۔

اِحْتَمَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیًّا یُرِیْدُ بِذٰلِکَ اَنْ یُّعْلِمَ نَوْعَہٗ اَنَّہٗ ھُوَ الَّذِیْ یُخَفِّفُ عَنْ ظَھْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ مِنَ الدَّیْنِ وَالعِدَاۃِ وَالْاَدَاءِ عَنْہُ مِنْ بَعْدِہٖ (ترجمہ از ڈھکو)

جناب رسول خدا نے بروز فتح مکہ حضرت علی کو اپنے کندھوں پر سوار کر کے یہ چاہا کہ وہ اپنے بنی نوع انسان کو یہ بتائیں کہ جناب علی ہی ایک ایسے آدمی ہیں جو آنحضرت صؐ کے بعد آپ کے قرضوں اور وعدوں کو پورا کریں گے۔ اور آپ کی پشت سے بوجھ ہلکا کریں گے (الدمعۃ الساکبہ ص۱۱۱ جلد۱)

سبحان اللہ گویا یہ اختیار ڈھکو صاحب ہی کو حاصل ہوا۔ کہ اگر ہم کسی حدیث سے لفظ جنس ثابت کریں۔ تو اس کا معنی لغوی ہوگا۔ جو قسم صنف میں ہوگا۔ مگر جب وہ ہمیں کہیں "نوع" کا لفظ دکھا دیں گے تو وہاں نوع سے منطقی نوع ہی ہوگی۔ بھتے وقت تو اس نے دعوی کر دیا کہ کئی اخبار و آثار میں ان ذوات قدسیہ کے لئے نوع انسانی ہونے کی تصریح موجود ہے۔ مگر پیش کرتے وقت کئی تو بجائے خود یہ ایک حوالہ ہی پیش کرنے سے قاصر رہے۔ بڑی عرق ریزی کے بعد الدمعۃ الساکبہ سے کوئی حدیث ڈھونڈ نکالی۔ پھر لطف کی بات یہ ہے کہ ہم اگر الدمعۃ الساکبہ سے کوئی حدیث پیش کرتے ہیں۔ تو کہتے ہیں ذاکری کی کتاب ہے۔ مگر خود الدمعۃ الساکبہ سے ایسی حدیث نکال لائے جس کا کتاب مذکور میں وجود تک موجود نہیں۔ الدمعۃ الساکبہ میں علل الشرائع شیخ صدوق کے حوالے سے جو حدیث منقول ہے۔ پوری حدیث کے اندر نوع کے کہیں لفظ

تک موجود نہیں۔ بلکہ وہاں یہ ہے۔
اِحْتَمَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیًّا یُرِیْدُ بِذٰلِکَ اَنْ یُعَلِّمَ قَوْمَہٗ
رسول اللہ نے علی علیہ السلام کو اسکے کندھے پر اٹھایا تھا کہ وہ اپنی قوم کو تعلیم
یہی حدیث اسی لفظ کے ساتھ علل الشرائع صہ ۱۷۵ طبع نجف اشرف اور بحار الانوار جلد
نہم کمپانی صہ ۲۲۴/۲۲۵ میں بھی موجود ہے۔ تمام کتب احادیث میں جہاں جہاں یہ حدیث
موجود ہے۔ وہاں اس میں لفظ قومہ موجود ہے۔ نوعہ کہیں بھی نہیں۔ لفظ قوم کو نوعہ
میں بدل کر فرمان معصوم کو توڑنا مروڑنا اور حدیث معصوم کو یونانی منطقی قواعد کے مطابق
کرنے کی ناکام کوشش یہ سب ڈھکو صاحب ہی کا کارنامہ ہو سکتا ہے"

معصومین کی جُداگانہ حقیقت پر قرآنی دلائل

دلیل اوّل : تمام علماء اسلام و مناطقہ و فلاسفہ کا اس بات پر اتفاق ہے
کہ نفس ناطقہ انسانی عالم جسم میں آنے سے پہلے نطق کے سوا کسی صفت سے متصف
نہیں ہوتا۔ جبکہ انبیاء علیہم السلام عالم اجسام میں منتقل ہونے سے پہلے ہی صفت
نبوت سے متصف تھے۔ اور نبوت ان کی خلقت کا جزء ہی نہیں بلکہ عین تھی چنانچہ
ارشاد رب العزت ہے۔

" وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ
کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ
بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ " (سورہ آل عمران۔ آیت ۸۱)

اور اے رسول اس وقت کو یاد کرو۔ جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے عہد
کہ میں جو کچھ تم لوگوں کو کتاب و حکمت دوں۔ پھر تمہارے پاس رسول تشریف لائے

جو اس کی تصدیق کریں۔ جو تمہارے پاس ہے۔ تو تم ان پر اعتقاد رکھنا اور ان پر ایمان لانا۔ اور ان کی مدد کرنا۔"

آیت مبارکہ میں عالم ارواح کا تذکرہ ہے۔ اگر انبیاء کو نبوت عالم جسمانی میں آنے کے بعد ملتی تو اللہ نے قبل از حصول نبوت ان پر انبیاء کا اطلاق نہ کیا ہوتا لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ ذوات مقدسہ عالم ارواح میں ہی نبوت پر فائز تھے۔ اسی طرح سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۷ میں ارشاد ہے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰھِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ وَاَخَذْنَا مِنْھُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا۔

اور وہ وقت یاد کرو جب کہ ہم نے انبیاء سے ان کا عہد لیا۔ اور آپ سے اور نوحؑ سے اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ بن مریم سے اور ان سب سے پختہ عہد لیا۔ احادیث معتبرہ فریقین سے ثابت ہے کہ یہ ذواتِ مقدسہ ظاہری خلقت سے پہلے ہی نبوت سے متصف ہوتے ہیں۔ چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ انہوں نے مفضل سے فرمایا۔

یا مُفَضَّلُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ اللّٰہَ بَعَثَ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَھُوَ رُوْحٌ اِلَی الْاَنْبِیَاءِ وَھُمْ اَرْوَاحٌ قَبْلَ الْخَلْقِ بِاَلْفَیْ عَامٍ۔ (علل الشرائع صہ ۱۶۶ طبع نجف)

مفضل تم نے نہیں جانا کہ اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ کو خلقت کائنات سے دو ہزار سال قبل انبیاء کی طرف مبعوث فرمایا۔ جب کہ یہ عالم ارواح میں تھے۔" نیز آنحضرت صؐ نے یہود کے سامنے بھی اس حقیقت کا اعلان فرمایا۔ کہ وہ خلقت سے قبل بھی نبوت پر فائز تھے۔ چنانچہ اہل سنت کی کتاب سیرت حلبیہ جلد اول صہ ۷۷ اور شیعہ کتاب علل الشرائع صہ ۴۸ اور بحار الانوار جلد ۱۴ صہ ۲۱۵ پر ہے :۔ اِنَّ الْیَھُوْدَ قَالُوْا

لِلنَّبِیِّ اَلَسْتَ لَمْ تَزَلْ نَبِیًّا قَالَ نَعَمْ۔ یہود نے کہا کہ کیا آپ ہمیشہ سے نبی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کیوں نہیں میں ہمیشہ سے نبی ہوں۔ شیعہ حدیث میں منقول ہے کہ یہودی نے کہا۔

یَا مُحَمَّدُ اُکُنْتَ فِی اُمِّ الْکِتَابِ نَبِیًّا قَبْلَ اَنْ تُخْلَقَ قَالَ نَعَمْ اے محمدؐ کیا آپ اپنی خلقت سے قبل لوح محفوظ میں نبی تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا "ہاں" جناب امیر ارشاد فرماتے ہیں صَدَّقْتُهٗ وَ آدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔ میں آنحضرتؐ کی نبوت کی اس وقت تصدیق کی جب کہ آدم علیہ السلام ابھی روح وجسد کے مابین تھے۔ (امالی شیخ مفید ص۱۱ طبع نجف)

آیت میثاق[1] کی تفسیر میں آئمہ اہل بیت علیہم السلام سے جو احادیث منقول ہیں۔ وہ سب اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ان انبیاء واوصیاء کو اس وقت نبوت و وصیت و امامت کے مرتبہ پر فائز کر دیا گیا تھا۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے:۔

ثُمَّ اَخَذَ الْمِیْثَاقَ عَلَی النَّبِیِّیْنَ فَقَالَ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ثُمَّ قَالَ وَاِنَّ هٰذَا مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاِنَّ هٰذَا عَلِیٌّ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالُوْا بَلٰی فَثَبَتَتْ لَهُمُ النُّبُوَّةُ وَاَخَذَ الْمِیْثَاقَ عَلٰی اُولِی الْعَزْمِ اَلَا اِنِّیْ رَبُّکُمْ وَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلِیْ وَ عَلِیٌّ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَوْصِیَائُهٗ مِنْ بَعْدِهٖ وُلَاةُ اَمْرِیْ وَ خُزَّانُ عِلْمِیْ۔

---

[1] اہل سنت کی تفاسیر سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ معالم التنزیل جلد نمبر۳ ص۱۵ طبع بمبئی میں اس آیت کی تفسیر میں آنحضرتؐ سے منقول ہے کُنْتُ اَوَّلَ الْاَنْبِیَاءِ فِی الْخَلْقِ وَاٰخِرَهُمْ فِی الْبَعْثِ میں خلقت کے اعتبار سے تمام انبیاء سے اول ہوں اور بعثت کے لحاظ سے تمام انبیاء سے آخری ہوں"

بصائر الدرجات صہ، طبع دوم تبریز پھر اللہ نے انبیاء سے عہد لیا اور کہا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ پھر کہا اور یہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور علی امیر المومنین ہیں۔ انہوں نے کہا۔ پس ان کے لئے نبوت ثابت ہوئی۔ اور اللہ نے انبیاء اولی العزم سے بھی یہ عہد لیا۔ کہ میں تمہارا رب ہوں اور محمدؐ میرے رسول ہیں اور علی امیر المومنینؑ ہیں اور ان کے بعد ان کے اوصیاء میرے اولی الامر ہیں۔ نیز امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بعض اہل قریش نے آنحضرتؐ سے سوال کیا۔

بِاَیِّ شَیْئٍ سَبَقْتَ الْاَنْبِیَاءَ وَاَنْتَ بُعِثْتَ آخِرَهُمْ وَخَاتَمَهُمْ قَالَ اِنِّیْ كُنْتُ اَوَّلَ مَنْ اَقَرَّ بِرَبِّیْ وَاَوَّلَ مَنْ اَجَابَ حَیْثُ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیِّیْنَ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰی وَكُنْتُ اَوَّلَ نَبِیٍّ قَالَ بَلٰی فَسَبَقْتُهُمْ بِالْاِقْرَارِ بِاللّٰهِ۔

بصائر الدرجات صہ ۸۳ طبع تبریز

آپ کس وجہ سے انبیاء سے سبقت و فضیلت لے گئے۔ حالانکہ آپ ان سے آخر میں مبعوث ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا۔ میں نے سب سے پہلے اللہ کا اقرار کیا۔ اور سب سے پہلے اس کی دعوتِ توحید پر لبیک کہا۔ جب اللہ نے انبیاء سے عہد لیا۔ اور ان کو ان کے نفسوں پر گواہ ٹھہرایا۔ اور کہا کیا۔ میں تمہارا رب نہیں ہوں تو میں سب سے پہلے نبی تھا۔ جس نے ہاں کہی۔ اور میں اللہ کا اقرار کرنے میں ان سے سبقت لے گیا۔

اسی طرح امام صادق علیہ السلام سے متعدد احادیث میں منقول ہے ۔

مَا تَنَبَّأَ نَبِیٌّ قَطُّ اِلَّا بِمَعْرِفَةِ حَقِّنَا وَبِفَضْلِنَا عَمَّنْ سِوَانَا۔

(بصائر الدرجات صفحہ ۴۷)

ہر نبی کو اس عہد پر نبوت دی گئی کہ "محمدؐ اور ان کی آل پاک کے حق کی معرفت

رکھے اور ان کو دوسرے سے افضل تسلیم کرے
اسی سبب سے جناب فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی جب ولادت ہوئی تو
انہوں نے اسی وقت فرمایا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ أَبِي
مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ سَيِّدُ الْأَنْبِيَاءِ وَأَنَّ بَعْلِي سَيِّدُ الْأَوْصِيَاءِ
بحار جلد ۴۳ صد ۲ ب

میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ ہی واحد معبود ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور
میرے والد محمد اللہ کے رسول اور انبیاء علیہم السلام کے سردار اور میرے شوہر اوصیاء
کے سردار ہیں " ان تمام احادیث و آیات کریمہ سے ثابت ہے کہ انبیاء و اوصیاء
عالم ارواح اور عالم اجسام میں شہادت کے بعد یا زندگی میں حجت اللہ ہیں۔ اور کسی
وقت بھی ان سے نبوت و امامت حقیقی جدا نہیں۔ چونکہ ان کی نبوت و وصیت کا
اقرار توحید کے اقرار کے ساتھ پیوستہ ہے۔ جس طرح اللہ سے رب ہونے کی نفی ناممکن
ہے۔ ان کی نبوت و امامت کی نفی ناممکن ہے۔
اسی وجہ سے جناب فاطمہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت
قبل از خلقت کو خطبہ فدک میں بیان فرمایا۔
اَشْهَدُ اَنَّ اَبِي مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اِخْتَارَهُ قَبْلَ اَنْ
اَرْسَلَهُ وَاصْطَفَاهُ قَبْلَ اَنْ ابْتَعَثَهُ اِذِ الْخَلَائِقُ بِالْغَيْبِ مَكْنُونَةٌ
میں گواہی دیتی ہوں کہ میرے والد محمد اللہ کے عبد اور اس کے رسول
ہیں اللہ نے ان کو بھیجنے سے پہلے برگزیدہ فرمایا اور مبعوث فرمانے سے پہلے
وقت ہی منتخب فرمایا جبکہ مخلوقات ابھی پردۂ غیب میں پوشیدہ تھیں۔
احتجاج طبرسی صد ۱۳۳ جلد اول طبع

کتاب نوری انسان کے مضامین کی تردید

قرآن وسنت کی ان نصوص سے واضح طور پر ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی نبوت ہمیشہ ان کی خلقت کا جزو رہی ہے۔ وہ عالم الست سے ہی انبیاء تھے۔ اگرچہ ہر نبی نے اعلان نبوت مصالح کے تحت مختلف اوقات میں کیا۔" لہٰذا جناب گلاب شاہ کا نوری انسان صہ ۳۱۲ میں یہ کہنا۔" یہ بھی جائز ہے کہ کسی کو بچپنے میں نبوت عطا ہو اور یہ بھی جائز ہے کہ کسی کو چالیس برس میں عطا ہو عطیہ نبوت کے لئے قدرت نے کسی خاص عمر یا خاص وقت کو مخصوص نہیں کیا اور یہ کہنا۔ آنحضرت کو اللہ نے پہلے عبد بنایا اور اس کے بعد نبوت کے عہدہ پر فائز کیا۔ " حضرت موسیٰ و حضرت یوسف کو جوانی میں نبوت ملی۔" "حضرت یحییٰ کو تین یا دو سال میں نبوت ملی۔" ہر امام کو امامت اس وقت ملتی ہے جبکہ سابق امام کی زندگی کے آخری لمحات ہوں۔ اور اسی وقت سے اسے اپنے امام ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ اسی وجہ امام محمد تقی اور حضرت صاحب العصر کو سن بلوغ تک پہنچنے سے پہلے امامت عطا ہوئی۔ اور دیگر تمام آئمہ کو سن بلوغ کے بعد امامت کا شرف حاصل ہوا۔"

یہ تمام باتیں بالکل ہی خرافات اور علمی اصطلاحات سے ناواقفیت پر مبنی ہیں۔ ہم یہاں ان کا ازالہ کر دیتے ہیں۔

انبیاء ہمیشہ سے انبیاء ہوتے ہیں۔

جناب گلاب شاہ نے نوری انسان صہ ۲۹۴ میں کافی کی ایک حدیث کا مطلب اس طرح اخذ کیا ہے۔ "حضرت ابراہیم پر دنیا میں ایک وقت ایسا بھی گذرا کہ آپ کو اس میں نبوّت کا مرتبہ حاصل نہ تھا اور اللہ نے ان کو پہلے عبد بنایا۔ اور پھر نبی بنایا۔" یہ

مطلب اس لئے غلط ہے کہ قرآن مجید نے حضرت ابراہیم کو ظاہری خلقت سے قبل عالم ارواح میں نبی کہا ہے۔ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰهِیْمَ ۔ (سورہ احزاب آیت ۷) اور بحیثیت نبی ہی ان سے اور دیگر انبیاء سے اللہ تعالےٰ نے میثاق لیا ہے۔ عالم جسمانی میں آنے کے بعد نبوت سلب ہونے کی جناب گلاب شاہ کے پاس کون سی دلیل ہے۔ جو حدیث انہوں نے نقل کی ہے۔ اس سے قطعاً ان کا مطلب ثابت نہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَ اِبْرَاهِیْمَ عَبْدًا قَبْلَ اَنْ یَّتَّخِذَهٗ نَبِیًّا ۔ کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ابراہیم پہلے صرف عبد تھے اور کچھ عرصہ کے بعد نبی بنائے گئے۔ بلکہ یہ ترتیب رتبہ کے لحاظ سے ہے۔ اور ابراہیم کو رتبہ کے لحاظ سے پہلے عبد قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ لوگ ان کو خدا نہ سمجھ لیں اور ان کے معجزات دیکھ کر گمراہ نہ ہو جائیں۔ ہر نبی نے نبوت سے قبل عبودیت کا اعتراف اسی وجہ سے کیا۔ حضرت عیسیٰ نے بھی اسی وجہ سے بوقت ولادت یہ ارشاد فرمادیا۔

اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتَانِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا (مریم آیت ۳۰)
میں اللہ کا عبد ہوں۔ اس نے مجھ کو کتاب دی اور نبی بنایا۔

اسی سبب سے آنحضرت صلعم نے بھی تحفظ عقیدۂ توحید کے لئے پہلے عبد کا ذکر کیا۔ ارشاد ہے۔

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ (سورہ رعد آیت ۳۶)
اے رسول کہہ دیں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ شرک نہ کروں۔ آنحضرت صلعم نے بھی غلو ہی کی تردید کے لئے یہ کلمات اپنے لئے ارشاد فرمائے کہ اللہ نے مجھے نبی بنانے سے پہلے عبد بنایا۔ جیسا کہ خود جناب گلاب شاہ نے نوری انسان کے صہ ۳۱۰ پر یہ روایت لکھی ہے۔ کہ مامون نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے کہا۔ اے ابوالحسن مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ کچھ لوگ

آپ کے متعلق غلو کرتے ہیں یعنی حد سے تجاوز کرتے ہیں۔ تو اس کے جواب میں۔
امام نے آنحضرت ص کی یہ حدیث پیش کی۔ "مجھے میرے حق سے ابلند کر دیا کرو۔
کیونکہ اللہ نے مجھے نبی بنانے سے پہلے عبد بنایا۔" مگر اس روایت کا یہ مطلب نہ
ہے کہ پہلے حضور صرف عبد بنائے گئے۔ اور کچھ عرصہ بعد نبی بنائے گئے جناب عیسٰی
جب پیدا ہوتے ہی عبد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور فوراً اس سے متصل ہی نبوت کا
اعتراف بھی کرتے ہیں۔" کیونکہ اگر یہ ذواتِ مقدسہ اپنے عبد ہونے کا اعتراف نہ
کرتے۔ تو کفار ان کو اللہ یا اللہ کے بیٹے تصور کرتے۔ جیسا کہ وہ ملائکہ کے متعلق کہا
کرتے تھے جیسا کہ ارشاد ہے۔ وَيَجْعَلُونَ لِلّٰهِ الْبَنَاتِ۔ (النحل آیت ۵۷) یہ لوگ
اللہ کی بیٹیاں بناتے ہیں۔ پھر اللہ سورہ طور میں آیت نمبر ۹۹ میں ان کی تردید کرتا ہے
اَمْ لَهُ الْبَنَاتُ وَلَكُمُ الْبَنُونَ کیا اس کے لئے بیٹیاں ہیں اور تمہارے لئے
بیٹے ہیں۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔

فَاسْتَفْتِهِمْ أَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُونَ۔ (صافات آیت ۱۴۹)
اے رسول ان سے پوچھیئے۔ کہ تمہارے رب کے لئے بیٹیاں ہیں۔ اور تمہارے
لئے بیٹے ہیں۔

یہود و نصاریٰ حضرت عزیرؑ اور حضرت عیسٰیؑ کو اللہ کے بیٹے قرار دیتے تھے اور
صابین ملائکہ کو اللہ کی بیٹیاں کہتے رہے۔ تو ارشاد ہوا۔ خَرَقُوا لَهُ بَنِينَ وَبَنَاتٍ
بِغَيْرِ عِلْمٍ (انعام آیت ۱۰۰) انہوں نے اللہ کے لئے بیٹے اور بیٹیاں تراش کی ہیں
اس غلو اور شرک کی تردید کے لئے مسلمانوں کو حکم ہوا کہ تشہد میں آنحضرت کو عبدہٗ
ورسولہٗ کہہ کر ان مشرکین کی تردید کریں۔ اگر ایسا ہوتا کہ آنحضرت ص یا دیگر انبیاء اعلان
ظاہری سے قبل نبی تھے۔ تو اپنی سابقہ زندگی میں نبوت کی واضح نفی کر دیتے۔ مگر ایسا
کہیں نہیں ہوا۔ بلکہ حضور کی ولادت ہی کے وقت پر کعبہ مشرفہ سے اعلان سنا گیا

Scanned with CamScanner

یا آل قریش قد جاءکم البشیر جاءکم النذیر معہٗ العز الاعظم والربح الاکبر وھو خاتم الانبیاء ۔ اے آل قریش تمہارے پاس بشارت دینے والا اور عذاب خدا سے ڈرانے والا آ گیا۔ اور وہ آ گیا جس کے ساتھ دائمی عزت اور بڑا فائدہ ہے۔ اور وہ خاتم الانبیاء ہے۔ (بحار الانوار جلد ششم صہ ۱۶)

فاطمہ بنت اسد جب ابو طالب علیہ السلام کو جناب رسول اللہ کی ولادت کی خبر دینے آئیں تو انہوں نے فرمایا۔ اِصبری لی سبتاً آتیک بمثلہ الا النبوۃ ترجمہ تیس برس صبر کرو پھر مجھ کو اللہ تعالیٰ ایسا بچہ دے گا۔ جو اس مولود کی مثل ہو گا۔ فرق صرف اتنا ہو گا کہ یہ نبی ہے اور وہ نبی نہ ہو گا۔ (بحار جلد ششم صہ ۱۶)

گویا حضرت ابو طالب بھی آنحضرتؐ کی نبوت پیدائشی کے معتقد تھے حالانکہ حضورؐ نے اعلان ولادت سے چالیس برس بعد میں کیا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں خود ارشاد باری ہے۔

وَلَقَدْ آتَیْنَا اِبْرَاھِیْمَ رُشْدَہٗ مِنْ قَبْلُ وَکُنَّا بِہٖ عَالِمِیْنَ۔
ہم نے ابراہیم کو پہلے سے ہی ہدایت دے دی تھی۔ اور ہم اس کو جانتے تھے (الانبیاء آیت ۵۱) اور رشد سے مراد نبوت ہے بحار جلد ۱۲ صہ ۲۱۔ جدید

حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوتے ہی سجدہ میں گرے۔ اور ان کے منہ سے لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے کلمات سنائی دیئے۔ سیرت حلبیہ جلد اول صہ ،، بحار الانوار جلد ۱۲ صہ ۴۔ نیز بحار کے اسی صفحہ پر ہے کہ ان کو پیدا ہوتے ہی اللہ نے آسمانوں اور زمینوں کا مشاہدہ کرایا۔ جس کے متعلق ارشاد ہے۔

کَذٰلِکَ نُرِیْ اِبْرَاھِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔
"ہم اس طرح ابراہیم کو آسمانوں اور زمینوں کی حکومت کا مشاہدہ کراتے ہیں"

Scanned with CamScanner

"امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ ابراہیم علیہ السلام کے لئے اللہ تعالےٰ نے آسمانوں کے پردے ہٹا دیئے اور انہوں نے ہر چیز کا مشاہدہ کیا۔ مجمع البیان جلد ۴ صہ ۳۲۲۔

یہ علامات نبوّت نہیں تو اور کیا ہیں۔ اور کس طرح ان کی نبوّت کا کسی وقت کے لئے انکار کیا جاسکتا ہے؟

جب جناب یوسف کے لئے جو گلاب شاہ نے صہ ۲۰۱ میں لکھا ہے کہ ان کو اٹھارہ سال کی عمر میں نبوّت عطا کی گئی۔ یہ بھی واضح طور پر تحریف مطلب کا سنگین ارتکاب ہے کیونکہ اٹھارہ سال کی عمر میں تو انہوں نے اعلان نبوّت و رسالت فرمایا۔ جبکہ وہ عالم الست سے ہی نبی تھے۔ علامہ ثعلبی نے قصص الانبیاء صہ ۱۰۸ طبع مصر میں لکھا ہے۔ کہ جب حضرت آدم کو ان کی ذریت سے ہونے والے انبیاء دکھائے گئے۔ تو چھٹے طبقے کے انبیاء میں حضرت یوسف علیہ السلام بیٹھے ہوئے جن کے پیچھے انبیاء کا ایک گروہ تسبیح و تقدیس کر رہا تھا۔ اور ان کا حسن و جمال دیکھ کر آدم مبہوت ہوئے اور فرمایا تم ہونے والے مصائب پر افسوس نہ کرنا۔ میں تمہارا نام یوسف رکھتا ہوں اور حضرت آدم نے پہلے ان کو یوسف کے نام سے یاد کیا۔" اسی طرح حضرت یحییٰ نے تین برس کی عمر میں اعلانِ رسالت کیا۔ یہ نہیں ہے کہ ان کو نبوت عطا نہیں کی گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک مقررہ وقت پر رسالت و نبوت کے فرائض انجام دینے کا حکم دیا گیا۔ ورنہ وہ عالم الست سے ہی نبی تھے۔ پس مقصرین کا انبیاء علیہم السلام کی نبوت کی بعض اوقات نفی کرنا واضح طور پر قرآن کریم کی تکذیب ہے اور اخبار و آثار محمد و آل محمدؐ کا صریحاً انکار ہے۔"

نبی کو ہمیشہ اپنی نبوت کا اور امام کو ہمیشہ سے اپنی امامت کا علم ہوتا ہے

جناب گلاب شاہ لکھتے ہیں۔ " ہر امام کو امامت اس وقت حاصل ہوتی ہے جبکہ سابق امام کی زندگی کے آخری لمحات ہوتے ہیں۔ اسی وقت اسے سابق امام کے سارے علوم بھی حاصل ہوتے ہیں۔ اسی وقت اسے اپنے امام ہوجانے کا بھی پتہ چلتا ہے۔ اسی وجہ سے حضرت امام محمد تقی اور صاحب العصر بارہویں امام کو سن بلوغ تک پہنچنے سے پہلے امامت عطا ہوئی۔ اور دیگر تمام آئمہ کو سن بلوغ کے بعد امامت کا شرف حاصل ہوا ہے۔
(نوری انسان صہ ۳۱۲)

النبی نبی ولو کان صبیًا۔ کا مطلب یہ لکھتے ہیں کہ نبی بلند پایہ و بلند مرتبہ ہستی ہوتی ہے۔ نبی کے معنی بلند کے ہیں۔ امام پہلے اعجاز عصمت۔ اعجاز نماتی سے متصف ہوتا ہے مگر امام نہیں ہوتا۔ صرف امامت کی صلاحیت رکھتا ہے۔ بالفعل امامت تو سابق امام کے انتقال کے بعد ہوتی ہے " (صہ ۳۱۵)

اولاً تو جناب گلاب شاہ پر یہ واضح رہنا چاہیئے کہ ہر حدیث جو قرآن مجید کی نص سے متصادم ہو وہ ناقابل قبول ہوگی۔ جناب نے نوری انسان صہ ۲۹۷ سطر اخیر پر جو حدیث نقل کی ہے۔ " ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ بچپنے میں نبوت و امامت حاصل ہوجائے اور ایسا بھی جائز ہے کہ چالیس سال کی عمر میں عطا ہو۔ اس حدیث کے بارے میں علامہ مجلسی نے مرآۃ العقول جلد ۴ صہ ۲۴۹ میں فرمایا ہے۔ ضعیف علی المشہور یہ حدیث بناء بر قول مشہور ضعیف ہے۔ لہذا اس سے استدلال قائم کرنا ہی بے سود ہے۔ پھر بنا بر تسلیم حدیث مذکور میں نبوت کی بات نہیں حکمت کی بات ہے۔ نقد یجوزان یوتی الحکمۃ وھو صبی ویجوزان یوتاھا وھو

ابن اربعین۔

"یعنی یہ جائز ہے کہ حکمت کم سنی میں دی جائے۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ حکمت چالیس سال میں دی جائے۔ یہاں حکمت سے مراد نبوت نہیں عہدۂ رسالت اور عہدۂ فرائض امامت ظاہرہ مراد ہے۔"

جناب گلاب شاہ یہ سمجھتے ہیں کہ امامت صرف ظاہری عہدہ امامت کے فرائض کی انجام دہی کا نام ہے۔ امام یا نبی جب تک ظاہری عہدہ پر فائز نہ ہو۔ اس سے قبل اس میں نبوت یا امامت کی صلاحیت تو ہوتی ہے۔ مگر وہ نبی یا امام نہیں ہوتا۔" یہ خیال بچند وجوہ باطل اور قابل ردّ ہے۔

وجہ اوّل : " اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ امامت صرف ظاہری عہدہ کے فرائض کی انجام دہی پر منحصر ہے۔ اور اس سے قبل امام حقیقت میں امام نہیں ہوتا۔ تو ان بے شمار احادیث کی تکذیب لازم آئے گی۔ جن میں آنحضرت صلعم نے بارہ خلفاء معصومینؑ کے اسماء بیان فرما کر ان کی امامت پر نص فرمائی۔ مثلاً ابھی امام حسین علیہ السلام ظاہری امامت کے عہدہ پر فائز نہ ہوئے تھے۔ جو امام حسن کی شہادت کے بعد شروع ہونا تھا۔ آنحضرت صلعم نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

"اَنْتَ الْاِمَامُ اِبْنُ الْاِمَامِ وَاَخُوالْاِمَامِ وَتِسْعَۃٌ مِنْ صُلْبِکَ آئِمَّۃٌ اَبْرَارٌ وَالتَّاسِعُ قَائِمُھُمْ (کفایۃ الاثر)

تم امام ہو امام کے فرزند ہو اور امام کے بھائی ہو۔ اور تمہاری صلب میں سے ہونے والے نو امام نیک سیرت ہیں جن کا نواں امام قائم ہے۔ کفایۃ الاثر صہ ۶۸ طبع جدید جب امام حسین اس وقت امامت ظاہرہ پر فائز نہ تھے تو آنحضرتؐ نے ان کو امام کس طرح کہہ دیا۔"؟

وجہ دوم : معصومینؑ اور ان کے لواحقین کا عقیدہ یہی رہا ہے۔ کہ آئمہ طاہرین

عالم الست ہی سے آئمہ برحق ہیں۔ عالم ارواح ہو یا عالم اجسام کہیں بھی ان کی امامت کی نفی نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ جناب امام حسن علیہ السلام بوقت شہادت جب محمد بن حنفیہ کو امام حسینؑ کی امامت ظاہرہ تسلیم کرنے کی نصیحت فرمارہے تھے۔ تو انہوں نے ان کو جواب میں فرمایا:

"اَلْحُسَیْنُ اَعْلَمُنَا عِلْماً وَ اَثْقَلُنَا حِلْماً وَ اَقْرَبُنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ رَحِماً کَانَ اِمَاماً قَبْلَ اَنْ یُخْلَقَ وَ قَرَءَ الْوَحْیَ قَبْلَ اَنْ یَنْطِقَ فَلَمَّا اخْتَارَ اللّٰہُ مُحَمَّداً وَ اخْتَارَ مُحَمَّدٌ عَلِیّاً وَ اخْتَارَكَ عَلِیٌّ وَ اخْتَرْتَ الْحُسَیْنَ سَلَّمْنَا وَ رَضِیْنَا"

"حسین ہم سب سے زیادہ صاحب علم ہیں اور ہم سب سے زیادہ عظیم الحلم ہیں وہ اپنی خلقت سے پہلے ہی امام تھے۔ اور وہ بولنے سے پہلے ہی وحی کو پڑھ چکے تھے جب اللہ نے محمدؐ کو منتخب کیا اور محمدؐ نے علی کو منتخب کیا۔ اور علی نے آپ کو منتخب کیا۔ اور آپ نے حسین کو منتخب کیا۔ تو ہم نے سر تسلیم خم کیا۔ اور ہم راضی ہوئے۔

بحار الانوار جلد ۴۴ صہ ۱۷۵ مرأۃ العقول جلد ۳ صہ ۳۱۴ علامہ مجلسی شرح میں لکھتے ہیں: امام حسین اپنے ظاہری بدن میں خلق ہونے سے پہلے ہی امام بن چکے تھے اور ان کی ارواح مقدسہ اپنے اجسام مطہرہ سے تعلق رکھنے سے قبل ہی علوم لدنیہ کی عالم اور ان کے لئے معلم تھیں۔ اگر محمد بن حنفیہ نے امام حسین کے متعلق ان کی خلقت سے قبل ہی امام ہونے کا ذکر کر کے غلط بیانی کی ہوتی۔ تو امام حسن علیہ السلام فوراً ان کو ٹوک دیتے۔ کہ تم ان کو خلقت سے پہلے امام کس طرح کہہ رہے ہو؟

وجہ سوئم: اگر نبوت و امامت محض اسی مخصوص مدت کے لئے ظاہری فرائض نبوت و امامت کی انجام دہی کے نام نے کے لحاظ سے ہے تو لازم آتا ہے کہ آنحضرت اور گیارہ آئمہ جب کہ اپنی ظاہری زندگی کے فرائض پورے کر کے وفات پا چکے ہیں۔ تو پہلے کی طرح اب بھی ان کی نبوت یا امامت کی نفی کر دی

حالانکہ جناب گلاب شاہ خود تشہد نماز میں کہتے ہیں۔ اشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ۔ تو یہ شہادت کس طرح درست ہے جبکہ وہ فرائض رسالت سے سبکدوش ہوکر دنیا سے گذر چکے اور پھر ہم پر آئمہ کی امامت کے عقیدہ کا وجوب کس طرح ہو سکتا ہے اور قبر میں امامت کا سوال کس لئے ہو سکتا ہے۔ لہٰذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ ذوات مقدسہ جس طرح ابتدائے آفرینش سے ہی نبوت یا امامت کے عہدہ پر فائز ہے بالکل اسی طرح زندگی میں اور وفات کے بعد بھی فائز ہیں کسی وقت بھی ان سے ماہیت نبوت و امامت کی نفی نہیں کی جا سکتی ،،

وجہ چہارم : ایسی روایات جن سے گلاب شاہ یہ مطلب نکالتے ہیں کہ امام کو سابق امام کی وفات کے وقت اپنی امامت کا پتہ چلتا ہے " اس علم سے مراد علم حقیقی نہیں بلکہ علم ظہوری ہے جیسا کہ خود اللہ تعالٰے کا ارشاد ہے۔ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا (آل عمران آیت نمبر ١٤٠) تاکہ اللہ کو مومنین کا علم ہو جائے تمام مفسرین اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ کہ علم ذاتی تو اللہ کو ہمیشہ سے ہے۔ مگر مومنین کے ایمان کا علم ان کے اظہارِ ایمان پر موقوف ہے ورنہ علم معلوم کے مطابق نہ ہو گا۔ ہزارہا احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم آئمہ کی ولادت سے بھی پہلے ان کے اسمائے گرامی صحابہ کرام کو بتا گئے تھے۔ حتیٰ کہ نام تک یاد کرا دیئے پھر یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ رعیت کو شروع ہی سے یہ معلوم ہو کہ آئندہ آنے والے اوصیا و آئمہ کون کون ہوں گے ؟ اور خود آئمہ کو اپنی امامت کا پتہ ہی نہ ہو ؟ امت اگر معرفتِ امام سے بے بہرہ ہو تو جاہلیت کی موت مرے۔ اور خود امام کو اپنی امامت کی خبر تک نہ ہو ؟

حضرت سلمان فارسیؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بارہ آئمہ کے اسماء میں سے ایک ایک نام گنوا گنوا کر یاد کرائے تھے۔ اور جب سلمان فارسیؓ نے عرض کی کہ

Scanned with CamScanner

یا رَسُولَ اللّٰہِ ھَل یَکُونُ ایمانٌ بِھِم بِغَیرِ مَعرِفَۃِ اَسمائِھِم وَاَنسابِھِم قَالَ لَا ۔

یعنی یارسول کیا یہ ضروری ہے کہ ان کے اسماء و انساب کی معرفت بھی حاصل کی جائے ۔ کیا اس کے بغیر ایمان حاصل نہیں ہو سکتا ؟ تو آنحضرت ؐ نے فرمایا نہیں

تفسیر برہان صہ ۵۹ صہ ۸۷ طبع قدیم : حالانکہ ابھی تو ان آئمہ میں سے اکثر نے دنیا میں تشریف ہی نہ لاتے تھے ۔ یہ کیا عدل خداوندی ہے کہ سلمان جیسے صحابہ کرام کو ان بارہ آئمہ کے اسماء و انساب کی معرفت نہ ہو ۔ تو ان کا ایمان ہی کامل نہ ہو اور خود آئمہ کو ظاہری زندگی میں اپنی امامت کے بارے میں پتہ تک نہ ہو ۔ عام رعیت کے افراد تو قبر میں مَن اِمامُکَ کا جواب دینے اسماء آئمہ بتانے کے پابند کئے جائیں اور خود آئمہ کو اپنی امامت ہی کا علم نہ ہو ؟

ہاں یہ چند غیر متواتر احادیث جن کو جناب مولف نوری النسان نے نقل کیا ہے یہاں لازماً ہمیں یہ تاویل کرنے پڑے گی ۔ کہ چونکہ سابق امام کے آخری لمحات حیات کے وقت امام لاحق نے تبرکات انبیاء ، صحائف سماویہ جفر و جامعہ وغیرہ ان سے حاصل کرنے ہیں ۔ اور امامت کے فرائض ظاہر پہ عہدہ برآ ہونا ہے ۔ لہذا یہاں علم سے مراد علم حقیقی نہیں لیا جائے گا ۔ تاکہ احادیث کثیرہ امامت و میثاق کی تکذیب نہ ہو ۔ اور یہاں علم سے مراد علم ظہوری لیا جائے گا ۔ جس کی وضاحت کی گئی ۔

امامت ظاہری پر فائز ہونے سے قبل امام کی امامت

وجہ پنجم : کی نفی کہیں بھی وارد نہیں ہوئی ۔ جبکہ احادیث کثیرہ میں وارد ہے کہ جو امام ظاہری امامت پر فائز ہے ۔ وہ امام ناطق ہے اور جو اس کا ہونے والا جانشین ہے وہ امام صامت ہے ۔ ابن ابی یعفور امام جعفر صادق ؑ سے سوال کرتا ہے ۔ ھَل یُترَکُ الاَرضُ بِغَیرِ اِمَامٍ قَالَ لَا قُلتُ فَیَکُونُ اِمَامَانِ

Scanned with CamScanner

قَالَ لَا اِلّا وَ اَحَدُهُمَا نَاطِقٌ وَالاٰخَرُ صَامِتٌ۔

کیا زمین کو امام سے خالی رکھا جا سکتا ہے۔ فرمایا نہیں پھر اس نے کہا کہ کیا زمین میں دو امام ہو سکتے ہیں فرمایا۔ ایک امام ناطق ہو گا اور دوسرا صامت یعنی خاموش بحار الانوار جلد نمبر ۷ صہ ۲۰۸ طبع کمپانی "

پس اس کا یہ مطلب تو نہیں ہو سکتا کہ جو امام اپنی ظاہری مسند امامت پر جاگزیں نہ ہو۔ اس کو اپنی امامت کی خبر تک نہیں جبکہ تقریباً چالیس احادیث موجود ہیں کہ :-

لَا تَتَکَلَّمُوْا فِی الْاِمَامِ فَاِنَّ الْاِمَامَ یَسْمَعُ الْکَلَامَ وَهُوَ فِی بَطْنِ اُمِّهٖ۔

امام کے متعلق کلام نہ کرو۔ امام تو شکم مادر میں ہو تب بھی وہ تمہارے کلام کو سن رہا ہوتا ہے۔ البحار الانوار جلد ۷ صہ ۱۹۱ کمپانی "

جناب گلاب شاہ نے النبی نبی ولو کان حبیاً۔

وجہ ششم : کا یہ مطلب پیش کیا ہے کہ وہ عہدۂ نبوت پر فائز ہونے سے قبل بلند مرتبہ ہوتا ہے کیونکہ لغت میں نبی کا معنی بلندی کے ہیں۔ یہ تو بالکل ہی من گھڑت ہے۔ جس کا مطلب یہ ہو گا۔ وہ عہدۂ نبوت پر فائز ہونے سے قبل تو بلند مرتبہ ہو گا۔ مگر بعد میں نہ ہو گا۔ اور بلند مرتبہ ہونے کی وجہ سے لغوی اعتبار سے کسی کو نبی کہنا جائز ہو گا۔ تو ہر بلند مرتبہ عالم، امیر، حاکم بھی اس رعایت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے آپ کو نبی کہلانے کا جواز پیدا کرے گا۔ اور مرزا قادیانی کو بھی یہ موقع میسر آسکتا ہے کہ وہ کہے۔ میں اپنے مریدوں میں بلند مرتبہ ہوں لہذا میں اس معنی کے لحاظ سے نبوت کا حقدار ہوں۔" بلکہ اس کا یہ مطلب ہی درست ہو گا۔ کہ نبی چاہے اپنی رسالت کا اعلان کرے یا نہ کرے۔ وہ ہر عمر میں نبی ہے۔ اس مطلب کے تحت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حسنین شریفین کے لئے فرمایا۔ هُمَا اِمَامَانِ قَامَا اَوْ قَعَدَا۔ یہ دونوں امام ہیں عہدۂ امامت پر فائز ہوں یا یہ گھر میں بیٹھے ہوتے ہوں۔ پھر یہ عقیدہ جو جناب مؤلف لوری

Scanned with CamScanner

انسان نے تراشا ہے۔ اکابر علماء امامیہ کے مسلمہ عقائد کے بالکل خلاف ہے ہم
شیخ مفید رح سے لے کر صاحب قوانین تک کے اقوال پیش کریں گے۔ کہ آنحضرت
جس طرح کہ عالم ارواح وانوار میں نبوت کے درجہ پر فائز تھے اسی طرح ولادت کے
وقت ہی سے سید الانبیاء تھے اگرچہ آپ کی بعثت ورسالت کا اعلان چالیس سال کی
عمر میں ہوا۔ اور اعلان رسالت کے لحاظ سے انبیاء ماسلف میں تفاوت ممکن ہے
تاہم کسی وقت بھی نبی سے نبوت کی نفی اور امام سے امامت کی نفی ممکن نہیں ہے
حالانکہ عارضی صفات عالم ارواح سے کسی فرد بشر کے ساتھ نہیں ہوتیں "

دلیل دوم

معصومین کی ناسوتی بشریت

ارشاد رب العزت ہے :- قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰى اِلَىَّ
اَنَّمَا اِلٰـهُكُمْ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ۔ سورہ کہف آیت ۱۰۱ سورہ فصلت آیت ٦
اے رسول کہہ دیجئے کہ میں تمہاری مثل بشر ہوں۔ مجھ پر یہ وحی ہوتی ہے
کہ تمہارا اللہ واحد ہے۔

آیت مذکورہ ان مشرکین کے عقائد باطلہ کے جواب میں ہے۔ جو ملائکہ کو اللہ کی
بیٹیاں کہتے تھے اور ساتھ یہ بھی عقیدہ رکھتے تھے۔ کہ ملائکہ کو ہی نبی بن کر آنا چاہیے
جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔ قَالُوا لَوْ شَاءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ
بِهٖ كٰفِرُوْنَ (فصلت ۱۴)

اگر اللہ چاہتا تو ملائکہ ہی کو نبی بنا کر نازل کرتا۔ جو کچھ آپ اللہ کا پیغام لائے ہیں
ہم اس کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے ، جَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ

عِبَادُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ۔ (زخرف ۴۳)

ان لوگوں نے ان فرشتوں کو مؤنث بنا دیا جو کہ اللہ کے بندے ہیں۔ تیسرے مقام پر اللہ نے مشرکین کے عقائد کا اس طرح ذکر فرمایا ہے۔

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَ بَنٰتٍۭ بِغَيْرِ عِلْمٍ (انعام ۱۰۰)

انہوں نے شیطانوں کو اللہ کا شریک بنا رکھا ہے۔ حالانکہ اللہ نے ہی ان کو خلق کیا اور انہوں نے اللہ کے لئے بلا سند بیٹے اور بیٹیاں تراش رکھی ہیں" ان سابقہ مشرکانہ عقائد اور خود ساختہ وسائل کی تردید کے لئے ضروری تھا۔ کہ رسول اللہ تواضع کا مظاہرہ فرما کر مقام توحید کا تحفظ کرتے۔ اس وجہ سے آپ نے فرمایا کہ میں تو تمہاری طرح مخلوق ہوں۔ مجھے تو یہ وحی ہے۔ کہ میں اللہ کا نہ شریک ہوں نہ بیٹا۔ بلکہ تمہارا خدا وحدہ لاشریک ہے۔ چنانچہ علماء فریقین نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم نے ازراہِ تواضع و فروتنی اپنے آپ کو بشر مثلکم کہا۔ چنانچہ تفسیر لوامع التنزیل جلد ۱۶ صد ۶۷ اور تفسیر معالم التنزیل جلد ۲ صد ۲۲۷ میں ابن عباس سے منقول ہے۔ عَلَّمَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ التَّوَاضُعَ لِكَيْلَا يَزْهِىَ عَلٰى خَلْقِهٖ : اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو تواضع کا سبق دیا تاکہ ایسا نہ ہو کہ لوگوں کو ان کے متعلق غلو پیدا ہو جائے۔ تفسیر کبیر جلد ۵ صد ۶۱۱، تفسیر خازن جلد ۶ صد ۸۷ میں ہے۔ اَمَرَ مُحَمَّدًا اَنْ يَّسْلُكَ طَرِيْقَةَ التَّوَاضُعِ ۔ اللہ نے آنحضرت م کو تواضع کے طریقہ پر چلنے کا حکم فرمایا۔ اب یہ بات قابل غور ہے۔ کہ جس آیت میں رسول اللہ م تحفظ مقام توحید کے لئے اپنی فروتنی اور تواضع کا ذکر کر رہے ہیں۔ اس کو توہین رسالت کے لئے کیونکر استعمال کرنا جائز ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ کسی صحابی یا کسی فرد اہل بیت نے آنحضرت م کے سامنے یہ کبھی نہیں کہا۔ کہ اَنْتَ بَشَرٌ مِّثْلُنَا حضور آپ تو ہماری طرح

کے بشر ہیں جناب امیر المومنین کا فرمان شاہد ہے۔ کہ لم یخلق اللہ قبلہ ولا بعدہ
مثلہ۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے اور ان کے بعد کسی کو بھی
نہیں پایا۔ بحار الانوار جلد ۶ قدیمی صہ ۱۵۲۔ تاریخ طبری جلد ۲ صہ ۱۰۹۔
جلد ۲ صہ ۱۱۴۔ ابن سعد جلد اول صہ ۱۴۱ بلکہ جناب امیر نے اس طرح ارشاد
اَقَامَہٗ فِی سَائِرِ عَالَمِہٖ فِی الْاَدَاءِ مَقَامَہٗ اِذْ لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ
آنحضرت صلعم کو ہر عالم میں اپنا قائم مقام بنایا۔ چونکہ اللہ کو ہماری آنکھیں نہ
سکتیں۔ (بحار ۷، ۹ صہ ۱۱۲)

قرآن مجید کا مطالعہ واضح طور پر ہمیں یہ درس دیتا ہے۔ کہ لفظ مثل سے یہ
نہ سمجھا جائے۔ کہ آنحضرت ص تمام صفات میں مثل بشر ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے
مثل کو محض مشابہت و مشارکت فی الخلق کے طور پر استعمال کیا ہے جیسا کہ
ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ۔
(اعراف ۱۹۴)

تم اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہو۔ وہ خود تمہاری مثل اس کے بندے ہیں گو
اللہ تعالیٰ۔ بتوں، شیطانوں کو، جن کی کفار پرستش کرتے تھے۔ خود کفار کی مثل کہا
حالانکہ بت جمادات میں تھے۔ شیطان ناری تھے یہ لوگ خود انسان تھے لیکن لفظ
مثل کی وجہ سے ان سب کی نوع و حقیقت یکساں نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح دوسرے
مقام پر اللہ نے پرندوں اور حیوانوں کو ہماری مثل کہا ہے۔ وَمَا مِنْ دَابَّۃٍ فِی
الْاَرْضِ وَلَا طَائِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْہِ اِلَّا اُمَمٌ اَمْثَالُکُمْ (انعام آیت ۳۸)
زمین میں جتنی قسم کے جانور ہیں۔ اور آسمان میں جو پرندے پرواز کر رہے ہیں وہ
سب تمہاری مثل امتیں ہیں۔ خود خلاق کائنات حدیث قدسی میں ہر مومن کے
ارشاد فرماتا ہے۔ عَبْدِیْ اَطِعْنِیْ اَجْعَلْکَ مِثْلِیْ۔ اے میرے بندے تو میری

کریں تجھ کو اپنی مثل بنادوں " نفائس الاخبار ص۴۱ طبع ایران

کیا اس کا یہ مطلب ہو گا کہ جب بندہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے۔ تو اس کی حقیقت اللہ کی حقیقت کے برابر ہو جاتی ہے (معاذ اللہ) ایسا ہرگز نہیں ہے۔ تفسیر برہان ص۱۱، میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام جناب رسول اللہ صلعم اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔ خَلَقَهُمَا بِيَدِهٖ وَ نَفَخَ فِيهِمَا بِنَفْسِهٖ وَصَوَّرَهُمَا عَلٰى صُوْرَتِهٖ وَ جَعَلَهُمَا اَمْثَالَهٗ وَشُهَدَاءَهٗ عَلٰى خَلْقِهٖ وَخُلَفَائَهٗ عَلٰى خَلِيْقَتِهٖ۔

اللہ نے ان ذواتِ مقدسہ کو اپنے خاص دستِ قدرت سے خلق فرمایا اور ان کو اپنی صفاتی صورت پر صورت عطا فرمائی۔ اور ان کو اپنی " مثل " بنایا۔ اور بندوں پر گواہ بنایا۔ اور مخلوق پر اپنے خلفاء بنایا "

اگر ان ذوات مقدسہ کے لئے بشر سے مشابہت بیان کرتے وقت لفظ مثل آیا ہے۔ تو صفات توحید سے بھی مناسبت رکھنے کے سبب سے ان کو اللہ کے "مثل" بھی کہا گیا ہے۔ حالانکہ اللہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ کا مصداق ہے "

نیز یہ حقیقت بھی مخفی نہ رہے۔ کہ اگر یہ بزرگوار امت کو مانوس کرنے کے لئے قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہتے ہیں۔ یہ ان کی تواضع ہے۔ ورنہ ان کی ذوات مقدسہ کو اللہ تعالےٰ کے مَثَلِ اَعْلٰى بھی کہا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى اللہ کے لئے مثل اعلیٰ ہے۔ (نحل آیت ۶۰) آثار معصومین میں ان ذوات مقدسہ کو وَالْمَثَلُ الْاَعْلٰى کہا گیا ہے۔ جیسا کہ زیارت جامعہ کبیرہ میں بھی ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلٰى اَئِمَّةِ الْهُدٰى وَمَصَابِيْحِ الدُّجٰى وَاَعْلَامِ التُّقٰى وَذَوِي النُّهٰى وَاُولِي الْحِجٰى وَكَهْفِ الْوَرٰى وَوَرَثَةِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمَثَلِ الْاَعْلٰى (مفاتیح الجنان ص۵۴۵)

Scanned with CamScanner

آیۃ اللہ آقا سید عبداللہ شبر مرحوم شرح زیارت جامعہ کبیرہ صہ ۲۴۰ طبع بمبئی

فرماتے ہیں۔ فانہم حجج اللہ بل اعلاھم وھم المتصفون بصفات

اللہ فکانہم صفاتہ بل ھم مظاھر اسمائہ وصفاتہ۔

آئمہ طاہرین حجتہائے خدا ہیں بلکہ تمام حجتوں سے اعلیٰ ہیں اور اللہ کی صفات

سے اس طرح متصف ہیں۔ گویا کہ یہ بذات خود اس کی صفات ہیں۔ بلکہ اس کے اسماء

اور اس کی صفات کے مظاہر ہیں۔ نیز خود جناب رسول اللہ صلعم کا ارشاد ہے۔

نَحْنُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی ہم مثل اعلیٰ ہیں۔ علامہ ابوالحسن الشریف اس حدیث کے

بعد فرماتے ہیں۔ قد ورد فی الاخبار الکثیرۃ المستفیضۃ انّ الائمۃ ھم

المثل الاعلیٰ۔ (مرآۃ الانوار طبع اول صہ ۲۴۲)

بہت سی احادیث سے ثابت ہے کہ آئمہ علیہم السلام ہی مثل اعلیٰ ہیں

باوجود ان نصوص کثیرہ کے جناب مولانا حسین بخش جاڑا پر ہمیں تعجب ہے کہ انہوں نے

تفسیر انوار النجف میں اس کا بلاوجہ انکار کرکے اس کو اہل منبر کی ایجاد قرار دیا ہے

یک ہمارے اکابر علماء میں سے کسی نے بھی آیت انما انا بشر مثلکم سے یہ

مطلب نہیں نکالا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حقیقی و واقعی فرد بشر ہیں

صرف وحی کا فرق ہے۔ جب کہ یہ عقیدہ ہمیشہ مخالفین کا عقیدہ ہی سمجھا گیا ہے۔

بہان اصفہانی شافعی نے جب علامہ حلی مرحوم پر جرح کرکے لکھا ہے۔ ان الآیۃ

تدل علی مماثلتھم لسائر الناس فیما یرجع الی البشریۃ والامتیاز

بالوحی لا غیر۔ یہ آیت تو اس مطلب پر دلالت کرتی ہے کہ انبیاء تمام لوگوں کے

ساتھ بشریت میں مماثلت رکھتے ہیں۔ اور امتیاز صرف وحی کا ہے۔ تو شہید ثالث

سید نور اللہ شوستری مرحوم نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا:۔

ان القول بمثل ھذہ المماثلۃ

والحصر بقول لا غیر یخالف تصریحاتهم بنوریة النبی بل سائر الانبیاء وتفضیلهم علی الملائکة ۔

" احقاق الحق جلد نمبر ۲ صہ ۲۱۳ طبع آقائے مرعشی قم جدید " یعنی ابنیاء کو بالکل ہی بشر کے مثل قرار دینا۔ اور یہ کہنا کہ صرف وحی کا ہی فرق ہے۔ اور کوئی فرق نہیں اور لا غیر کے ساتھ اس کی تاکید وحصر کرنا یہ علماء شیعہ کی وضاحت کے خلاف ہے جنہوں نے آنحضرت صلعم بلکہ تمام انبیاء کے نوری ہونے کی تصریح کی ہے۔ اوران کو ملائکہ سے افضل قرار دیا ہے۔

مقصرین و نواصب کی ہم آہنگیٔ عقائد

جس طرح روزبہان ناصبی نے انبیاء کو حقیقی بشر کہہ کر صرف وحی کا فرق بیان کیا۔ اسی طرح ایرانی مقصر و ناصبی ابوالفضل برقعی علیہ ما علیہ نے (درسے از ولایت) میں یہ دعویٰ کیا کہ انبیاء و آئمہ بشر محض ہیں۔ آیت اللہ مرحوم آقا شیخ علی نمازی شہرودی نے (اثبات ولایت صہ ۱۳۸) میں اس کی تردید میں لکھا ہے کہ سینکڑوں احادیث سے ثابت ہے کہ معصومین کی طینت علیین سے ہے۔ اور کیفیت ولادت اور ابدان شریفہ کا سایہ نہ ہونا ان کے جداگانہ خصائص ہیں۔ پھر یہ کہنا کہ وہ ذوات مقدسہ محض بشر ہیں۔ یہ شریعت کی تکذیب ہے۔ وہ صورت وخلقت کے اعتبار سے بشر ہیں مگر حقیقت نوری کے مالک ہیں۔"

علامہ جلیل آقا سید علی بن ابوالقاسم حائری لاہوری مرحوم اپنی جلیل القدر تفسیر لوامع التنزیل جلد ۱۵ صہ ۳۱۹ میں فرماتے ہیں۔ باید دانست کہ ایں اشراف خلائق خصوصًا رسولان اولوالعزم اگرچہ از جنس بشر اند اما نظر بچنیں منصب عظیم الشانی اشرف واکمل واعلیٰ وافضل عالم امکانی می باشند پس قوای وحواس ومدارک

ہر نبی و رسول بذواتہم وانفسہم تخلیقاً وتکویناً اکمل می باشد وایشاں اقرب الانوار عز
اند از دو جہت ، جہت قدوسیت و ملکوتیت باطناً و دیگر بجہت ناسوتیت ظاہراً ہمیں
کہ ایشاں را قریب الجنس والنوع چوں جبریل سید روحانیین ملائکہ ہرگاہ برسالت
فرستادہ شد قدحی و اعتراض دریں لازم نمی آید و دریں آثار و اخبار ثابت می شود کہ
حضور مقدس نبوی و علی بن ابی طالب از نور واحد در لباس بشری مخلوق شدند۔ یہ جاننا
چاہیئے۔ کہ اشرف خلائق خصوصاً رسولان اولوالعزم اگرچہ جنس بشر سے ہیں مگر وہ اس
عظیم الشان منصب کی وجہ سے عالم امکان میں سب سے اشرف واکمل اور اعلیٰ
و افضل ہیں۔

پس ہر نبی و رسول کے قویٰ و حواس و مدارک ان کی ذوات و نفوس کے ساتھ
تخلیقاً وتکویناً اکمل ہوتے ہیں۔ اور یہ ذوات مقدسہ روشن انوار کے قریب تر ہیں باطنی
طور پر وہ قدوسیت و ملکوتیت کی جہت رکھتے ہیں لیکن ظاہراً جسمانی بشریت ناسوتیت
کی جہت رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اگر اللہ سید الروحانیین کو رسالت
کے لئے بھیجے۔ تو کوئی اعتراض لازم نہیں آتا۔ اور فریقین کے آثار و اخبار سے ثابت
ہے کہ حضور مقدس نبوی ص اور علی بن ابی طالب ع نور واحد تھے۔ جن کو بشری لباس میں
تخلیق کیا گیا۔ اور یہ ذوات مقدسہ فی الواقع والباطن نوری ہیں۔ اور از روئے لباس
بشر ہیں۔"

جبکہ وہابیوں اور دیوبندیوں کا عقیدہ بالکل ہی مقصرین سے ملتا جلتا ہے وہابی
نجدی عقیدہ کے مبلغ ثناء اللہ نے کتاب نور توحید ص ۴۳ میں لکھا ہے۔ "حق تو یہ ہے
کہ غالیہ نبی کو نور سمجھنے والے مسیحیا اور سناتن دھرمی ہنود کے عقائد کو مثلث کی صورت
میں دکھایا جائے۔ تو بالکل مثلث مساوی الاضلاع بن جاتا ہے"
دیوبندیوں کی کتاب براہین قاطعہ ص ۳ ...

کسی نے نبیؐ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نفس کے کہہ دیا۔ " محمدؐ ہمارے بھائی ہیں اور ہمارے جیسے بشر ہی تو ہیں ۔ اور یہ عقیدہ قرآن کے مطابق ہے۔ قرآن میں تین دفعہ قل انما انا بشر مثلکم آیا ہے۔ تو آپ کی نسبت ہمیں بشر کہنا کون سا کفر ہے "۔ بحوالہ مقیاس حنفیت صہ ۲۳۴ صہ ۲۳۶۔

جناب گلاب شاہ لکھتے ہیں۔ " ائمہ جن اجسام مطہرہ کے ساتھ دنیا میں تشریف لائے تھے۔ یہ ان کے اصلی بدن ہیں ۔ انبیاء و ائمہ نوع انسان ہی کے کامل افراد ہیں ان کو بشر کہنا بالکل درست ہے۔ نوری انسان صہ ۵ صہ ۱۰۴

جناب ڈھکو لکھتے ہیں کہ نبی و امام انسان و بشر ہی ہیں۔ نبیؐ خود روح الامین کے وحی لانے سے قبل یہ نہ جانتے تھے کہ ایمان کیا ہے۔ کتاب کیا ہے ۔ ان پر ایسا وقت گزرا ہے کہ وہ نبی تھے۔ مگر وحی کا سلسلہ شروع نہ ہوا تھا۔

(اصول الشریعہ صہ ۳۴ طبع اوّل)

" یہ کہنا کہ ظاہر میں تو انسان ہیں۔ باطن میں کچھ اور۔ غلط ہے۔ ہم ظاہری شریعت کے مکلف ہیں۔ ہمیں باطن کے ساتھ کوئی سروکار نہیں "

نور کا مطلب یہ ہے کہ یہ ہادی رہبر ہیں ۔ اصول الشریعہ طبع اول صہ ۸۴ صہ ۱۰۔ طبع اوّل حالانکہ یہ حضرات بالکل ہی وہابی و دیوبندی عقیدہ کی حمایت میں سرگرم ہیں۔ اور جس عقیدہ کو علامہ مجلسی رح آقا سید علی حائری اور امام خمینی نے پیش کیا ہے ۔ اس کو یہ شیخ احمد احسائی کا عقیدہ قرار دیتے ہیں۔

اور یہ واضح رہے کہ محض ان ذوات مقدسہ پر بشر یا انسان کا اطلاق ان کی باطنی حقیقت و ماہیت کے نوع بشر کے مطابق ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ اگر جبرئیل دحیہ کلبی صحابی کی شکل میں آجائیں۔ تو ہرگز انہیں نوع بشر کا فرد قرار نہیں دیا جائے گا۔

Scanned with CamScanner

یہی وجہ ہے کہ انسان ایک ایسے حیوان کا نام بھی ہے۔ جو حیوان ہونے کے باوجود انسان سے مشابہت رکھتا ہے۔ چنانچہ حیوٰۃ الحیوان دمیری جلد اول ص۲۴ میں منقول ہے۔

انسان الماء یشبہ الانسان الا ان لہ ذنبا وقیل ان فی بحر الشام فی بعض الاوقات من شکلہ شکل الانسان ولہ لحیۃ بیضاء یسمون شیخ البحر انسان الماء۔ انسان کے مشابہ ایک حیوان ہے مگر اس کی دم بھی ہوتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ بحر شام میں بعض اوقات ایک انسانی شکل کا حیوان ظاہر ہوتا ہے جس کی سفید داڑھی بھی ہے۔ لوگ اس کو شیخ البحر کہتے ہیں۔

ہم نے متعدد علماء فریقین اور خود مفسرین کی تصریحات سے ثابت کیا ہے کہ انبیا علیہم السلام ملکی و بشری دونوں صفات کے جامع ہوتے ہیں۔ یہ ان ہی صفات کا اثر ہے کہ حضرت عیسٰی حضرت الیاس حضرت خضر علیہم السلام اور قائمؑ آل محمدؐ اب تک زندہ و سلامت ہیں۔

علامہ ثعلبی نے حضرت الیاسؑ کے متعلق لکھا ہے:۔ رفع اللہ الیاس من بین اظہرہم وقطع عنہ لذۃ المطعم والمشرب وکساہ الریش کان انسیاً ملکیاً وسماویاً ارضیاً۔ اللہ نے حضرت الیاسؑ کو ان کی قوم کے درمیان سے اٹھا لیا اور ان سے لذت خورد و نوش کو ختم کر دیا۔ اور ان کو ملائکہ کی طرح پر دے دیئے۔ پس وہ ملکوتی سماوی ارضی انسان ہیں۔ قصص الانبیاء ص ۲۵۹ طبع مصر۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بارے میں لکھا ہے:۔ ثم رفعہ اللہ وکساہ الریش والبسہ النور وقطع عنہ شہوۃ المطعم والمشرب فہو یطیر مع الملائکہ حول العرش فکان انسیا ملکیا ارضیا سماویاً۔ پھر اللہ نے ان کو اٹھا لیا۔ اور پروں کا لباس اور نوری لباس پہنا دیا۔ اور طعام و نوش کی لذت ختم

کردی۔ اور وہ ملائکہ کے ساتھ عرش کے اردگرد پرواز کرتے ہیں۔ اور ملکی سماوی ارضی انسان تھے۔ قصص الانبیاء صد ۴۰۲ طبع مصر

یہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء و آئمہ معصومینؑ پر اگر لباس بشریت کی وجہ سے بشر و انسان کا اطلاق ہوا ہے۔ تو نوری حقیقت کی بدولت ان کو ملائکہ بھی کہا گیا ہے۔

علامہ مجلسی فرماتے ہیں۔ لکونھم من المقدسین والروحانیین واختلاطھم بالملائکۃ فی عالم الظلال لایبعد علیھم اطلاق الملائکۃ مجازاً۔ بحار جلد ہفتم کمپانی صد ۱۰۹۔ چونکہ یہ ذوات مقدسہ مقدسین و روحانیین تھے اور عالم مجردات میں ملائکہ کے ساتھ ان کا میل جول رہا۔ لہٰذا مجازاً ان پر ملائکہ کا طلاق کرنا بھی بعید نہیں ہے۔ نیز انوار نعمانیہ صد ۴ میں علامہ جزائری فرماتے ہیں کہ نوریت خاصہ میں انبیاء بھی ملائکہ کے ساتھ شریک ہیں۔

علامہ محمد حسینؒ آل کاشف الغطاء کا بیان

آیت اللہ مرحوم شیخ محمد حسین آل کاشف الغطاء نے کتاب الدین والاسلام صد ۱۷ جلد دوم مطبوعہ صیدا میں انبیاء کی نوریت کے متعلق شیعہ عقائد اس طرح تحریر فرمائے ہیں

کل ذلک یوجب علی الحق والجواد المطلق بمقتضی لطفہ الثابت المحقق ان یجعل بینہ وبین خلقہ وسائط وسفراء نسمیھم رسلاً وانبیاء یلیقون من جھۃ لاستماع کلامہ وتلقی وحیہ والھامہ و من جھۃ اُخریٰ لتبلیغ مرادہٖ الی جملۃ عبادہ فھم فی الصورۃ بشر وھم فی الحقیقۃ من عوالم اُخر ولو جعلناہ ملکاً لجعلناہ رجلا وللبسنا علیھم مایلبسون ومن المعلوم ان المشاکلۃ والجنسیۃ لھما فی التبلیغ اعظم مدخلیۃ۔

Scanned with CamScanner

عقل خداوندی کے تقاضوں کے مطابق حق تعالیٰ و فیاض مطلق پر بمقتضائے لطف ثابت و محقق یہ امر واجب ہے کہ وہ اپنے اور اپنی مخلوق کے درمیان وسائط و سفراء مقرر کرے۔ جن کو ہم رسل و انبیاء کہتے ہیں۔ یہ ایک طرف سے کلام الٰہی اور وحی کی سماعت کی استطاعت رکھتے ہوں۔ اور دوسری طرف سے اس کی مراد کی تبلیغ بندوں میں کر سکتے ہیں۔ پس یہ ذوات مقدسہ صورت و ظاہری حیثیت میں بشر ہیں۔ مگر باطنی حقیقت کے لحاظ سے یہ دوسرے عوالم سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیونکہ ارشاد باری ہے کہ اگر ہم فرشتہ کو نبی بناتے۔ تو اس کو بھی بشر بناتے۔ اور ہم ان پر بھی وہی شبہ ڈالتے۔ جو یہ مشرکین مومنین پر ڈالتے ہیں۔ اور یہ معلوم ہے کہ ہم شکل و ہم جنس ہونے کو تبلیغ میں بہت ہی مدخلیت حاصل ہوتی ہے۔

امام خمینی کا بیان

معصومین علیہم السلام کی ظاہری بشریت اور باطنی نورانیت کو مجاہد اعظم رہبر شیعان جہاں آقائے سید روح اللہ خمینی نے اس طرح تحریر فرمایا ہے۔

" ایشان اند قبلۂ کل عالم در هر عالمے از عوالم بر حسب اهل آں عالم تا آنکه ظاهر شدند در عالم جسمانی بهیئت بشری خَلَقَکُمُ اللّٰهُ اَنْوَارًا فَجَعَلَکُمْ بِعَرْشِهٖ مُحْدِقِیْنَ حَتّٰی مَنَّ اللّٰهُ عَلَیْنَا بِکُمْ فَجَعَلَکُمْ فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ "

(پرواز در ملکوت صـ ۲۷۴۔ جلد اول)

"معصومین تمام عوالم میں ہر عالم کی مخلوق کے لئے اس کی صلاحیت کے مطابق قبلۂ عبادت رہے ہیں حتیٰ کہ وہ اس عالم جسمانی میں بشری شکل و صورت میں ظاہر ہوئے

جیسا کہ زیارت جامعہ کبیرہ میں ہے۔

اللہ نے آپ کو وہ نور خلق کیا جو اس کے عرش کے ارد گرد تھے حتی کہ ہم پر احسان کیا اور آپ کو وہاں سے نازل فرما کر ایسے گھروں میں رکھ دیا جن کے بلند کرنے کا اور ان میں ذکر الٰہی کرنے کا اس نے حکم ہمیں دیا ہے،،

علماء اہل سنّت کی تائید مزید

سرکار امام خمینی اور سرکار کاشف الغطاء کے بیان کی تائید علماء اہل سنّت نے بھی فرمائی ہے۔

مجدّد شیخ احمد سرہندی نے مکتوبات مجدد الف ثانی مکتوب صدم حصہ نہم صہ۵، میں حضور کے متعلق لکھا ہے۔ باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلقے ہیچ فردی از افراد عالم مناسبت نہ دارد کہ او صلعم کہ باوجود نشاء عنصر از نور حق مخلوق گشتہ است کما قال خلقت من نور اللہ۔

"جاننا چاہیئے۔ کہ محمد کی خلقت عام انسانی افراد کی پیدائش کے رنگ میں نہیں ہے۔ بلکہ آنحضرت صہ عالم کے کسی فرد سے مناسبت نہیں رکھتے۔ کیونکہ حضور عنصری خلقت کے باوجود اللہ کے نور سے مخلوق ہوئے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے فرمایا۔ میں اللہ کے نور سے خلق ہوا ہوں۔

بشر مثلکم کہنے کی اصل وجہ

معترضین کی جانب سے ہمیشہ یہ اعتراض ہے۔ کہ اگر یہ انبیاء و اوصیاء بشر نہ تھے تو بار ہا انما انا بشر مثلکم کیوں کہا۔ اور یہ آیت ہی ان کے نوع بشر میں سے

Scanned with CamScanner

ہونے کی دلیل ہے۔ جیسا کہ اصول الشریعہ طبع اوّل صہ ۶۴ طبع سوئم صہ ۱۴۸ میں کہا گیا ہے۔ " تو جواباً عرض یہ ہے۔ کہ ہم پہلے بھی یہ ذکر کر چکے ہیں کہ مشرکین عرب اپنے خودساختہ معبودوں کو اللہ کی اولاد مانتے تھے۔ قرآن کریم نے بارہا ان کے اس باطل عقیدہ کو بیان کیا ہے۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا۔ (مریم-۹۰)

اور انہوں نے کہا کہ اللہ نے اولاد اختیار کر رکھی ہے۔ تم نے بہت ناگوار بات کہی جس سے قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑیں۔ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ۔ (انبیاء ۲۶) انہوں نے کہا کہ اللہ نے بیٹا اختیار کر لیا ہے۔ وہ پاک ہے بلکہ یہ فرشتے تو اس کے مکرم بندے ہیں۔

مشرکین کے اس زعم باطل کی تردید ضروری تھی، اس لئے ارشاد ہوا۔ أَلَا إِنَّهُمْ مِنْ إِفْكِهِمْ لَيَقُولُونَ وَلَدَ اللّٰهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ۔ (صافات ۱۵۲) آگاہ رہو کہ یہ لوگ اپنی من گھڑت الزام تراشی سے کہتے ہیں کہ اللہ نے بیٹا جنا ہے۔ اور یقیناً یہ جھوٹے ہیں۔

پھر آنحضرت ص کے معجزات قاہرہ کو دیکھ کر یہ شدید اندیشہ تھا کہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو معبود مان کر انکی پرستش کرنے لگیں گے۔ اس طرح ارشاد ہوا۔ وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ (آل عمران ۸۰) خدا تم کو یہ حکم نہیں دیتا کہ تم فرشتوں اور انبیاء کو اپنے رب مان لو کیا۔ خدا تمہارے مومن بن جانے کے بعد تمہیں کفر کا حکم دے گا۔ ہرگز ؟

اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ کو یہ اعلان کرنے کا حکم دیا گیا۔ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ (زخرف ۸۱)

اے رسول کہہ دو کہ اگر اللہ کے لئے کوئی فرزند ہوتا تو میں سب سے زیادہ عبادت گذار ہوں گویا کہ آنحضرت ؐ نے فرمایا کہ کائنات کی سب سے اول مخلوق اور عبادت کرنے میں سب سے اول ہونے کا شرف رکھنے کے باوجود مجھے اللہ کا بیٹا ہونے کا دعویٰ نہیں۔ تو تم فرشتوں کو کیسے اللہ کی اولاد بناتے ہو۔

ہر قسم کے شرک کی تردید کرتے ہوئے آنحضرت ؐ نے ازراہِ تواضع و فروتنی ارشاد فرمایا۔ (قُلْ) اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰۤى اِلَيَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْۤا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ (حم سجدہ ۶)

میں تمہارے مثل بشر ہوں مجھ پر یہ وحی کی جاتی ہے۔ کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ اس کی طرف سیدھا باندھ لو اور اسی سے استغفار کرو اور مشرکین کے لئے تباہی و خرابی ہے"

دوسرے مقام پر ارشاد ہے۔ قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰۤى اِلَيَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا۔ (کہف ۱۱۰)

کہہ دو کہ میں تمہاری مثل بشر ہوں مجھ پر یہ وحی ہوئی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہے۔ پس جو شخص اپنے رب کی ملاقات کی آرزو رکھتا ہے۔ وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔

کسی بھی تفسیر کی طرف رجوع کئے بغیر قارئین دونوں آیات کو بغور پڑھ لیں۔ کہ دونوں میں مثل بشر کہنے کی وجوہ مذکور ہیں۔ یعنی میں تمہاری مثل بشر ہوں مجھ پر توحید کے عقیدہ کی وحی ہوتی ہے مشرکین کے لئے تباہی ہے۔ تم میں کوئی بھی اپنے رب

کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے گو یا کہ مثل لبشر کہنے کا سبب حقیقت میں تحفظ توحید اور ردّ شرک ہے۔ اس ضمن میں ابد امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث بھی اس میں شامل کر لیجئے۔ کہ انہوں نے بشر مثلکم کا مفہوم یہ بیان کیا ہے یَعْنِی فِی الْخَلْقِ وَاِنَّہٗ مَخْلُوْقٌ مِثْلُھُمْ۔ تفسیر صافی جلد ۲۔ صہ ۲۶۸ تفسیر قمی وغیرہ

یعنی اے رسول ان سے کہہ دو کہ میں اللہ کی مخلوق ہونے میں تمہاری مثل ہوں جس طرح تم اللہ کے خلق کردہ لبشر ہو۔ اور اس کے بیٹے نہیں ہو۔ اسی طرح میں بھی اس کا خلق کردہ لبشر ہوں۔ اور اس کا بیٹا نہیں ہوں۔"

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ علماء کرام نے ہمیشہ اس آیت کو سیاق و سباق کے بغیر پڑھ کر حضور کی بشریت ہی کی رٹ لگائی ہے۔ اور اصل فلسفۂ بشریت کی طرف توجہ نہیں دی اور یہی حقیقت صحابہؓ کرام کی نظر میں تھی۔

چنانچہ تفسیر کبیر جلد ۵ صہ ۶۱، طبع قدیم میں اس آیت کے تحت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول منقول ہے۔ اُمِرَ مُحَمَّدٌ اَنْ یَسْلُکَ طَرِیْقَۃَ التَّوَاضُعِ فَقَالَ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ۔ اللہ نے آنحضرتؐ کو حکم دیا کہ وہ تواضع کا طریقہ اختیار کریں۔ اسی لئے انہوں نے عظمت توحید کے مقابلہ میں اپنی فروتنی اور عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ میں تمہاری مثل لبشر ہوں۔ یہ قول تفسیر خازن جلد ۶ صہ ۸۷ میں حسن بصری سے بھی منقول ہے۔

اب یہ مقام ادب نہیں ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود اپنی زبان سے تواضع کرتے ہوئے اپنے آپ کو لبشر کہیں تو ہم بھی ان ہی کا لفظ دہرانے لگیں۔ یہ اسی طرح ہوگا۔ کہ اگر حضور یہ دعا پڑھیں۔ سُبْحَانَکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْن۔ تو ہم حضور کو (معاذ اللہ) ظالم کہنے لگیں۔ اسی لیئے امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ عَظِّمُوْا جَمِیْعَ اَنْبِیَاءِ اللہِ وَلَا تُنَزِّلُوْھُمْ مَنْزِلَۃَ

تخذ من دونہم ۔ تم تمام انبیاء کا احترام کرو اوران کی منزلت کو غیر انبیاء کے برابر نہ گھٹاؤ ۔ اگر فرعون نمرود اور ابو جہل بھی بشر ہیں ۔ اور ہم آنحضرت کو بھی بشر ہی کہنے لگیں تو بے ادبی ہے ۔ ڈھکو صاحب نے خود اصول الشریعہ صد ۲ طبع اول میں کہا یہ ایسے بشر ہیں ۔ جن کے متعلق کہا گیا ہے ۔ ھا علیٌ بشرٌ کیف ربّہ فیہ تجلّی وظہر علی بشر ہیں ۔ مگر کیسے بشر جن کے اندر جلوۂ توحید نمایاں و آشکار ہے ۔ اگرچہ یہ عبارت نئے ایڈیشن میں حذف کر دی ہے ۔ تاہم اس سے یہ حقیقت روشن ہو جاتی ہے کہ معصومین علیہم السلام اگر ایک بشری جہت رکھتے ہیں ۔ تو دوسری نوری جہت بھی رکھتے ہیں ۔ جس کی وجہ سے تجلّی فیوض توحید اور مظہریت صفات ملکوتیہ کا مرکز قرار پاتے ہیں ۔ ان کی پہلے نوری حیثیت ہے اور بشری حیثیت ثانوی حیثیت رکھتی ہے ۔ اسی وجہ سے سید شریف رضیؒ جناب امیر کی شان میں اپنے قصیدہ کراریہ میں فرماتے ہیں ۔

بشرٌ ولکن لا کہذا الخلق لو

تدری فنہنہ عنہ فکرک وازجر

علی بشر ہیں لیکن اس مخلوق نوع بشر کی مثل نہیں ہیں ۔ کاش کہ تم علی کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہوتے ۔ پس اُن کی حقیقت سمجھنے کی کوشش نہ کرو اور اپنی فکر کو منع کر دو اور روک دو ۔ وہ حقیقت علی تک رسائی حاصل نہیں کر سکتی ۔

جناب امام شافعی نے کہا ہے ۔

ان ادّعی بشرًا فالعقل یمنعنی

واتّقی اللہ من قولی ھو اللہ

اگر میں علیؑ کو بشر کہوں ۔ تو میری عقل مجھے اجازت نہیں دیتی اور اگر ان کو کہوں تو خالق حقیقی کے ساتھ شرک کا اندیشہ رکھتا ہوں ۔ اور اللہ تعالے کا خوف ہوں ۔ بشر اپنی نوعی حیثیت سے نفس ناطقہ اور نفس حیوانیہ کا مرکب ہے ۔ جیسا

Scanned with CamScanner

.... علیہم السلام کا بھی مقولہ ہے۔ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا۔

مَا رَأیٰ عَلَی الْحَقِیْقَۃِ الَّتِیْ خَلَقَنِیَ اللّٰہُ عَلَیْھَا غَیْرُ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ۔ جس حقیقت پر مجھے اللہ نے خلق کیا ہے مجھے اس حقیقت میں علی علیہ السلام کے سوا کسی نے نہیں دیکھا۔ الفقرۃ جلد اول صہ ۱۴ علامہ تنبیط طیبہ نجف

جناب امیر المومنین کا ارشاد ہے۔ ظَاھِرِیْ اِمَامَۃٌ وَبَاطِنِیْ غَیْبٌ لَا یُدْرَکُ۔ میرا ظاہر تو امامت ہے مگر میرا باطنی مقام ایسا پوشیدہ ہے جس کا ادراک نہیں کیا جا سکتا۔" جناب فاطمہ زہرا کے متعلق "آنحضرت کا ارشاد ہے۔ فَاطِمَۃُ خُلِقَتْ حَوْرَاءَ فِیْ صُوْرَۃِ اِنْسِیَۃٍ (بحار ۴۳ صہ ۷) فاطمہ وہ حور ہیں جو انسانی صورت میں ظاہراً خلق ہوئی ہیں۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب امیر المومنین علیہم السلام کے متعلق فرماتے ہیں۔ ظَاھِرُھُمَا بَشَرِیَّۃٌ وَبَاطِنُھُمَا لَاھُوْتِیَّۃٌ ظَھَرَا لِلْخَلْقِ عَلٰی ھَیَاکِلِ النَّاسُوْتِیَّۃِ حَتّٰی یُطِیْقُوْا رُؤْیَتَھُمَا۔ یہ بشری صورت میں ظاہر ہوئے ہیں۔ ان کا ظاہر بشریت اور باطن نور ہے۔ اور یہ بشری جسم میں اس لئے ظاہر ہوئے تاکہ لوگ ان کو دیکھنے کی طاقت رکھ سکیں۔ تفسیر برہان صہ ۱، کفایۃ الموحدین صہ ۳۹۷۔

امام خمینی پرواز در ملکوت جلد اول صہ ۱۷۵ میں فرماتے ہیں کہ: چوں آں انوار الٰہیہ در ہیئت انسانی و صورت بشری ظہور نمودند لذا مقتضیات بشری از خوردن و آشامیدن و امور جنبی و انتقال از مکانے بمکان دیگر وغیرہ بر آناں جاری گردید چونکہ یہ ذوات مقدسین انوار الٰہیہ ہیں جو کہ انسانی صورت میں اور بشری شکل میں ظاہر ہوئے۔ لہٰذا البشری تقاضا کی ضروریات خورد و نوش اور امور جنبی اور ایک جگہ سے دوسری جگہ آنا جانا ان میں رکھا گیا"۔ اب قارئین کرام فیصلہ کریں کہ

آنحضرتؐ سے لے کر امام خمینی تک جس حقیقت کو مسلمہ طور پر شیعیت قرار دیا
یہ حضرت ڈھکو ہیں جو اس عقیدہ کو کافرزنان مصر کا عقیدہ قرار دے کر ان کفار
وصائبہ کی حمایت میں مصروف کار ہیں۔ جنہوں نے انبیاء کو بشریت خالص کا
اور ان کی اطاعت سے انکار کیا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ
مِثْلُكُمْ۔ (مومنون ۲۴)

ان کی قوم کے کافر لوگوں نے کہا کہ یہ تو تمہاری مثل بشر ہے۔ مَا هَٰذَا
إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ (ک۔۳۳ مومنون) یہ نبی تو تمہاری
مثل بشر ہے۔ جو تمہاری مثل کھانا کھاتا ہے۔

فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِثْلَنَا
کافروں نے کہا کہ ہم تم کو بشر ہی تو دیکھتے ہیں تم تو ہم جیسے ہو"۔

مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا وَإِنْ نَظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ
(شعراء ۱۸۶)

تم تو ہماری مثل بشر ہو۔ ہم تو تم کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ اب قوم شیعہ خود
کرے۔ کہ آیا اس کو مقصرین صائبہ، مشرکین کافرین قوم نوح و ثمود کا عقیدہ
ہے یا انبیاءؑ و آئمہؑ اور علماء شیعہ اور جناب نائب امام خمینی کا عقیدہ؟

وحی کیونکر فصل ممیز ہے

وحی کے متعلق ہم علامہ سید محمد حسین طباطبائی مرحوم کا قول آگے ان کی
سے نقل کر رہے ہیں۔ کہ یہ لوازم نبوت میں سے ہے۔ اور نبوت خود وحی پر
اس وجہ سے وحی کو ذاتی قرار دیا گیا ہے کیونکہ شریف جرجانی نے کتاب التعریفات

[illegible]مصر میں لکھا ہے۔ اَلذَّاتِی لِکُلِّ شَیْئٍ مَا یَخُصُّہٗ وَیُمَیِّزُہٗ عَنْ
جمیع ما عداہ ۔ ذاتی وہ ہے جو کسی شے کے لئے خاص ہو۔ اور اس کو ہر دوسری
[illegible] سے ممتاز کر دے چنانچہ علامہ راغب نے مفردات صہ۵۱ میں وحی کو واضح طور پر
[illegible] قرار دیا ہے

قال بعدہ یوحیٰ الیّ تنبیھا انّی بذلک تمیّزت عنکم
آنحضرت صنے انما انا بشر کے بعد یوحیٰ الیّ یہ تنبیہ کرنے کے لئے فرمایا ہے۔ کہ وہ
[illegible] کی وجہ سے دوسرے بنی نوع انسان سے ممیز اور جدا ہو گئے۔ سرکار علامہ صدرا
[illegible] شیرازی متوفی ۹۰۳ھ نے اسی جداگانہ مقام کے مطلب کو اس طرح تحریر فرمایا ہے"

فالمماثلۃ بین نفس النبی وسائر النفوس من البشریۃ
فی ھذہ النشأۃ لما خرجت من القوۃ الی الفعل
صار افضل الخلائق ۔ یعنی جب نفسِ نبی اور دیگر بشری نفوس
کے درمیان اس مرتبہ کی وجہ سے یہ مماثلت قوّت سے فعل کی طرف خارج ہو گئی
تو آنحضرت صم البشر کی مثل ہونے کی بجائے تمام مخلوقات سے افضل قرار پائے۔ اہل
سنت کے امام غزالی نے بھی اس مفہوم کو بڑے محققانہ انداز میں بیان کیا ہے۔

النبی اذا شارک الناس فی البشریۃ والانسانیۃ من
حیث الصورۃ فقد باینھم من حیث المعنی اذ
لبشریتہ فوق لبشریۃ الناس لاستعداد لبشریتہ
بقبول الوحی قل انما انا بشر مثلکم اشار الی طرف المثابلۃ
من حیث الصورۃ ویوحیٰ الیّ اشارۃ الی طرف المباینۃ
من حیث المعنیٰ ۔ (معارج القدس صہ ۱۰۹ طبع مصر)
نبی جو بشریت وصورت کے اعتبار سے بندوں کے ساتھ شریک ہیں۔ تو یہ

Scanned with CamScanner

مشابہت صورت کے لحاظ سے ہے۔ اور معنی کے لحاظ سے وہ ان سے جدا ہیں کیونکہ حضور کی بشریت عام لوگوں کی بشریت سے مافوق ہے۔ کیونکہ وہ وحی کو قبول کرنے کی استعداد رکھتے ہیں۔ اور عام لوگ یہ استعداد نہیں رکھتے۔ پس اللہ نے قل انما انا البشر مثلکم سے آنحضرت ص کی بنی نوع انسان سے صورتی مشابہت کو بیان کیا ہے۔ اور یوحیٰ الیٰ سے ان کی معنوی جداگانہ حیثیت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

معصومین کی جداگانہ نوع

کے متعلق صدر المفسرین علامہ حائری لاہوری کے افادات عالیہ

سرزمین پنجاب کے مایۂ ناز مفسر قرآن آیۃ اللہ آقا سید علی ابن سید ابوالقاسم حائری لاہوری قدس سرہٗ نے اپنی تفسیر عدیم النظیر لوامع التنزیل وسواطع التاویل جلد ۱۶ میں معصومین کی جداگانہ نوع پر جو کچھ لکھا ہے۔ ہم اپنی کتاب جواہر الاسرار سے نقل کرتے ہیں۔ " یہ واضح رہے کہ جناب ڈھکو نے احسن الفوائد صہ ۲۹ طبع اول میں علامہ حائری کی علمی جلالت کو اس طرح تسلیم کیا ہے۔ سید علی بن ابوالقاسم حائری آپ مولانا ابوالقاسم رضوی کے خلف رشید اور ان کے علم و عمل کے صحیح وارث بہت بلند پایۂ عالم جلیل اور متکلم نبیل تھے مرحوم بڑے حرّفی القول تھے۔ دین کے معاملہ میں بڑے سخت تھے۔ اور کسی قسم کی لومتہ لائم کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ ان کی تفسیر جہاں کتب تفسیر میں ایک بہت بلند مقام رکھتی ہے۔ بلکہ جامعیت و افادیت میں تمام کتب تفاسیر سے گوئے سبقت لے گئی ہے "

یہ حوالہ اس لئے پہلے لکھ دیا گیا ہے۔ تاکہ کوئی خالصی ان پر شیخیت کی تہمت لگا کر ان کی تردید نہ کر دے۔ آپ جلد ۱۶ صہ ۶۷ میں قل انما انا لبشر مثلکم کے تحت لکھتے ہیں۔ اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ اس آیت کی نص سے ثابت ہے۔ کہ حضور بھی

مثل بشر ہیں پس وہ کیونکر اور کس دلیل سے ہم پر شرف حاصل کر سکتے ہیں جبکہ
ہم جیسے بشر اور ہمارے مساوی ہیں۔ پھر ان کو تمام بشر سے ممتاز و مخصوص کس طرح
تسلیم کیا جائے۔ جواب میں لکھتے ہیں یہ تو بعینہ وہی اعتراض ہے جو قریش کے کافر ا
ہل عتبہ امیہ و عاص کیا کرتے تھے۔ اور بطور مزاح کہتے تھے۔ اس رسول کو کیا ہو
ہے کہ یہ کھانا بھی کھاتا ہے۔ بازاروں میں چلتا ہے اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں
نہیں آیا جو اس کے ساتھ رہ کر لوگوں کو ڈراتا یا اس پر آسمان سے کوئی خزانہ پھینکا جاتا
اس کا کوئی باغ ہوتا۔ جس سے یہ کھاتا۔ ظالم لوگوں نے کہا کہ تم تو ایک سحر زدہ شخص
کی پیروی کر رہے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ ایسا اعتراض کرنے والا مرتبۂ محسوسات میں کوتاہ
بینی کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حال سے غافل ہو کر یہ سمجھتا ہے کہ انبیاء کی
برتری دوسروں سے جسمانی امور کی وجہ سے ہوتی ہے اور وہ اتنا بھی نہ سمجھے کہ بشریت منافی
نبوت نہیں ہے۔ بلکہ مقتضئ بشریت ہے چونکہ بشر کے افراد جب تک نبی سے مانوس
نہ ہوں گے۔ ان سے الفت کیسے کریں گے۔ اور نبوت کا مقصد فوت ہو جائے گا پس
اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے آنحضرت کو "جنس بشر" سے بھیجا ہے۔ اور ان
سے فرمایا کہ آپ کہہ دیں کہ تمہاری مثل ہوں۔ تاکہ تم مجھے کسی غیر جنس میں سے سمجھ
کر مجھ سے نفرت نہ کرو۔ کیونکہ جنس، جنس کی طرف میلان رکھتی ہے۔

اسی لئے اللہ نے فرمایا اگر ہم فرشتہ بھی بھیجتے۔ تب بھی اس کو آدمی بنا کر بھیجتے
اس سے یہ مطلب بخوبی ثابت ہوا۔ کہ انس و تجانس کی وجہ سے فرشتہ بھی آئے۔ تو وہ
بشری لباس میں آئے گا۔ اور فرشتے کی صورت میں نہ آئے گا۔ چونکہ اس آیت میں
معجزیت اور بشریت نبوی کا فارق و ممیز یوحیٰ الی موجود ہے۔ لہٰذا معترض کا اعتراض
باطل ہوا کیونکہ متکلم سے یہ ثابت ہے کہ آنحضرت ظاہراً کھانے پینے میں ان کی
مثل ہیں۔ تمام امور میں ان کی مثل نہیں کیونکہ ممیز و فارق وحی ہے حضور اعلیٰ بشریت

اور یہی عین نبوت ہے اور وحی ہوتی ہے۔ کے مالک ہیں۔ جن پر اللہ کی طرف سے
دوسرے اس سے خالی ہیں اور آنحضرت ص جنس بشریت میں تم جیسے ہیں۔ لیکن وحی
ان کے لئے ہی مخصوص ہے۔ اب کوئی یہ کہے کہ انبیاء ع کے متعلق کفار بھی کہا کرتے تھے
کہ تم ہماری مثل بشر ہو۔ اور آنحضرت صلعم نے بھی فرمایا۔ میں تمہاری مثل بشر ہوں
تو فرق کس طرح ہوگا؟ تو قائلین کی حیثیت مختلف ہے۔ کفار ان کو اپنی مثل بشر قرار
دے کر ان کی فضیلت و حاکمیت کے منکر تھے۔ اور آنحضرت نے (انما انا البشر
مثلکم کے ساتھ یوحیٰ الیّ بھی ارشاد فرمایا۔ گویا کہ یہ فرمایا کہ ہم وحی کے ذریعے
سے تم سے ممتاز ہو جاتے ہیں۔ اور یہ وحی ہمارے اور تمہارے مابین فصل ہے۔
اصطلاح منطق میں بشر ایک ہی لحاظ سے نبی و غیر نبی کے لئے بمنزلہ جنس ہے اور
جنس وہ کلی ہے۔ جو شرکت کے اعتبار سے ہو۔ جیسے انسان و فرس کے لحاظ سے حیوان
جواب میں آئے گا۔ انسان نہیں آئے گا۔ اور جب تم نبی اور غیر نبی کے متعلق سوال کریں
گے۔ تو جواب میں بشر آئے گا۔ کیونکہ یہ حقیقت دونوں کے درمیان مشترک ہے۔ اور اگر یہ
کہا جائے کہ نبی کیا ہے۔ تو جواب میں بشر واقع نہ ہوگا۔ کیونکہ بشریت نبی کی کل حقیقت
نہیں۔ بلکہ حقیقت کا جزو ہے۔ کیونکہ جنس کی تعریف ہی یہ ہے جو کثیرین مختلفین بالحقائق
پر ما ہو کے جواب میں واقع ہو۔ جس طرح ناطق اگر حیوان کے ساتھ مل جائے تو انسان
کی جنس قریب اور فصل بنے گا۔ اسی طرح بشر یوحیٰ الیّ کہہ دینے سے نبی اور بشر کی حقیقت
ایک نہ بنے گی۔ بلکہ وحی ان کو بشر سے جدا کر دے گی۔ جس طرح کہ ناطق ان کی کلی ذاتی
ہے۔ اور عرضی نہیں ہے۔ اسی لئے وحی نبی کی کلی ذاتی ہے۔ جو کہ ماہیئت کا جز ہے
جب النبی بشر کہا جائے گا۔ تو انس کی وجہ سے اتحاد ہوگا۔ اور روحانیت کی وجہ سے
ان میں تغایر و تباین ہوگا۔" یہ سرکار علامہ حائری کی مکمل بحث کا خلاصہ ہے اور یہ
وہ حقیقت ہے جس کو خود جناب ڈھکو نے احسن الفوائد طبع اول ص۳۹۶ میں تسلیم

یا۔ مگر پھر خالصی کے حکم سے یہ عقیدہ تبدیل کر لیا:

نبیؐ کا نطق ہی "وحی" ہے

مقصرین جو آج یہ دعویٰ کر رہے ہیں۔ کہ ایک وقت ایسا بھی گذرا ہے کہ آنحضرتؐ موجود تھے۔ مگر وحی نبوت کا سلسلہ جاری نہ ہوا تھا حتیٰ کہ روح الامین یا روح القدس آیا تو اس نے ان پر وحی نازل کی۔ اور ان کو علم فہم آ گیا۔ قرآن کریم اس عقیدہ کے بالکل خلاف ہے۔ اللہ تعالےٰ نے سورہ نجم آیت ۳ میں غیر مشروط اور مطلقاً یہ ارشاد فرمایا ہے: مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحٰی۔ رسولؐ اپنی خواہش سے تو نطق ہی نہیں کرتے۔ یہ تو وحی ہی ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے قرآن تو آنحضرت کی ہر گفتگو اور ہر حرکتِ زبان کو وحی کہتا ہے۔ چاہے وہ اعلانِ نبوت سے پہلے ہو یا بعد میں۔ نزول قرآن سے مقدم ہو یا مؤخر۔ شیخ طوسیؒ نے عدۃ الاصول ص ۲۴۲ طبع لکھنؤ میں لکھا ہے۔

یقول اصحابنا انہ کان قبل البعثۃ یوحیٰ الیہ وکان یعمل بالوحی۔

ہمارے امامیہ اصحاب کا کہنا ہے۔ کہ بعثت سے قبل بھی آنحضرتؐ پر وحی ہوتی تھی۔ اور آپ وحی کے مطابق عمل کرتے تھے۔"

اسی طرح علامہ ابن شہر آشوب مازندرانی نے کتاب متشابہ القرآن و محکمہ جلد دوم ص ۲۷ میں آیۃ مذکورہ کے متعلق لکھا ہے۔ دال علی ان النبی لم ینطق عن ھوی ولا فعل فی الدین الا بوحی۔

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ آنحضرت صلعم نے وحی کے بغیر نہ کبھی کلام کیا اور نہ ہی دین کے متعلق کوئی فعل انجام دیا۔" یعنی ان کا ہر نطق اور ہر فعل

Scanned with CamScanner

وحی ہی کے تابع تھا۔ نیز سرکار آیۃ اللہ الشیخ محمد حسین مظفر نجفی نے کتاب علم الامام مترجم فارسی مطبوعہ تبریز صہ ۱۶۵ میں اس آیت کے ضمن میں لکھا ہے۔

"ہمانا این آیت شریفہ با طلاق و عمومیش دلالت دارد برانیکہ پیغمبر گرامی صحبت نمی کرد مگر از طریق وحی و تعلیم از پروردگار خداوند در این آیت وافی ہدایت نطق اورا تنہا بوحی و تعلیم انحصار معین کردہ و نہ برائے وحی قید زدہ"

یہ آیت شریفہ اپنے اطلاق اور عموم کے سبب سے اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت صلعم وحی اور تعلیم الہٰی کے بغیر کسی قسم کا کوئی کام انجام نہیں دیتے۔ خداوند عالم نے اس آیت میں آنحضرت صلعم کے نطق کو صرف وحی اور تعلیم الہٰی پر منحصر کیا ہے اور وحی کے لئے کوئی شرط عائد نہیں کی۔ آیا مخصوص مخصوص حالات میں وحی ہوتی ہے یا عام امور میں" لہذا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ جس طرح نطق کا انسان کی ماہیت سے جدا ہونا ناممکن ہے اسی طرح وحی کا نبوت کی ماہیئت سے جدا ہونا محال ہے اور ان کی ذات کا جزء ہے۔

علامہ مجلسی مرحوم مرآۃ العقول شرح اصول کافی جلد ۵ صہ ۲۵۱ طبع جدید میں فرماتے ہیں۔ عندی انہ کان نبیاً مذ ولد وکان یوحیٰ الیہ ویعمل بشریعۃ نفسہ وانما کانت رسالتہ وبعثتہ علی الناس بعد اربعین سنۃ۔ میرے نزدیک یہ عقیدہ ثابت مدلل ہے۔ کہ آنحضرت صلعم ولادت ہی سے نبوت پر فائز تھے۔ اور ان پر وحی ہوتی تھی اور وہ اپنی شریعت پر عمل بھی کرتے تھے۔ البتہ ان کی رسالت وبعثت چالیس سال کے بعد ہوئی۔ امام جعفر صادق ع سے منقول ہے۔ کہ حضرت عبدالمطلب کے لئے خانہ کعبہ کے صحن میں فرش بچھایا جاتا تھا اور وہ اس پر تشریف رکھتے تھے۔ فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰہِ وَھُوَ طِفْلٌ یَدْرُجُ حَتّٰی

Scanned with CamScanner

یجلس علیٰ فخذہٖ فاھوی بعضھم الیہ لینحیہ عنہ فقال عبدالمطلب دع ابنی فان الملک قد اتاہ ۔ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ کم سنی میں ہی گھٹنوں کے بل چلتے ہوئے ان کی آغوش میں آکر بیٹھ گئے کسی نے ان کو ہٹانا چاہا۔ تو حضرت عبدالمطلب نے فرمایا میرے بیٹے کو چھوڑ اس کے پاس فرشتہ آتا ہے۔ علامہ مجلسی اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں۔ الاخبار فی نزول الملائکۃ علیہ من عند ولادتہ الیٰ بعثتہ کثیرۃ ۔ آنحضرت کی ولادت سے بعثت تک ان کے پاس ملائکہ کے آنے کے متعلق بہت سی احادیث وارد ہیں۔ مرأۃ العقول جلد ۵ صہ ۲۵۰ حضرت عبدالمطلب کا بھی عقیدہ تھا کہ آنحضرت صلعم پر کم سنی کے عالم میں بھی وحی ہوتی تھی۔ مگر مقصرین کا یہ کہنا۔ کہ چالیس سال کے بعد وحی کا نزول ہوا۔ یہ غیروں کا عقیدہ ہے اپنا نہیں۔

انبیاء کو دوسروں کی طرح سمجھنا خلاف ایمان ہے

اگرچہ آج ڈھکو صاحب یہ ثابت کرنے کی کوشش میں ہیں کہ نبی حقیقت کے لحاظ سے بالکل عام بشر کی مانند ہے۔ مگر ۱۹۶۳ء میں ڈھکو صاحب نے خود تحریراً تسلیم کیا تھا۔ کہ "لوگوں نے مقام نبوت سمجھنے میں بڑی غلطی کی ہے۔ جل جلالہ اپنے حبیب سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتا ہے۔ قُل اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثلُکُم اس مثل کے لفظ سے بہت لوگ گمراہ ہو گئے۔ پیغمبر کے لئے لفظ مثل استعمال ہو جانے سے انہوں نے جملہ صفات انسانی میں پیغمبر کو مثل دیگر انسانوں کے سمجھ لیا۔ بعض نے صاف لکھ دیا کہ نبی اور دوسرے لوگوں میں کوئی فرق ہی نہیں۔ حتیٰ کہ وہ گنہ گار بھی ہوتا ہے۔ اور اس کو معاذاللہ شیطان بھی بہکا دیتا ہے۔ نبی العیاذ باللہ ایک چٹھی رساں کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور ان ہی وجوہ سے ہر کہ دمہ کو دعویٰ نبوت کرنے کی جرأت ہو گئی

لیکن انھوں نے عقل سے اتنا کام نہ لیا کہ لفظ مثل ہرگز اس کا متقضی نہیں کہ پیغمبر تمام باتوں میں دوسرے انسانوں کے مساوی ہو جائے ایسا وہی لوگ کہتے ہیں جنہوں نے ازروئے بصیرت کامل ان کو نہیں دیکھا۔ اندھی تقلید میں گرفتار ہیں فطرت عالم سے سبق نہیں لیتے۔ سنگریزوں اور جواہرات میں تمیز نہیں کرتے۔ الماس کو بلور سمجھتے ہیں۔ اور گوہر کو خرمہرہ اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی بشر ہوتا ہے۔ مگر ہم خاک ہیں تو وہ اکسیر۔ ہم پتھر ہیں تو وہ گوہر۔ ہم سنگ خارا ہیں، تو وہ پارس۔ ہم ذرہ ہیں وہ آفتاب، ہم ناقص ہیں وہ کامل۔ ہم قالب ہیں وہ جان۔ جنسیت و نوعیت کا اتحاد صفات و کمالات میں مساوی ہونے کا تقاضا نہیں کرتا۔ از مضمون ڈھکو صاحب شائع شدہ رسالہ المبلغ ماہ ستمبر ۱۹۶۳ء صہ ۲۲۔

مگر اب وہ خالصی کی پیروی کرنے کے بعد ان حقائق پر شیخیت کی تہمت لگا رہے ہیں۔ اور پہلے یہ عقیدہ تھا کہ "مثل" کا لفظ اس بات کا متقاضی نہیں کہ وہ تمام باتوں میں انسان کے مساوی ہیں۔ مگر اصول الشریعہ اول طبع صہ ۶۶ میں کہتے ہیں کبھی لفظ مثل شئی عین شئی کے معنی میں استعمال ہوتا رہتا ہے" لہذا مطلب یہ نکلا کہ نبی بالکل بالکل ہی بشر ہیں مثل لبشر نہیں گویا موسیٰ و فرعون کافر و مومن۔ علیؑ و ابولہب۔ حسینؑ و یزید حقیقت کے اعتبار سے ایک جیسے ہو گئے۔ حالانکہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مقام انبیاء کو اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

فَعَظِّمْ جَمِيعَ أَنْبِيَاءِ اللّٰهِ وَلَا تُنْزِلْهُمْ مَنْزِلَةَ أَحَدٍ مَنْ دُونَهُمْ وَلَا تَتَصَرَّفْ بِعَقْلِكَ فِي مَقَامَاتِهِمْ وَأَحْوَالِهِمْ وَأَخْلَاقِهِمْ إِلَّا بِبَيَانٍ مُحْكَمٍ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَإِجْمَاعِ أَهْلِ الْبَصَائِرِ بِدَلَائِلَ تَتَحَقَّقُ بِهَا فَضَائِلُهُمْ وَمَرَاتِبُهُمْ وَأَنَّى بِالْوُصُولِ إِلَى حَقِيقَةِ مَا لَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَإِنْ قَابَلْتَ أَقْوَالَهُمْ

وانقالهم بمن دونهم من الناس اجمعين فقط اسائت محبتهم واَنكرت معرفتهم وسقطت عن درجة معرفة الایمان فایاك ثم ایاك ۔ بحار الانوار جلد ۱۱ ص ۳۷ طبع جدید

پس تم اللہ کے تمام انبیاء کی تعظیم کرو ۔ اور ان کو ان سے کم مرتبہ لوگوں کی منزلت پر نہ اتارو اور اللہ کے بیان محکم اور اجماع اہل بصائر کے بغیر ان کے مقامات وحالات واخلاق میں اپنی عقل سے تصرف نہ کرو ۔ اور ان کے فضائل و مراتب کو دلائل سے ثابت کرو ۔ اور تمہارے لئے کہاں ممکن ہے کہ تم اللہ کے نزدیک ان کی منزلت وحقیقت تک رسائی حاصل کرو ۔ اور اگر تم نے ان کے اقوال وافعال کو ان سے کم مرتبہ لوگوں کے برابر قرار دیا ۔ تو تم نے انکی صحبت میں برائی کا ارتکاب کیا ۔ اور ان کی معرفت کا انکار کیا ۔ اور تم معرفت ایمان کے درجہ سے گر گئے لہٰذا خبردار ۔ خبردار ۔ انبیاء کی توہین سے بچو ۔

جداگانہ حقیقت پر

مقصرین کے اعتراضات کا جواب

اصول الشریعہ : قرآن مجید کی صریح نصوص موجود ہیں کہ وحی نبی کی ذات میں داخل نہیں ہے اس کے بغیر بھی نبی کا تصور ممکن ہے یہاں صرف ایک آیت پیش کی جاتی ہے ۔ پ ۲۵ شوریٰ ۶ میں ارشاد قدرت ہے ۔

کذالك اوحینا الیك روحا من امرنا ما كنت تدری ما الكتاب ولا الایمان اور اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے روح الامین کو تمہاری طرف وحی کے ساتھ بھیجا جس سے پہلے تم نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا چیز ہے ۔ اور نہ یہ کہ تعلیم ایمان کیا چیز ہے ۔ ایسا ضرور تھا کہ آنحضرت

تو موجود تھے۔ مگر ہنوز وحی کا سلسلہ جاری نہ ہوا تھا۔ اور نہ ابھی روح القدس سے ارتباط قائم ہوا تھا۔ صہ ۸، صہ ۹، طبع سوئم۔

"امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہاں ایسا وقت تھا اور آنحضرتؐ پر ایسی حالت گزری ہے۔ کہ وہ کتاب و ایمان کو نہ جانتے تھے۔ یہاں تک کہ خدا نے ان کو وہ روح عطا کی جس کا ذکر قرآن میں ہے" صہ ۸۰

نوری انسان : "حضور کو اس عالم آب و گل میں پیدا کیا۔ اور اس کے بعد ان کی طرف روح اعظم آئی۔ کم از کم اس وقت تک نہ ان کو قرآن کا علم تھا۔ نہ ایمان بالقرآن کا۔ اللہ نے آنحضرت صلعم کو عالم جسم میں پیدا کرنے کے بعد قرآن کریم کی تعلیم سے مشرف فرمایا صہ ۱۲۲ صہ ۱۲۳

الجواب ہم مقصرین کے ان خیالات باطلہ کو مدلل طور پر قرآن و سنت کی روشنی میں رد کرتے ہیں

وحی لوازم نبوت میں داخل ہے

جناب ڈھکو جو یہ لکھتے ہیں کہ جنس و فصل کا شمار ذاتیات میں ہوتا ہے۔ اور ذاتی ماہیئت کا جزو ہوتی ہے۔ بنابریں آیت کَذٰلِكَ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ رُوۡحًا مِّنۡ اَمۡرِنَا سے ثابت ہے کہ روح الامین کے نازل ہونے سے قبل آنحضرت موجود تو تھے مگر نہ جانتے تھے۔ کہ کتاب کیا ہے۔ اور ایمان کیا ہے۔ اس آیت سے یہ واضح ہے۔ کہ ایک وقت ایسا بھی تھا کہ آنحضرت موجود تھے۔ مگر وحی نبوت کا سلسلہ جاری نہ ہوا تھا "

حالانکہ شیعہ عقیدہ کے متعلق وحی کے بغیر نبوت کا تصور ہی ناممکن ہے۔ چنانچہ دور حاضر کے عظیم مفسر قرآن علامہ سید محمد حسین طباطبائی مرحوم نے تفسیر المیزان جلد

ص ۱۴۲ طبع بیروت میں لکھا ہے۔ اعلم ان من لوازم النبوۃ الوحی و هو نوع تکلیم الٰہی تتوقف علیه النبوۃ۔ یہ جان لو کہ نبوّت کے لوازمات میں سے وحی بھی ہے۔ جو اللہ سے ہم کلام ہونے کی خاص نوع ہے جس پر نبوت کا دارومدار ہے۔" کیونکہ نبی اللہ کا سفیر ہے جس کا ہر لمحہ براہ راست اللہ تعالیٰ کے ساتھ رابطہ اور تعلق ہونا ضروری ہے۔ اگر نبی پر وحی نہ ہو گی تو اس کو بذات خود کس طرح معلوم ہوگا۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس عظیم عہدہ پر فائز ہے"

جبکہ مقصرین حضرات نبی کو ایک عام نیک سیرت انسان کے برابر سمجھتے ہیں اس لئے ان کا خیال ہے کہ نبی وحی کے بغیر بھی نبی رہ سکتا ہے۔ گویا کہ ان کے نزدیک ہر فرد بشر میں نبی بننے کی صلاحیت موجود ہے۔" ہم یہاں مقصرین کے جواب میں عرض کرتے ہیں۔ کہ مقصرین نے وحی کا جو مفہوم سمجھا ہے۔ وہ قطعی طور کتب تشیع کے مفہوم کے خلاف ہے۔ گویا کہ ان کے نزدیک وحی صرف اسی پیغام کا نام ہے جو صرف فرشتہ کے ذریعے نبی پر نازل ہو۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔"

کیونکہ جب ہم " یوحیٰ الیّ " کو فصل ممیز قرار دیتے ہیں۔ تو ہماری مراد وحی سے صرف نزول وحی کا عمل ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ مراد بھی ہوتا ہے کہ نبی ایک جذبۂ لورانی ملکوتی کا حامل ہے۔ جس کی وجہ سے وہ ہر لمحہ قبول وحی کی استعداد رکھتا ہے۔ کیونکہ علامہ مجلسی کا قول ہم نقل کر آئے ہیں۔ کہ ہر فرد بشر میں قبول وحی کی استعداد نہیں ہے"

پھر وحی اولاً تو براہ راست بلا واسطہ ہوتی ہے اور اللہ بلا واسطہ خود نبی سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور کبھی جبرئیل درمیان میں واسطہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ شیخ جلیل محدث عارف شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب التوحید ص ۰ ۷ طبع نجف اشرف میں السند صحیح زرارہ بن اعین سے روایت کی ہے۔ قُلْتُ لِاَبِی عَبْدِ اللّٰہِ ؑ

جُعِلْتُ فِدَاكَ اَلْغَشْيَةُ الَّتِی کَانَتْ تُصِیبُ رَسُولَ اللّٰہِ اِذَا نَزَلَ عَلَیْہِ الْوَحْیُ فَقَالَ ذَالِکَ اِذَا لَمْ یَکُنْ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اللّٰہِ اَحَدٌ ذَالِکَ اِذَا تَجَلَّی اللّٰہُ لَہٗ ثُمَّ قَالَ تِلْکَ النُّبُوَّۃُ یَا زُرَارَۃُ۔

میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی۔ میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔ یہ غشی جو رسول اللہؐ پر وحی کے وقت طاری ہو جاتی تھی۔ اس کا سبب کیا تھا۔ تو امام نے فرمایا۔ یہ اس وقت ہوتا تھا۔ جب رسول اللہؐ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی فرشتہ بطور واسطہ نہ ہوتا تھا۔ تو اللہ کے تجلی براہ راست رسول اللہؐ پر ہوتی تھی۔ تو آنحضرتؐ پر غشی کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ پھر فرمایا اے زرارہ "یہی نبوت ہے۔ کہ نبی ہی اللہ سے براہ راست ہمکلام ہو سکتا ہے۔ نہ کہ غیر نبی۔ ڈھکو صاحب نے خود بھی احسن الفوائد طبع اوّل صہ ۳۵۶ میں شیخ صدوق مرحوم کی عبارت کا اس طرح ترجمہ کیا ہے۔ " اس سلسلہ میں آنحضرت صلعم کو جو وحی کے وقت غشی سی طاری ہو جاتی تھی۔ تو یہ خداوند عالم کے آنحضرتؐ سے خطاب فرمانے تک کہ جبرئیل کی آمد سے عارض ہوتی۔ حتیٰ کہ آنحضرت صلعم کا جسم مبارک بھاری ہو جاتا اور آپ پسینہ سے شرابور ہو جاتے۔ جبرئیل تو آپ کا اس حد تک احترام کرتے تھے کہ وہ آنحضرت صلعم کی خدمت میں بغیر اجازت حاضر نہ ہوتے تھے۔ اور آپ کی خدمت میں غلاموں کی طرح بیٹھتے تھے۔" اور وحی کا یہ سلسلہ تو آنحضرت صلعم پہ جبرئیل کی خلقت سے بھی پہلے آنحضرت کی خلقت اولی ونوری ہی سے شروع ہو چکا تھا۔ جیسا کہ بحار جلد ششم کمپانی صہ ۔ میں منقول ہے۔ لَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرَ نَبِیِّنَا بَقِیَ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَاقِفًا یُسَبِّحُہٗ وَیَحْمَدُہٗ وَالْحَقُّ تَعَالٰی یَنْظُرُ اِلَیْہِ وَیَقُولُ یَا عَبْدِی اَنْتَ الْمُرَادُ وَالْمُرِیدُ وَاَنْتَ خِیَرَتِی مِنْ خَلْقِی لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ۔

جب اللہ تعالےٰ نے ہمارے نبی صؐ کے نور کو خلق فرمایا تو آپ کا نور بارگاہ ایزدی میں دو ہزار سال تک اللہ کی حمد و تسبیح کرتا رہا۔ اور اللہ اس کی طرف نگاہ فرما کر کہتا تھا کہ اے میرے عبد تم ہی مراد اور مرید ہو۔ تم میری مخلوقات سے اعلیٰ ہو اگر تم نہ ہوتے تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔ یہ وحی تو ابتدائے افرینش ہی سے آنحضرت صلعم پر ہوئی۔ جب کہ جبرائیل ابھی پیدا ہی نہ ہوئے تھے۔ پھر یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ نزول جبرئیل سے پہلے آنحضرت صلعم کو کتاب و ایمان کا علم نہ ہو۔ اسی وجہ سے سرکار علامہ سید علی حائری مرحوم قل انما انا لبشر مثلکم کی تفسیر میں وحی کے متعلق لکھتے ہیں ،، "پس حق آنست کہ حضور اقدس نبوی را بر ہر نہج یزدان پاک مکالمہ فرمودہ است وکسی کہ گفتہ آنجناب صلعم را بدون جبریل ہرگز رب جلیل چیزے نفرستاد بالیقین اواز حقیقت نبوت عاری است و در تقلید مخالفین چنیں گفتہ۔ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلعم سے ہر نہج پر خود اللہ تعالےٰ نے کلام فرمایا۔ اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ اللہ نے جبرئیل کے بغیر آنحضرتؐ پر کوئی چیز نازل نہیں کی۔ ایسا شخص درحقیقت معرفت نبوت سے کورا جاہل ہے۔ اور مخالفین کی تقلید میں ایسی باتیں کرتا ہے۔ لوامع التنزیل جلد ۱۶ صد ۷۵۔

پھر یہ کہ جناب ڈھکو اور گلاب شاہ صاحب کے مقابلے میں ہمارا یہ عقیدہ کہ "وحی میں اللہ خود بھی بلا واسطہ پیغمبر سے ہمکلام ہوتا ہے۔،، یہ واضح طور پر خود قرآن کریم سے ثابت ہے۔ مثلاً

(۱) حضرت آدم کو اللہ نے براہ راست اسماء کی تعلیم دی۔ جس پر علّم آدم الاسماء کلّھا۔ واضح دلیل ہے۔ درمیان میں کوئی فرشتہ نہیں تھا۔

(پارہ اول سورہ بقرہ)

(۲) حضرت ابراہیم کو اللہ نے براہ راست تمام ملکوت آسمان و زمین کا علم دیا۔

Scanned with CamScanner

وَكَذٰلِكَ نُرِىٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ (پارہ ہفتم سورہ انعام) یہ علم بھی باتفاق مفسرین فریقین بلاواسطہ دیا گیا۔

(۳) گو طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام اللہ تعالے سے کسی فرشتہ کے واسطہ کے بغیر ہوا۔ اس پر آیت کریمہ کَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا پارہ ششم سورہ نساء گواہ ہے۔

(۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت و کتاب کا علم اللہ تعالے نے بلاواسطہ عطا فرمایا خود حضرت عیسیٰ کا ارشاد قرآن پاک میں موجود ہے۔ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا وَّاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَادُمْتُ حَیًّا۔ (پارہ ۱۶ سورہ مریم) میں اللہ کا عبد ہوں۔ اس نے مجھے نماز و زکوٰۃ کی وصیت کی ہے" یہاں یہ کتاب بھی براہ راست ملی اور نبوت بھی براہ راست"

(۵) منزل قاب قوسین پر خداوند عالم اور سید الانبیاء صلعم کے درمیان کلام کسی فرشتہ کے واسطہ کے بغیر ہوا۔ جبرئیل تو سدرۃ المنتہی سے یہ کہہ کر واپس چلے گئے۔ لَوْ دَنَوْتُ اَنْمُلَۃً لَاحْتَرَقْتُ اگر میں ایک انگشت کی مقدار بھی آگے بڑھوں تو جل کر راکھ ہو جاؤں۔ ع۔ والحکومۃ الاسلامیہ امام خمینی ص

اگر یک سر مو برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

اس مطلب پر اَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی کی آیت شاہد ہے۔ (پارہ ۲۷ سورۂ نجم)

حالانکہ یہاں وحی کا سلسلہ جاری ہے۔ مگر درمیان میں کوئی روح الامین یا

روح اعظم موجود نہیں ہے۔" آنحضرت یا انبیاء پر وحی بلا واسطہ کا یہ عقیدہ صرف شیعہ عقیدہ ہی نہیں بلکہ اکابر علماء اہل سنت نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔ اور یہ لکھا ہے کہ جبرئیل تو پہلے بیت المکرم کے منیر اب کے پاس کھڑے ہو کر آنحضرت صلعم کی خدمت میں آنے کی اجازت طلب کرتے تھے۔ اجازت مل جاتی تو آتے ورنہ واپس چلے جاتے۔ یہ حقیقت مندرجہ ذیل علماء اہل سنت نے لکھی ہے۔ ۱۔ علامہ برہان الدین حلبی شافعی السیرۃ الحلبیۃ جلد اول صہ ۲۹۴، ۲۔ علامہ سہیلی الروض الانف جلد اول صہ ۱۵۴ (۳) علامہ ابن سید الناس عیون الاثر جلد اول صہ ۹۰، ۴۔ علامہ سیوطی الخصائص الکبریٰ صہ ۹۳ جلد ۲، ۵۔ علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ جلد اول صہ ۲۲۱۔

شیعہ اکابر علماء میں سے شیخ مفید رح نے شرح عقائد الصدوق صہ ۲۱۱ میں لکھا ہے۔ اَلْوَحْیُ مِنْهُ مَا یَسْمَعُهُ النَّبِیُّ مِنْ غَیْرِ وِسَاطَةٍ وَمِنْهُ مَا یَسْمَعُهُ بِوِسَاطَةِ الْمَلَائِکَةِ۔ وحی کی ایک قسم یہ ہے کہ نبی اس کو کسی واسطہ کے بغیر براہ راست اللہ تعالیٰ سے سنے۔ اور دوسری قسم وہ ہے کہ نبی بوساطت ملائکہ سنے"

آنحضرتؐ کا علم قرآنی لدّنی ہے

انبیاء علیہم السلام کی اتنی توہین تو شاید ابلیس نے بھی نہ کی ہوگی جتنی کہ مفسرین نے یہ کہہ کر کی ہے۔ کہ روح الامین کے نزول سے قبل آنحضرتؐ کو ایمان و قرآن کا علم نہ تھا۔ اگرچہ ان لوگوں کی پیش کردہ آیت کی صحیح تفسیر آگے پیش کروں گا۔ یہاں تو یہ بتانا مقصود ہے۔ کہ شیعہ امامیہ کے عقیدہ کے مطابق معصومین کو قرآن تو در کنار تمام کائنات کے ذرہ ذرہ کا علم ان کی ظاہری خلقت سے قبل ہی عطا

Scanned with CamScanner

کر دیا گیا تھا۔

سرکار علامہ سید محمد مہدی موسوی طوالع الانوار صد ۱۳ میں فرماتے ہیں۔ "ان الملائکۃ کلّہا تعلموا الاسلام والایمان وطریق العبادۃ منہ وھو کان قبل البعثۃ فی دینہ ومذھبہ الذی کان فیہ فی عالم الارواح فعالم اجسادہ یتبع عالم ارواحہ فھو اکمل الکل فی الکل فلم یکن تابعًا لاحد من الانبیاء فی دینہم بل لہ دین مستقل وھو الدین الذی قبل البعثۃ وبعد البعثۃ فلو کان تابعًا بدین احد کان افضل منہ ثم انہ کان نبیا فی الانوار والارواح حیث قال کنت نبیًا وآدم بین الماء والطین وکذلک فی لبطن امہ وکذلک حین ولادتہ والا لکان علیسٰی افضل منہ لقولہ حین ولادتہ انی عبد اللہ آتانی الکتاب وجعلنی نبیا فعلم بالعقل والنقل انّ محمدًا کان نبیًا وصاحب کتاب ھو القرآن فی العوالم کلہا فان اللہ لما خلق محمدًا قبل کل شئ خلق القرآن واعطاہ نبیہ فکان ھو صلعم نبیًا وصاحب کتاب قبل خلق الخلق ثم خلق الخلق فھو قبل الکل علم ذلک بتعلیم اللہ ولم یکن غیرہ معلمًا لہ لقولہ تعالیٰ علمہ شدید القوی وھو اللہ فمن فسرہ بجبرئیل فھو تفسیر العامہ۔"

تمام ملائکہ نے اسلام وایمان اور طریقۂ عبادت کے اسباق آنحضرت صلعم سے سیکھے۔ اور حضور بعثت میں سے پہلے بھی اپنے اسی دین پر تھے۔ جس پر آپ عالم الارواح میں تھے۔ اور ان کا عالم جسمانی عالم روحانی کے تابع تھا۔ اور تمام عالم میں تمام مخلوقات کی نسبت اکمل وافضل تھے۔ اور شریعت میں کسی دوسرے نبی کے

تابع نہ تھے۔ بلکہ ان کا اپنا مستقل دین تھا جس پر آپ بعثت سے پہلے اور بعد میں عمل کرتے رہے اگر آپ کسی کے تابع ہوتے تو وہ آپ سے افضل ہوتا۔ آپ عالم انوار وارواح ہی سے نبیؐ تھے۔ اور آپ نے خود ارشاد فرمایا کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام آب وگل کے مابین تھے اور آپ اسی طرح شکم مادر میں اور عالم کم سنی میں بھی نبی تھے۔ اگر ایسا نہ ہو تو لازم آئے گا۔ کہ عیسیٰ آپ سے افضل ہوں۔ چونکہ انھوں نے عین ولادت ہی میں فرمادیا۔ کہ میں عبد خدا ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا۔ پس عقل و روایات سے معلوم ہو گیا۔ کہ اللہ نے تمام مخلوقات سے قبل آنحضرت کو خلق فرمایا۔ تو اسی وقت سے قرآن کو خلق فرما کر ان کو عطا کر دیا۔ اور آپ مخلوقات کی ایجاد سے قبل ہی صاحب کتاب تھے۔ اور یہ سب کچھ تعلیم ان کو اللہ ہی نے عطا کی ہے کسی غیر نے نہیں دی علّمہ شدید القویٰ کی آیت اس مطلب پر گواہ ہے اور شدید القوی خود پروردگار ہے اور جو لوگ اس سے جبرئیل کو مراد لیتے ہیں وہ عامہ کی تفسیر کی اتباع کرتے ہیں۔ یہ صرف شیعہ عقیدہ ہی نہ سمجھنا بلکہ اہل سنت کی مشہور تصنیف لباب التاویل خازن بغدادی میں سورۂ الرحمٰن کی آیت الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان کی تفسیر میں ہے۔

اراد بالانسان مُحَمَّدٌ اوعَلَّمَهُ البیانَ یعنی بیانَ ماکانَ وَمایکون لِانّہ یُنبِئُ عَن خَبرِ الاوّلینَ والآخِرینَ۔ یہ آیت خود رسول اللہ کی شان میں ہے۔ اور ان کو ہی اللہ نے قرآن کی تعلیم دی اور گذشتہ و آئندہ ہونے والے تمام واقعات و حالات کا علم عطا فرمایا۔ کیونکہ آنحضرتؐ اولین و آخرین کے متعلق خبر دینے والے نبی صلعم ہیں۔" اہل سنت کے عالم جلیل مولانا محمد عمر اچھروی مقیاس حنیف صہ ۵۶ میں لکھتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم کو قبل از وحی علم قرآن حاصل تھا۔ مگر آپ کو وحی کے بغیر اظہار کی اجازت نہ تھی۔ اور اس عقیدہ کو وہابی

Scanned with CamScanner

عقیدہ قرار دیا ہے کہ آنحضرت صلعم کو پہلے علم قرآن نہ تھا جبکہ شیعہ عقیدہ کے مطابق ان
ان ذوات مقدسہ کو کائنات کا علم مخلوقات کی خلقت ہی سے قبل دے دیا گیا تھا
امام محمد تقی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ لَقَدْ اُعْطِینَا عِلْمَ الاَوَّلِینَ وَالآخِرِینَ
قَبْلَ خَلْقِ الْخَلْقِ اَجْمَعِینَ۔ بحار جلد ۱۲ صہ ۱۰۰ صہ ۱۲۴ طبع قدیم ہمیں پہلے اور بعد
کے لوگوں کے متعلق اللہ نے مخلوقات کی خلقت سے قبل ہی علم دے دیا تھا علامہ مجلسی
نے مرآۃ العقول جلد ۳ صہ ۳۱۲ اور بحار جلد عاشر صہ ۱۵۲ میں لکھا ہے۔

اِنَّ ارواحَہم المقدسۃَ قبلَ تعلّقہا بالاجسادِ المطہّرۃ کانت
عالمۃً بالعلومِ اللدنیۃِ ومعلمۃً للملائکۃ۔ آنحضرت صلعم اور معصومین کی
ارواح مقدسہ ان کے اجسام مطہرہ کے ساتھ تعلق رکھنے سے قبل ہی علوم لدنیہ
کو حاصل کر چکی تھی اور ملائکہ کی معلم تھیں۔" جواہر الاسرار صہ ۹۶

نیز علامہ صدوق بھی اس کے قائل ہوئے ہیں کہ ان اللہ اَعطیٰ نبیہ
العلمَ جملۃً واحدۃً ثُمَّ قال ولا تعجل بالقرآن من قبل
اَن یقضیٰ الیک وحیُہ وقل ربِّ زدنی علمًا وقال لا تُحرّکْ بہ
لسانک لتعجلَ بہ اِنَّ علینا جمعَہ وقرآنَہ فاذا قرأناہُ فاتّبع قرآنہ
ثم علینا بیانہ۔

جس کا ترجمہ خود ڈھکو صاحب نے اس طرح کیا ہے۔ "قرآن مجید بیت المعمور
میں تمام کا تمام ایک ہی دفعہ نازل ہوا پھر بیت المعمور سے بیس سال کے عرصہ میں آنحضرت
صلعم کے پاس تھوڑا تھوڑا کر کے حسب ضرورت نازل ہوتا رہا۔ خداوند عالم نے اپنے نبی
کو قرآن کریم کا پورا پورا علم عطا کر دیا تھا۔ اس لئے فرمایا اے میرے حبیب جب تک
میری وحی پوری نہ ہو جائے۔ تم قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کیا کرو۔ اور یہ دعا مانگا کرو
کہ اے میرے پروردگار میرے علم میں اضافہ فرما۔ اپنی زبان کو اس لئے حرکت نہ دو

Scanned with CamScanner

کہ تم اسے جلدی یاد کر لو کیونکہ اس کا جمع کرنا اور پڑھا دینا تو ہمارے ذمہ ہے اس لئے جب ہم پڑھائیں تو تم اسے پڑھتے رہو. پھر اس کے بعد اس کی توضیح وتبین بیان کرنا بھی ہمارے ذمہ ہے"

دیکھو احسن الفوائد صہ ۳۵۹ صہ ۳۶۰ طبع اول نیز ڈھکو صاحب خود بھی شیخ صدوق کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں " جو تفسیر مصنف علام نے بیان فرمائی ہے وہی صحیح اور شان رسالت کے مطابق ہے اور بعض احادیث سے بھی ثابت ہے"

علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ بحار الانوار ششم قدیمی صہ ۲۵۹ فی کیفیۃ الوحی میں علامہ شیخ صدوق کی تائید میں لکھتے ہیں۔ ثبت بالاخبار المستفیضۃ ان جمیع الکتب التی انزلھا اللہ علی انبیاء اثبتھا فی اللوح المحفوظ قبل خلق السماء والارض ثم ینزل منھا بحسب المصالح فی کل وقت وزمان واما انطباقھا علی الوقائع المتاخرۃ فلانیا فی لان اللہ عالم بما یتکلمون وبما یصدر منھم ویقع بینھم بعد ذلک فاثبت فی القرآن المثبت فی اللوح جواب جمیع ذلک علی وفق علمہ الذی لا یتخلف فالمضی انما یکون بالنسبۃ الی زمان التبلیغ الی الخلق فلا استبعاد فی ان ینزل ھذا الکتاب جملۃ واحدۃ علی النبی ویامرہ ان لا یقرء علی الامۃ شیئاً منہ الا بعد ان ینزل کل جزء منہ فی وقت معین یناسب تبلیغہ وفی واقعۃ معینۃ یتعلق بھا۔ (از طبع کمپانی)

بے شمار ولا تعداد احادیث سے یہ بات ثابت ہوئی ہے۔ کہ تمام کتابیں جن کو اللہ تعالےٰ نے اپنے انبیاء پر نازل کیا۔ ان کو آسمان وزمین کی خلقت سے قبل ہی لوح محفوظ میں لکھ دیا تھا۔ پھر حسب مصلحت ہر وقت ہر زمان میں ان کو نازل کرتا

Scanned with CamScanner

رہا۔ اور بعد میں ہونے والے واقعات پر ان کتب کا انطباق اس کے منافی نہیں ہے کہ اللہ تعالےٰ کو ان باتوں کا علم تھا جو انہوں نے کرنی تھیں اور جو کچھ ان سے صادر اور واقع ہونا تھا۔ پس اللہ تعالےٰ نے لوح محفوظ میں ثبت شدہ قرآن میں ان کے جواب کو لکھ دیا تھا۔ جو کہ اس کے علم کے عین مطابق تھے۔ جس میں کوئی تخلف نہیں ہوتا۔ پس ان کا ماضی کے صیغہ میں استعمال ہونا بھی مخلوق کی تبلیغ کی نسبت سے ہے لہٰذا اس میں کوئی استبعاد نہیں کہ قرآن مجید مکمل طور پر ایک ہی دفعہ نبی صؐ پر نازل ہو اور پھر اللہ تعالےٰ اس کو حکم دے کہ وہ امت پر اس کو اس وقت تک نہ پڑھیں جب تک کہ معین وقت اور مناسب تبلیغ کے مطابق اس کا جزء نہ اترے۔ جو اس سے متعلق ہو"

نیز اس مطلب پر دوسری واضح دلیل یہ ہے کہ قرآن خود کہتا ہے۔ کہ وہ لوح محفوظ سے اتر کر آیا ہے۔ بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ۔ (بروج آیت ۲۲)

اور لوح محفوظ اور قلم کی خلقت آنحضرت صلعم کے نور مقدس سے ہوتی ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ "خَلَقَ مِنْ نُورِ مُحَمَّدٍ جَوْهَرَةً وَقَسَمَهَا قِسْمَيْنِ فَنَظَرَ اِلَى الْقِسْمِ الاَوَّلِ بِعَيْنِ الْهَيْبَةِ فَصَارَ مَاءً عَذْبًا وَنَظَرَ اِلَى الْقِسْمِ الثَّانِي بِعَيْنِ الشَّفَقَةِ فَخَلَقَ مِنْهُ الْعَرْشَ فَاسْتَوَى عَلَى وَجْهِ الْمَاءِ فَخَلَقَ الْكُرْسِيَّ مِنْ نُورِ الْعَرْشِ وَخَلَقَ مِنَ الْكُرْسِيِّ اَللَّوْحَ وَخَلَقَ مِنْ نُورِ اللَّوْحِ الْقَلَمَ۔ بحار الانوار جلد ششم ص۸ اللہ نے نور محمد مصطفیٰ سے ایک جوہر پیدا کیا۔ جس کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے حصہ کی طرف ہیبت کی نظر سے دیکھا تو وہ آب شیریں ہوگیا۔ اور دوسرے حصے کی طرف نگاہ شفقت سے دیکھا۔ تو اس سے عرش خلق ہوا۔ جو پانی پر ٹھہرا تو اس سے نور عرش سے کرسی خلق

ہوگئی اور کرسی سے پھر لوح محفوظ خلق ہوئی۔ اور لوح کے نور سے قلم خلق ہوا۔ لہٰذا یہ کیونکر ممکن ہے کہ آنحضرت صلعم اس لوح محفوظ پر نقش شدہ مضامین سے ناواقف رہیں۔ جو خود ان کے نور سے خلق ہوئی۔ حالانکہ اہل سنت کے عالم جلیل علامہ عبدالحی حنفی انصاری بھی جامع الفتاویٰ جلد دوم صہ۱۰۵ طبع لکھنؤ میں آنحضرت صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انھوں نے ارشاد فرمایا۔

"لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا۔ اور میں سنتا تھا۔ حالانکہ میں شکم مادر میں تھا اور فرشتے عرش کے نیچے پروردگار کی تسبیح کرتے تھے۔ اور میں ان کی تسبیح کی آواز سنتا تھا۔ حالانکہ میں شکم مادر میں تھا۔"

جو نبیؐ شکم مادر میں رہ کر لوح محفوظ کی قلم کی حرکت دیکھ رہا تھا اور فرشتوں کی آوازیں سن رہا تھا۔ وہ کس طرح ایمان وکتاب سے ناواقف ہو سکتا تھا۔ جیسا کہ ڈھکو صاحب کا خام خیال ہے۔"

اسی طرح جبرئیل فرشتہ جو خود حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا کہہ کر ان کے مقابلے میں اپنی کم علمی کا اعتراف کرکے ان کے سامنے سربسجود ہو چکا ہے۔ اور جو عالم ملکوت میں اَنْتَ رَبِّی الْجَلِیْلُ وَاَنَا الْعَبْدُ الذَّلِیْلُ وَاسْمِی۔ جبرئیل کہنے میں حضرت امیر المومنینؑ کی شاگردی کا شرف حاصل کر چکا ہو۔ جیسا کہ علامہ جزائری نے انوار نعمانیہ صہ۱۵ طبع جدید میں لکھا ہے اور تسبیح وتقدیس سیکھنے میں محمدؐ وآل محمد پہ جبہ سائی کر چکا ہو۔ یا یہ کس طرح ممکن ہے کہ اس فرشتہ کو قرآن مجید کا علم پہلے حاصل ہو۔ اور آنحضرت صلعم کتاب وایمان کے علم میں اس کے محتاج ہوں۔ چنانچہ علامہ شیخ محمد تقی اصفہانی اور علامہ سید عبدالرزاق مقرمؒ نے لکھا ہے:

غَایَۃُ الْاَمْرِ عَرَفَہُ الْمَوْلٰی اَنْ لَا یُفِیْضَ ھٰذَا الْعِلْمَ قَبْلَ

اس کتاب قوائد الشریعہ جلد اول کے کل صفحات 412 ہیں چونکہ فائل کا سائز بڑا ہونے کی وجہ سے اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے یہ پہلی PDF فائل ہے جس میں 200 صفحات سکین کیے گے ہیں باقی کے 212 صفحات دوسری فائل بنا کر سکین کیے جائیں گے انشاءاللہ -----

قوائد الشریعہ جلد 1 (حصہ 1 صفحات 200)

قوائد الشریعہ جلد 1 (حصہ 2 صفحات 212)

طالب دعا : سید نقی بادشاہ

#ماتم_کے_نمازی

Scanned with CamScanner